تاریخ التفسیر

تاریخ التفسیر

عبدالصمد صارم الازہری

ادارہ علمیہ دھنی رام روڈ نئی انارکلی لاہور

باہتمام ——— مولوی محمد یعقوب خاں ڈیروی مینجر ادارہ علمیہ
بار دوم ——— ۱۰۰۰ ۱۹۶۶ء
قیمت ——— چھ روپیہ
مطبع ——— نقوش پریس لاہور
پبلشر ——— ادارہ علمیہ لاہور
کاتب ——— عبد الغنی چاہ میراں لاہور

یکی

از مطبوعات مجلس احیائے علوم الدین

اس کتاب کے حوالے ملکی اور غیر ملکی مصنفین نے اپنی تصانیف میں دیئے ہیں

بگرامی خدمت

عالی جناب پروفیسر حمید احمد خان صاحب وائس چانسلر
پنجاب یونیورسٹی لاہور
دام اقبالہٗ

صارم
۱۹۶۶ء

فہرست مضامین تاریخ تفسیر

مصادر

بخاری
مسند حنبل
مسند احمد
ابوداؤد
ترمذی
مسند دارمی
مسلم
مصنف عبدالرزاق
مبادی التفسیر الدمیاطی
مجلہ المقتطف
فہرست ابن الندیم
تاریخ الحدیث
میزان اعتدال
ایثار الحق علی الخلق
لائف آف محمد میور
قضاء الارب
اکسیر فی اصول التفسیر
سبحۃ المرجان
عینی

مقدمہ اوجز المسالک
دارقطنی
معجم صغیر
اصابہ
طبقات ابن سعد
عجائب الہند
کنز العمال
اعلام الموقعین لابن قیم
تہذیب التہذیب
تذکرہ ذہبی
تہذیب الاسماء
مصفی شرح موطا
تحفۃ الفکر
کتاب الناسخ والمنسوخ
کتاب الانساب
پریچنگ آف اسلام
اتقان
مشکوٰۃ
تاریخ الفقہ ناظم

کتاب الفائق	سبیل الرشاد
نیل الاوطار	مقدمہ ابن صلاح
کشف الغمہ	تاریخ الخلفاء
التیسیر	مقدمہ ابن خلدون
مصباح الزجاجہ	غایۃ المنتہٰی
الشفاء للعیاض	

۱۹ صفر ۱۲۹۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی فاضل دیوبند، ایم اے پرنسپل مدرسہ عالیہ کلکتہ

قرآن مجید جس طرح تصفیۂ اخلاق، تزکیۂ نفس اور روحانی تربیت کی بہترین اسلامی کتاب ہے مسلمانوں کے تمام اسلامی علوم وفنون کا سرچشمہ و منبع بھی ہے۔ مثلاً کتابت، اسلام سے قبل بہت کم لوگ جانتے تھے۔ حجاز میں صرف سترہؔ آدمی تھے جو خواندہ تھے لیکن قرآن پاک کی برکت سے یہ فن دنیا میں پھیل گیا۔ قرآن مجید میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا ہے اس لئے مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے ایک ایک جزو کو قلمبند کیا، اور اس کی اپنی جان سے زیادہ حفاظت کی۔ اسی طرح سیر و مغازی کے فن کی بنیاد پڑی، پھر آپ کے افعال واقوال کو جانچنے اور پرکھنے اور قرآن مجید کے حقائق کو سمجھنے کے لئے انہوں نے حدیث کی تدوین کی طرف توجہ کی اور اس راہ میں بڑے بڑے محیر العقول کارنامے کئے اس طرح فن حدیث ایجاد ہوا۔ اور پھر چونکہ قرآن کو عربی ادب اور عربی زبان کی صرف ونحو کے بغیر سمجھ نہیں سکتے تھے اس لئے انہوں نے ان فنون کی طرف التفات کی اور باقاعدہ مدون کر کے کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ اور چونکہ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتی جب تک فصاحت و بلاغت کے قواعد وضوابط اور اس کے متعلقہ علوم وفنون مدونہ معلوم کریں۔ اس بنا پر علم معانی و بیان و بدیع کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں وہ وہ موشگافیاں کیں کہ آج غالباً عربی کے یہ فنون ثلاثہ ہی مشرق کی تمام زبانوں کے لئے فصاحت و بلاغت کے مسائل کا سرچشمہ ہیں۔ اسی طرح علم فقہ، اصول فقہ اور علم الکلام کا اصل منبع و سرچشمہ بھی قرآن مجید اور اس کے معانی کی تحقیق وجستجو ہی کو سمجھنا چاہیئے۔

لیکن قرآن مجید نے جن علوم کو پیدا کیا ان میں دینی و مذہبی اعتبار سے سب سے زیادہ اہم اور ضروری علم تفسیر کا ہے، شروع شروع میں جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف

فرا ہے۔ قرآن مجید کے معانی و مطالب کو مدون کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی، اول تو صحابہ کرامؓ خود اہل لسان تھے اور اس بنا پر آیات قرآنی کا صحیح مفہوم و مصداق متعین کرنے میں اور اس کی فصاحت بلاغت کی حقیقت و گہرائی کے دریافت کرنے میں کسی علم و فن کی دستگیری کے محتاج نہ تھے پھر اگر کوئی لفظ مشترک ہوتا تھا یا اصول فقہ کی اصطلاح میں مجمل و مشکل ہوتا تھا تو آنحضرت کا قول و فعل خود اس کی تشریح و توضیح اور معنی کی تعین کر دیتا تھا مثلاً اُحَلَّ اللّٰہُ البیع وحرم الربوٰ میں ربوٰا کی حقیقت مشتبہ تھی۔ آپ نے الحنطۃ بالحنطۃ والشعیر بالشعیر والی حدیث سے اس کی توضیح کر دی اور اگر پھر بھی کوئی اشکال باقی رہ جاتا وہ آنحضرت صلی اللہ وسلم سے اس کی حقیقت دریافت کر لیتے تھے مثلاً قرآن میں حج کی آیت وللّٰہ علی الناس حج البیت نازل ہوئی تو ایک صحابی پوچھ بیٹھے یہ حکم اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ رمز شناس بھی اتنے بڑے کہ جب آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح الآیۃ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ بیساختہ رو پڑے اور سمجھ گئے کہ اس بشارت کی تہہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات و حسنت اثر کی طرف بھی اشارہ ہے

صحابہ کرام کے بعد تابعین کا دور آیا اور وہ قرآن مجید کے معانی و مطالب کی تحقیق ناسخ و منسوخ کی پہچان، مجمل و مشکل کی توضیح میں صحابہ کرام کی طرف رجوع کر لیتے تھے۔ یہ ضرورت تھی کہ قرآن مجید کے علوم کو باقاعدہ مدون کیا جائے۔

لیکن جب اسلام کی روشنی عرب سے عجم اور عربی نہ جاننے والی قوموں میں پھیلنے لگی تو اب گمراہی سے بچانے کے لئے ضروری ہوا کہ قرآن مجید کے مطالب کو مدون کیا جائے اور اس کے متعلقہ علوم و فنون کی بھی تدوین کر دی جائے۔ اسی سلسلہ میں علم التفسیر کی بنیاد پڑی۔ اور اس کی تکمیل کے لئے مختلف اسکول قائم ہو گئے۔ علامہ ابن خلدون نے تفسیر کے ان مختلف اسکولوں پر تبصرہ کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے ہم اس کا خلاصہ درج ذیل کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ان میں سے کون سا اسکول مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہوا اور کون سا غیر مفید، علامہ لکھتے ہیں:-

"تفسیر دو نوع کی ہو گئی، ایک تفسیر نقلی جو بزرگان کرام سے نقل کئے ہوئے آثار کی طرف منسوب کی جاتی تھی، اس تفسیر سے ناسخ و منسوخ کی پہچان ہوتی تھی، نزول آیات کے اسباب اور آیات کے اسباب اور آیات کے مقاصد معلوم ہوتے تھے ظاہر ہے کہ اس تفسیر کا دارومدار صحابہ کرام و تابعین

علام کی روایات و آثار پر ہوتا تھا، علمار متقدمین نے ان سب کو اپنی کتابوں میں جمع کیا اور یاد کیا مگر ان کی کتابیں رطب و یابس، جید و ردی دونوں پر مشتمل تھیں، اور اس کا سبب یہ ہے کہ عرب اہل کتاب نہ تھے، ان پر بداوت اور امیت غالب تھی۔ ان کو جب کبھی کائنات عالم میں سے کسی شی کی حقیقت یا زندگی و موت اور پیدائش دنیا کا کوئی راز معلوم کرنا ہوتا تھا تو وہ اہل کتاب کی طرف رجوع کرتے تھے، اور یہ لوگ اپنی اپنی محرف کتابوں کی سند سے ان سے عجیب و غریب باتیں کہتے تھے اور اہل عرب ان کو اپنی سادہ لوحی سے باور کیا کرتے تھے۔ پھر یہ عرب مسلمان ہو گئے تب بھی ان کے پرانے خیالات اور قدیم سے سنی ہوئی باتیں ان کے ذہنوں سے محو نہیں ہوئیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن مجید کی تفسیر میں بھی اس طرح کی رکیک باتیں دخل پانے لگیں، اس طرح کی باتیں زیادہ تر کعب الاحبار، وہب ابن منبہ، اور عبد اللہ بن سلام سے منقول ہیں پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ مفسرین نے کچھ تو اپنے تساہل اور خوش اعتقادی کی بنا پر ان روایتوں سے اپنی تفسیروں کو پر کر دیا۔ یہ سلسلہ برابر جاری رہا یہاں تک کہ مغرب میں ابو محمد بن عطیہ نے ان تفاسیر کی تلخیص کی اور ان روایات و آثار میں جو اقرب الی الصحۃ تھیں ان کو چن لیا اور حسن الملخص کے نام سے ایک کتاب میں ان سب کو جمع کر دیا۔ ابو محمد کے بعد قرطبی بھی اسی روش پر چلے اور انہوں نے اپنی مشہور تفسیر اسی انداز سے لکھی۔

تفسیر کی دوسری نوع یہ ہے کہ اس میں لغت، اعراب، اور بلاغت سے بحث کی جائے۔ تاکہ ان کی روشنی میں قرآن مجید کے مطالب و معانی کا ادراک کیا جا سکے۔ اس سلسلہ کی تفاسیر میں سب سے زیادہ اہم علامہ زمخشری کی کتاب الکشاف ہے لیکن چونکہ زمخشری معتزلی المذہب ہونے کی وجہ سے قرآنی بلاغت سے اپنے مذہب کے مطابق استدلال کرتے جاتے ہیں، اس لئے اہل سنت میں یہ تفسیر چنداں مقبول نہ ہو سکی۔

زمخشری کے بعد شرف الدین الطیبی نے ایک تفسیر لکھی جس میں انہوں نے زمخشری کی کتاب کی شرح کی اور جہاں انہوں نے معتزلی عقائد کے اثبات کے لئے قرآن مجید سے استدلالات کئے تھے ان کی رکاکت دلائل قویہ سے ثابت کی"

علامہ ابن خلدون کی اس تقریر سے یہ واضح ہو گیا ہو گا کہ قرآن مجید کی تفسیر ان دو مختلف نقطہائے نظر کے

ماتحت لکھی گئی ہیں۔ اب یہ بتانا کہ ہر تفسیر میں کتنا رطب ہے، اور کتنا یابس، ایک ماہر نقاد فن کا کام ہے اور اس کی تحقیق و جستجو کے لئے سالہا سال درکار ہیں، لیکن بہرحال اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ تفسیر کا فن مسلمانوں کا محبوب ترین فن ہے، اور انہوں نے اس سلسلہ میں بڑی بڑی جانکاہیاں اور کاوشیں کی ہیں۔ مسلمانوں کی یہ تمام کوششیں اوراق پریشان کی طرح پراگندہ تھیں اور اردو میں کوئی کتاب ایسی نہ تھی جس سے ان کی تمام کوششوں کی تاریخ و ترتیب یکجا طور پر معلوم ہو سکتی۔

خدا جزائے خیر دے پیش نظر کتاب تاریخ التفسیر کے فاضل مصنف کو کہ انہوں نے توجہ کی اور اس کام کو سرانجام کر کے ملک کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف اس سے پہلے تاریخ الحدیث لکھ کر معزز اہل قلم اور ارباب ذوق سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں، اور مجھ کو قوی امید ہے کہ ان کی یہ کتاب بھی اپنی پیشرو کتاب کی طرح دقعت و قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ اور اردو خوان طبقہ اس سے بہت کچھ استفادہ کر سکے گا۔

سعید احمد اکبرآبادی

۳۱ رمئی ۱۹۴۷ء

الباب الاول فی التاریخ

تفسیر کی ضرورت

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزو تیری　　خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بُو تیری

تفسیر کے معنی بیان کرنا یا کھولنا یا کسی تحریر کے مطالب کو سامعین کے قریب فہم کر دینا ہے جو شخص جن اصول کو پیش کرتا ہے ان کی تشریح کرنا بھی اسی کا کام ہے اس کو مختلف استعداد و قابلیت کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، اس لئے یہ سمجھنا کہ اس نے اپنے پیش کردہ اصولوں کے متعلق کچھ نہیں کہا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ تمام اشخاص یکساں فہم و قابلیت کے نہیں ہوتے۔

جب کلام وسیع پیمانہ پر صادر ہوتا ہے اور اس میں بے شمار مطالب کو محدود فقروں میں ادا کیا جاتا ہے۔ غیر محسوس اشیاء کے حالات کا آئینہ سامنے رکھا جاتا ہے، احکام کو اس اسلوب سے بیان کیا جاتا ہے کہ موجودہ ضرورت کو بھی کافی ہوں اور آئندہ بھی اس سے حسب ضرورت استنباط ہوتا رہے تو کلام میں استعارہ، مجاز، مبہم مجمل سبھی کچھ ہوتا ہے، اگر یہ نہ ہو تو کلام ناقص رہ جائے یا لا انتہا ہو کر حد تحمل بشری سے گذر جائے۔ قرآن مجید میں یہ تمام اوصاف اس طرح جمع ہیں کہ شان فصاحت و بلاغت میں فرق نہیں آیا، بلکہ اور چار چاند لگ گئے۔

اس لئے کلام کی تفسیر و تشریح کی ضرورت ہے۔ قرآن ایک کامل و مکمل کتاب ہے مگر ہم کو اس کے سمجھنے کے لئے بہت سی چیزوں کی احتیاج ہے، مثلاً صرف، نحو، ادب، لغت، حدیث تاریخ جغرافیہ وغیرہ وغیرہ۔

قرآن میں تخم کی طرح سب کچھ موجود ہے، اس تخم سے درخت اگانے کی قوت و قدرت خداوند کریم نے انسان کو عطا فرمائی ہے۔

قرآن مجید میں دو قسم کی آیتیں ہیں، ایک محکم، دوسری متشابہات،
آیات محکم نے اصول کی اس طرح وضاحت کی ہے کہ کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں،

آیات متشابہات (جو بہت سے معنوں کی متحمل ہو سکتی ہیں)، کے اندر ذخائر علوم پنہاں ہیں ان آیات سے دنیا قیامت تک فائدہ اٹھاتی رہے گی۔

اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ (کتاب اتری اس میں کچھ آیات محکم ہیں کچھ متشابہات)

محکم یعنی واضح المعنی صریح الدلالت، ان کے متعلق ارشاد ہے کہ یہ اُم الکتاب یعنی اصل ہیں جو واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں۔

متشابہات دو قسم کی ہیں ایک وہ جو بہت سے معنوں کی متحمل ہو سکتی ہیں ان کا تعلق زیادہ فروع سے ہے، اگر ان کی توضیح کی جائے تو کلام کی انتہا نہ رہتی۔ دوسری وہ متشابہات ہیں جن کے معنی سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ اس قسم کے متعلق ارشاد ہے وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ (یعنی کوئی ان کی تاویل نہیں جانتا اللہ کے سوا اور ماہرین علوم کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے)

قرآن کریم نے ایک طرف تو یہ احسان کیا ہے کہ اصول کو واضح طور پر بیان کر دیا اور شک و شبہ کی گنجائش نہ چھوڑی۔ دوسری طرف یہ احسان کیا کہ متشابہات کو پیش کیا کیوں کہ متشابہات ذخائر علوم ہیں جن سے دنیا ہمیشہ متمتع ہوتی رہے گی۔ متشابہات کے سمجھنے کے لئے کثیر التعداد علوم و فنون میں کامل دستگاہ کی ضرورت ہے۔

قرآن نے انسان کو عملی و علمی کمال تک پہنچنے کا راستہ بتا دیا ہے اور ایسے ایسے اسرار اور حواس سے مستور امور کی طرف راہنمائی کی ہے، جہاں نہ عقل کی رسائی ہے نہ سائنس کی۔

قرآن بے شمار علوم کا سرچشمہ ہے، اس میں ظاہری و باطنی ترقی کے اصول موجود ہیں بہت سے مطالب عالیہ اس کی عبارت کی تہ میں مستور ہیں، اس میں لطافت کے ساتھ فصاحت و بلاغت کے تمام لوازم موجود ہیں، تہذیب اخلاق، تمدن، سیاست، عبادات، معاملات سبھی کی تعلیم ہے۔

بعض لوگ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ سے یہ مطلب نکالتے ہیں کہ قرآن اس قدر سہل ہے کہ تعبیر

کے لئے علوم و فنون میں خاص مہارت کی ضرورت نہیں، یہ ایک عظیم الشان غلط فہمی ہے، آیت مذکور کا یہ مطلب ہے کہ جو اصول توحید و رسالت، عبادت و اخلاق و معاملات کے بیان ہوئے ہیں وہ ایسے سہل ہیں کہ بیان کرنے پر آسانی سے سمجھ میں آ سکتے ہیں، یہ مطلب نہیں کہ ہر شخص قرآن کی تفسیر و ترجمہ کر سکتا ہے۔

قرآن کا طرز استدلال مطالب پر ایسا سہل المآخذ ہے کہ جس کو ایک بڑے سے بڑا حکیم اور ایک جاہل دونوں سمجھ سکتے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے فہم و مذاق کی بموجب اس دلیل سے مستفید ہو سکتا ہے بیان احکام میں ایسا سہل اور مؤثر طریق اختیار کیا ہے کہ جس سے بندوں کے دلوں پہ اثر ہو اور وہ تعمیل کے لئے آمادہ ہو جائیں، کہیں تو اپنی ذات و صفات کے اثبات کے بعد بیان کیا تا کہ آمر کی شان، مشقت عمل پر آمادہ کر دے۔ کہیں حشر و نشر سے ملا کر تا کہ اعمال کا نتیجہ عمل پر آمادہ کرے، کہیں گذشتہ قوموں کے حالات کے بعد کہ عبرت ہو اور نافرمانی سے باز رہیں۔

مفسر کو صرف و نحو، بیان، معانی، بدیع، فقہ، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث، علم قرأت علم کلام، علم تاریخ، علم جغرافیہ، علم اسماء الرجال، علم لغت، علم الزہد والرقاق، علم الاسرار علم الجدل والخلاف، علم سیر، علم حقائق موجودات وغیرہ وغیرہ کی ضرورت ہے۔

سب سے زیادہ حدیث پر عبور درکار ہے کیوں کہ حضور نے جو فرمایا وہ کلام الٰہی سے فرمایا ہے خداوند ذوالجلال نے خود حضور کو تفسیر و تشریح کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (اے نبی! ہم نے یہ کلام تجھ پر اس لئے اتارا ہے کہ تو اس کو خوب کھول کر سمجھا دے)

اس لئے پہلی تفسیر قرآن مجید کی حدیث، اور قرآن کے پہلے مفسر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن جس طرح قرآن میں عبارۃ النص، دلالۃ النص، اشارۃ النص، اقتضاء النص سے معنی و مطالب نکلتے ہیں اور اس میں ناسخ و منسوخ آیات ہیں، یہی صورتیں حدیث میں ہیں جس طرح قرآن میں الفاظ معانی موضوع لہ، اور غیر موضوع لہ میں مستعمل ہیں، اسی طرح حدیث میں بھی ہیں۔

اس کے علاوہ حدیث ایک ایسا وسیع علم ہے جس پر عبور حاصل کرنے کے لئے ایک عمر چاہیئے اور علوم و فنون میں کافی دستگاہ چاہیئے۔ یہ ہر شخص کا کام نہیں۔

اخرج ابن ابی حاتم من طریق مالک بن انس عن ربیعۃ قال ان اللہ تبارک وتعالیٰ انزل الیک الکتاب مفصلا وترک فیہ موضعا للسنۃ وسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وترک فیہما موضعا للرای (یعنی اللہ پاک نے کتاب مفصل نازل فرمائی مگر حدیث کے لئے جگہ باقی رکھی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی مگر رائے کے لئے جگہ باقی رکھی، درمنثور)

ان تمام امور پر نظر کر کے ائمۂ اُمت مرحومہ نے قرآن مجید کی تفسیریں مرتب کیں کیونکہ ہر شخص سے اس قدر تبحر علمی حاصل کرنے کی امید نہیں ہو سکتی۔

فروعات کی کوئی حد و نہایت نہیں، ہمیشہ نئی نئی ضرورتیں پیش آتی رہتی ہیں، زمانہ رنگ بدلتا رہتا ہے، نئے نئے علوم و فنون ایجاد ہوتے رہتے ہیں۔ ایسی کوئی کتاب نہیں جو تمام فروعات پر حاوی ہو، اس لئے ضرورت ہے کہ متبحر زمانہ شناس علماء حدیث و فقہ و تفسیر کی خدمت میں مشغول ہیں اور تراجم و تفاسیر کا سلسلہ جاری رہے تاکہ خدا اور رسول کے احکام اہل زمانہ کی رغبت سے قریب ہوتے رہیں اور پیش آمدہ ضروریات کا آسانی سے حل ہوتا رہے۔

لیکن یہ نہیں کہ ہندوستان کے بعض بے علم مفسرین کی طرح ہر شخص تفسیر و ترجمہ پر اس گھمنڈ میں جرأت کرے کہ وہ چند ایسی اردو کتابوں کا مصنف ہے جن کو شہرت کی سند حاصل ہوئی ہے ؎

بوریا باف گرچہ بافندہ است ‏ ‏ ‏ ‏ نہ برندش بکارگاہ حریر

تفسیر

قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ کرنا اور ان کا مطلب بیان کرنا علم تفسیر ہے۔ تفسیر کے دو حصے ہیں۔

ایک معرفت ناسخ و منسوخ، اسباب نزول، مقاصد آیات کی تشریح، توضیح الفاظ غریبہ، شرح اجمال و ابہام، یہ حصہ نقل صحیح اور اقوال سلف صالحین سے متعلق ہے، سلف میں یہی تفسیر رائج تھی اور اسی کو تفسیر کہتے تھے۔

دوسرا حصہ وہ ہے جو لغت، صرف، نحو، بیان، معانی وغیرہ علوم سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ علوم حصۂ اول کے مبادی ہیں اسمیں انکی حاجت ہوتی ہے یہ حصہ نقل آثار سلف پر منحصر نہیں۔

علم تفسیر کا موضوع

موضوع علم وہ ہوتا ہے کہ جس کے حالات ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے نہ کہ حالات غریبہ سے جو حالات خود موضوع کو عارض ہوں یا اس کے اجزا کو یا اس کے مبادی کو وہ سب حالات ذاتیہ ہیں یہ موضوع کی ذات ہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور اگر کسی خاص من وجہ یا مباین کے ذریعہ عارض ہوں تو وہ حالات غریبہ ہیں۔

پس علم تفسیر کا موضوع قرآن مجید ہے۔ کیوں کہ اس کے مطالب و مقاصد بیان کئے جاتے ہیں۔

مبادی علم تفسیر

علم تفسیر وہ ہے جس میں الفاظ قرآن کی کیفیت نطق اور الفاظ کے معانی اور ان کے افرادی و ترکیبی حالات اور ان کے تتمات کا بیان ہوتا ہے۔

کیفیت نطق کی قید سے علم قراءت کی، الفاظ کے معانی کی قید سے علم لغت کی، اور الفاظ کے احکام افرادی و ترکیبی کی قید سے صرف، نحو، بیان، بدیع کی اور حالت ترکیبی کی قید سے مدلولات حقیقیہ و مجازیہ کی اور تتمات کی قید سے ناسخ و منسوخ ظاہر و باطن وغیرہ اور توضیح قصص و احکامات کی طرف اشارہ ہے، لہذا یہ علوم علم تفسیر کے مبادی ہیں۔

بعض مفسرین نے صحیح روایات کے جمع کرنے میں سعی کی ہے اور بعض نے باین خیال کہ ناظرین کے پیش نظر ہر قسم کی معلومات ہے، رطب و یابس سب کچھ جمع کر دیا ہے، بعض نے ضرورت سے زیادہ اپنے اجتہاد و رائے کو دخل دیا ہے، اس لئے کسی تفسیر کے متعلق یہ کہنا کہ اس کا ہر قول صحیح و مستند ہے۔ مشکل ہے، پس وہی روایات صحیح ہیں، جو صحیح ثابت ہو جائیں۔

کسی تفسیر کو معتبر کہنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس میں بہت کم نقائص ہیں، تفسیر بیضاوی ایک مقبول و معتبر و مشہور تفسیر ہے، لیکن اس میں بھی ضعیف بلکہ موضوع روایات ہیں علماء نے اس کے اس نقص کو افسوس کے ساتھ ظاہر کر دیا ہے، اکثر مفسرین نے محدثین کی طرح روایات لینے میں احتیاط نہیں کی اس لئے قرآن کی وہ تفسیر جو کتب صحاح میں موجود ہے یا جو ائمہ سنہ کی شرائط پر ہے قابل اعتماد ہے

ان کے سوا جو کچھ ہے اس کی ذمہ داری مفسر پر ہے۔

مفسرین نے اقوال علماء و اسرائیلیات و تاریخی قصص و دیگر علوم سے بھی حسب ضرورت کام لیا ہے اور ان کو بطور تائید و استدلال پیش کیا ہے، یہ ذخائر اسی حد تک قابل تسلیم ہیں جہاں تک کہ اسلامی روایات سے ان کی تطبیق ہو سکے۔

تین قسم کی تفسیریں

اس وقت تک جس قدر تفاسیر لکھی گئی ہیں وہ تین قسم کی ہیں (۱) جن میں صرف روایت ہے (۲) جن میں درایت کی کثرت اور روایت کی قلت ہے (۳) جامع بین الروایۃ والدرایۃ

مفسر کا فرض

مفسر کو لازم ہے کہ ترجمہ و تفسیر میں احادیث و اقوال صحیحہ سلف صالحین کا اتباع کرے، اگر اس کے خلاف کرے گا تو یہ تفسیر بالرائے ہو گی جس کے متعلق حضور کا ارشاد ہے من قال فی القرآن بغیر علم و فی روایۃ برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار (جس نے قرآن میں بغیر علم اپنی رائے سے کچھ کہا اس کا ٹھکانا جہنم ہے)

دور فتن

اسلام میں حضرت خلیفہ ثالث عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے آخر دور خلافت سے اختلاف و انشقاق رونما ہوا اور وہ بڑھتے بڑھتے عظیم الشان فتنے بن گئے اہل ضلالت نے حدیثیں بنانی شروع کیں اور بعض حدیثوں میں تحریف و تغیر و تبدل کیا ائمہ اسلام کو حدیث کی حفاظت کی فکر ہوئی، انہوں نے حیرت انگیز جانفشانی کر کے حدیث کو سنبھال لیا، تفسیر اور دیگر علوم و فنون کی طرف توجہ کرنے کی کسی کو فرصت نہ ہوئی اور جب قرآن و حدیث منضبط ہو گئے تو اس کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی، کیوں کہ صحیح حدیث کے مقابلے میں کسی کا قول معتبر نہیں مانا جا سکتا۔

بعض ایسے اشرار تھے کہ انہوں نے اپنے نام و لقب ائمہ اسلام کے نام و لقب پر رکھ کر دھوکا دیا

یا اپنی تصانیف کے وہی نام رکھے، اہل حق کی کتابوں میں تحریف کرنے کی کامیاب سعی کی پریس اور مطابع تو تھے نہیں، قلمی کتابیں ہوتی تھیں اس لئے تحریف وتلبیس کرنے والوں کا داؤں چل گیا۔

بعض اہل باطل نے اہل حق کے لباس میں ظاہر ہو کر کارستانیاں کیں ان سب کے علاوہ عالم اسلام میں ایسے ایسے فتن برپا ہوئے کہ علماء و ائمہ دین قتل کئے گئے، شہر جلا دیئے گئے، یہ حوادث ایسے تھے کہ ان میں تمام تصانیف کی حفاظت اہل حق کے لئے ناممکن تھی، اس لئے اہل شر نے کتابوں میں تحریف بھی کی اور نئی کتابیں خود تصنیف کر کے اہل حق کے نام سے شائع کیں بہت سے غلط اقوال سلف صالحین کی طرف منسوب کر دیئے۔ ان بزرگوں کا نام سن کر بعض اکابر بھی ان اغلاط کا شکار ہو گئے۔ بعض تفسیروں میں ایسے اقوال ہیں جو صاحب تفسیر کے عقائد و مذہب کے صریح خلاف ہیں یہ سب محرفین کی کارستانیاں ہیں۔

اس لئے آخری فیصلہ یہی ہے اور صحیح ہے کہ احادیث صحیحہ سے جو روایت ثابت ہو جائے، یا ائمہ ستہ کے معیار پر پوری اتر جائے یا وہ قول و روایت مسلمات اہل حق کے خلاف نہ ہو، صحیح ہے، باقی غلط ہے، خواہ وہ کسی کی طرف منسوب ہو۔

ایسے معاملہ میں کسی بزرگ کا نام سن کر مرعوب ہونا یا تساہل کرنا سخت غلطی ہے۔

تفسیر قرنِ اوّل میں

تفسیر عہدِ رسالت میں

قرآن کلام الٰہی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، خداوند ذوالجلال نے حضور میں ایسی قابلیت پیدا کر دی تھی کہ آپ منشائے الٰہی کو سمجھ جاتے تھے اور آپ کو وحی جلی اور وحی خفی کے ذریعہ سے احکام سے آگاہ بھی کر دیا جاتا ہے جو سورت یا آیت نازل ہوتی آپ مسلمانوں کو اس کا مطلب سمجھا دیتے تھے اصل آیت کے علاوہ جو کلام ہوتا تھا اس کو حدیث کہتے ہیں۔

مفسّر اوّل اور پہلی تفسیر

اس لئے قرآن مجید کے مفسّر اوّل حضور علیہ السلام اور پہلی تفسیر حدیث رسول اکرم ہے۔

امام شافعی نے فرمایا ہے کہ آنحضرت نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا استنباط آیات قرآنی سے کیا ہے۔

ابن جرجانی کا قول ہے کہ جس قدر صحیح حدیثیں ہیں ان کی اصلیت قرآن میں بجنسہٖ یا قریب قریب موجود ہے۔

تطابق آیات و حدیث

اسی وجہ سے اکثر صحابہ کا یہ طرز تھا کہ جب کوئی حدیث بیان کرتے تو اس کی تصدیق و توثیق کے لیے آیت پڑھتے۔

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تفضل صلوٰۃ الجمیع صلوٰۃ احدکم وحدہ بخمس وعشرین جزءًا وتجتمع ملائکۃ اللیل والنہار فی صلوٰۃ الفجر ثم یقول ابو ہریرۃ

واقرؤا ان شئتم ان قرآن الفجر کان مشہودا[1] یعنی ابوہریرہ نے کہا میں نے رسول کریم سے سنا ہے کہ جماعت کی نماز اور منفرد کی نماز میں پچیس جزو کا فرق ہے اور انہوں نے کہا کہ اگر چاہو تو اسی مفہوم حدیث کے مطابق پڑھو۔ ان قرآن الفجر کان مشہودا۔ عن ابی ھریرۃ یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس المسکین الذی ترد اللقمۃ واللقمتان انما المسکین الذی یتعفف واقرؤا ان شئتم لا یسئلون الناس الحافا ۵ اخرجہ البخاری واحمد یعنی ابوہریرہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں جس کو ایک لقمہ یا دو لقمے دیئے جاتے ہیں۔ مسکین وہ ہے جو سوال نہ کرے اس کی شہادت میں یہ آیت پڑھو لا یسئلون الناس الحافا ۵ عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تبارک وتعالی اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر واقرؤا ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین[2] یعنی ابوہریرہ نے کہا کہ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کیا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی قلب میں اس کا خطرہ گذرا اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھو فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین،

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مؤمن الا انا اولی بہ فی الدنیا والاخرۃ واقرؤا ان شئتم النبی اولی بالمؤمنین[3] ابوہریرہ نے کہا کہ میں دنیا و آخرت میں سب سے بہتر ہوں اسکی تصدیق کے لئے یہ آیت پڑھو۔ النبی اولی بالمؤمنین ۔

حفاظت حدیث

چونکہ دین کے معاملہ میں حضور نے جو کچھ فرمایا ہے بحکم الہی فرمایا ہے اور اکثر احادیث آیات قرآنی کی تفسیر ہیں اس لئے حضور نے حفاظت حدیث کی تاکید فرمائی ہے اور صحابہ اور تابعین بھی برابر تاکید کرتے رہے ہیں قرآن مجید میں بھی ایسا ہی حکم ہے ما اتکم الرسول فخذوہ (رسول جو کچھ حکم دے اس کو مضبوط پکڑ لو)۔

عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فحفظھا

ووعاھا واداھا الیہ[1] (یعنی ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے خدا اُس شخص کو خوش رکھے جس نے میری حدیث کو سنا اور محفوظ رکھا اور ادا کیا)

عن ابی ھریرۃ قال قال علیؓ تذاکروا ھذا الحدیث وتزاوروا فانکم ان لم تفعلوا یدرس[2] حضرت علی نے فرمایا اس حدیث کو یاد کرتے رہو اور آپس میں ملتے رہو اگر ایسا نہ کروگے تو حدیث مٹ جائے گی[3]

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال تذاکروا ھذا الحدیث لا ینفلت منکم فانہ لیس مثل القرآن مجموع محفوظ وانکم ان لم تذاکروا ھذا الحدیث ینفلت منکم ولا یقولن احدکم حدثت امس فلا احدث الیوم بل حدثت امس ولتحدث الیوم ولتحدث غدا سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے کہا کہ اس حدیث کا مذاکرہ کرتے رہیں کہیں جاتی نہ رہے کیوں کہ وہ قرآن کی طرح محفوظ و جمع نہیں ایسا نہ کروگے تو حدیث مٹ جائے گی، کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے کل بیان کی آج بیان نہیں کرتا بلکہ روزانہ بیان کرو)

عن عطاء عن ابن عباس قال اذا سمعتم منا حدیثا فتذاکروہ بینکم[4] (عطاء کہتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا کہ جو مجھ سے سنا کرو اس کا مذاکرہ کیا کرو)

عن نافع عن ابن عمر قال اذا اراد احدکم ان یحدث فلیردہ ثلاثا[5] (نافع نے کہا کہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی حدیث بیان کرے تو تین مرتبہ اس کا اعادہ کرے)

عن عطاء بن السائب عن ابیہ عن ابی الاحوص عن عبداللہ قال تذاکروا ھذا الحدیث فان حیاتہ مذاکرتہ[6] (عطاء کہتے ہیں ابن مسعود نے فرمایا کہ حدیث کو آپس میں ذکر کرتے رہو کیوں کہ اس کی زندگی تمہاری یاد ہے۔)

عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری قال تذاکروا الحدیث فان الحدیث یھیج الحدیث[7] ابونضرہ نے کہا کہ ابوسعید خدری نے فرمایا کہ حدیث کو یاد کیا کرو کہ حدیث حدیث کو یاد دلاتی ہے۔

روایت وکتابت حدیث

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ سے قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو

اگر حدیث ضروری چیز ہوتی تو آپ اس کے لکھنے اور حفاظت کا حکم دیتے ۔

قرآن وحدیث و اقوال صحابہ وتابعین سے پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ حفاظت حدیث کی تاکید کی ہے حضور علیہ السلام عادات ومباحات وسنن میں ایک امر کے پابند رہتے تھے اور یہ ممکن اور مناسب بھی نہ تھا بعض فروعی احکام میں مصلحت وقت کی موافق تغیر وتبدل بھی فرما دیتے تھے، کتب حدیث وسیر میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔ جیسے متعہ کی حلت وحرمت، اس لئے ائمہ اسلام نے یہ اصول قرار دیا ہے کہ اخیر زمانہ کی حدیثیں قابل عمل ہیں، کیوں کہ ابتداء میں اسلام اور مسلمانوں کے حالات میں جلد جلد تغیر واقع ہو رہا تھا، قرآن مجید بتدریج نازل ہو رہا تھا اور اخیر زمانہ میں تمام معاملات پختگی کی حد کو پہنچ گئے تھے، اس لئے اخیر زمانہ کے حکم کو ابتدائی عہد کے حکم پر ترجیح دی جاتی ہے۔ ابتداء میں چونکہ مسلمانوں میں خواندہ اشخاص کم تھے، فہم وفراست میں سب یکساں نہ تھے۔ قرآن مکمل نہ تھا اس لئے حضور کو یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص غلطی سے حدیث کے جملوں کو جزو آیت سمجھ کر لکھ لے اس لئے آپ نے فرمایا کہ قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو اور جس نے لکھا ہو وہ مٹا ڈالے[1]

جب حالات مستقل ہو گئے اور صحابہ حدیث وقرآن کے فرق کو سمجھنے لگے تو حضور نے کتابت و روایت حدیث کی اجازت دی اور حفاظت حدیث کی تاکید فرمائی احفظوہ واخبروہ من ورائکم (خود اس کو محفوظ کر لو اور دوسروں کو پہنچا دو)

ایک انصاری سے حضور نے فرمایا کہ جو سنا کرو لکھ لیا کرو[2]

عن عبداللہ بن عمرو انہ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی ارید ان اروی حدیثا فاردت ان استعین بکتابۃ یدی مع قلبی ان رأیت ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کان حدیثی ثم استعن بیمینک مع قلبک[3] (حضرت عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ حدیث بیان کروں مجھے لکھنے کی اجازت دیجئے، آپ نے فرمایا اگر میری حدیث ہے تو لکھ لیا کرو۔)

چنانچہ عبداللہ بن عمرو کی کتاب صادقہ نام جس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں حضور کے عہد میں طیار ہو گئی تھی، بعض حدیثیں مثلاً کتاب الصدقہ حضور نے خود حضرت ابوبکر بن عمر صحابی کو لکھائی تھی، حضرت علی، حضرت انس وغیرہما اصحاب نے حدیثیں لکھی تھیں، غرض عہد رسالت میں حدیث کا

[1] مسلم [2] ترمذی [3] مصنف عبدالرزاق

کافی تحریری ذخیرہ موجود تھا۔ بائیبل تحریرات کی نشاندہی ہم نے تاریخ الحدیث میں کی ہے، وفد ثقیب جب حضور علیہ السلام کے حضور میں پیش ہوا تو انہوں نے کچھ سوالات کئے، حضور نے ان کے جوابات لکھ دیئے۔

چونکہ بعض احکام و معاملات میں بربنائے مصلحت و ضرورت وقت تغیر و تبدل ہوتا رہا ہے اس لئے حدیثوں میں ناسخ و منسوخ ہیں اور کچھ حدیثیں غیر احکامی ہیں اس لئے حضور نے فرمایا ہے ایاکم وکثرۃ الحدیث یعنی (مجھ سے زیادہ حدیثیں روایت نہ کرو) گویا روایت کی اجازت ہے کثرت کی ممانعت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر احکامی اور منسوخ حدیثیں عوام کے سامنے نہ آئیں جو ان کے خلجان کا باعث ہوں۔

حضرت عمرؓ نے بھی یہی حکم دیا تھا قال ابو ھریرۃ لما ولی عمرؓ قال اقلوا الروایۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا فیما یعمل بہ (ابو ہریرہ) فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو حکم دیا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے کم روایت کرو سوائے احکامی حدیثوں کے ؎

حضرت عمرؓ نے کمی روایت کی ایک وجہ اور بھی بیان فرمائی ہے۔ یعنی حدیث میں کمی بیشی کا خطرہ ہوتا تو ہیں بہت روایت کرنا جس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ حضرت عمر روایت بالمعنی کو روکنا چاہتے تھے اور پسند نہ کرتے تھے، حضرت ابوبکرؓ نے ایک مجموعہ پانچسو حدیثوں کا مرتب کیا پھر اس کو جلا دیا یہ اسلئے کہ اس مجموعہ میں اسرائیلیات کی روایات تھیں، حضرت ابوبکرؓ نے خود ایک اور وجہ بھی اس کی بیان فرمائی ہے کہ میں نے جس شخص کو ثقہ سمجھکر روایت لکھی ہے معلوم نہیں وہ ثقہ تھا یا نہیں یعنی رواۃ کی تحقیق نہ کی تھی، اس مجموعہ میں تابعین کی روایت بھی تھیں، صحابہ کی تحقیقات کی ضرورت نہ تھی وہ سب ثقہ ہیں (الصحابۃ کلھم عدول) تابعین میں ثقہ اور غیر ثقہ دونوں قسم کے آدمی تھے اس لئے تحقیقات ضروری تھی۔

غرض حدیث کی روایت اور کتابت و حفاظت کی تاکید ہے اور حدیث کی روایت و کتابت کا سلسلہ عہد رسالت سے آج تک بدستور قائم ہے، اگر حدیث نہ ہو تو کما حقہ قرآن کے سمجھنے کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں کیونکہ ان اصول کی تفسیر جو منجانب اللہ ہیں تا حد امکان و تحمل بشری اسی شخص کا کام ہے جو ان اصول کو پیش کرتا ہے۔

حدیث کی ضرورت اقوال صحابہ سے ثابت ہے اور عقل سلیم بھی اسی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

؎ مصنف عبدالرزاق

مختصر یہ کہ حضور علیہ السلام نے قرآن کی تفسیر فرمائی اور آپ کی تفسیر کا بہت کچھ حصہ آپ کی حیات ہی میں ضبط تحریر میں آیا اور کچھ صحابہ کے سینوں میں محفوظ رہا جو اس عہد کے بعد ضبط تحریر میں اتار لیا۔

حدیث کی حفاظت و ضبط روایت میں صحابہ و تابعین نے اس قدر احتیاط کی ہے کہ وہ معجزہ سے کم نہیں۔ اس کی تفصیل ہم نے تاریخ الحدیث میں کی ہے۔

باقی تفسیر کے نام سے کوئی کتاب آپ کے عہد میں مرتب نہیں ہوئی۔ حضور کے اسم گرامی کے ساتھ ایک تفسیر منسوب ہے جس کا نام تفسیر النبی ہے یہ شیخ ابو الحسن محمد بن قاسم الفقیہ کی روایت سے ہے۔

تفسیر عہد خلافت راشدہ میں

عہد خلافت راشدہ میں مسلمانوں کی زیادہ توجہ حفظ قرآن اور تدوین حدیث اور ملکی معاملات پر رہی اس لئے تفسیر کے نام سے سوائے دو چار تحریرات کے اور کوئی کتاب مرتب نہیں ہوئی۔

تفسیر اُبی بن کعب رضؓ یہ عہد خلافت راشدہ ہی وفات پا گئے تھے ان کی تفسیر کا ایک بڑا نسخہ تھا جس کو ابی جعفر رازی بواسطہ ربیع بن انس عن ابی العالیہ روایت کرتے تھے امام ابن جریر ابن ابی حاتم، امام احمد بن حنبل اور حاکم نے اس سے روایات لی ہیں، حاکم نے ۴۰۵ھ میں وفات پائی اس لئے یہ نسخہ پانچویں صدی تک ضرور موجود تھا۔

تفسیر عباسی۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس کی تفسیر کا مجموعہ بہ آخر میں تفسیر لبنی کے نام سے مشہور رہا۔

ابوجعفر نحاس متوفی ۳۳۸ھ نے اس سے روایات لی ہیں اس لئے یہ نسخہ چوتھی صدی تک موجود تھا اور اب بھی متفرق کتب خانوں میں اس کے متفرق نسخے موجود ہیں۔

چونکہ اس عہد میں تابعین اپنے اساتذہ صحابہ کی حدیث اور اقوال جمع کرتے تھے اس لئے بہت سے مجموعے ہوں گے، چند مجموعوں کا تذکرہ ہم نے تاریخ الحدیث میں کیا ہے۔

اخبار کے کتب خانہ میں کئی کتابیں صحابہ اور تابعین کی تالیف پائی گئیں لے

اس عہد تک تفسیر کی یہ صورت تھی کہ آیت اور اس کے ساتھ حدیث یا تشریح تابعی، بس اس

لے ... [illegible]

عہد میں ابوالاسود دؤلی نے قرآن مجید پر اعراب لگائے اور اس کے متعلق ایک رسالہ لکھا اور علم نحو کے قواعد مرتب کئے۔ چونکہ اعراب کا بہت کچھ تعلق علم تفسیر سے ہے اس لئے یہ بھی علم تفسیر کے مبادی میں سے ہے۔

اعراب و علم نحو کا موجد تو سب نے ابوالاسود کو قرار دیا ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ کام ابوالاسود نے کس کے حکم سے کیا، بعض نے حضرت عمرؓ بعض نے حضرت علیؓ بعض نے زیاد بن ابیہ اور بعض نے حجاج ابن یوسف کا نام لیا ہے، اس اختلاف کا باعث یہ ہے کہ ابوالاسود نے ان تمام حکام کا زمانہ پایا ہے۔

واقعہ یوں ہوا کہ ایک اعرابی نے مدینہ آکر سورت براءت یاد کی، یاد کرانے والا کوئی کم علم تھا، اس نے یہ آیت اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ کو اس طرح یاد کرایا کہ رسولہ کے لام کے نیچے زیر پڑھے اس صورت میں یہ معنی ہوئے کہ اللہ مشرکین سے اور رسول سے بیزار ہے، اعرابی نے کہا کہ جب اللہ رسول سے بیزار ہے تو میں بھی بیزار ہوں یہ خبر حضرت عمرؓ کو پہونچی انھوں نے اعرابی کو بلا کر بتایا کہ رسولہ پر پیش ہے اب معنی یہ ہوئے کہ اللہ اور رسول مشرکین سے بیزار ہے، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ قرآن وہ شخص پڑھ سکتا ہے جو ماہر علم و لغت وغیرہ ہو، ابوالاسود کو حکم دیا کہ اعراب لگائیں اور قواعد مرتب کریں۔ بعض نے اس واقعہ کو حضرت علیؓ بعض نے زیاد اور بعض نے حجاج کے زمانہ کا لکھا ہے مگر قرین قیاس یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت عمرؓ کے عہد کا ہے کیوں کہ تعلیم قرآن و حدیث وغیرہ پر پابندیاں اسی عہد میں جاری ہوئیں۔ گمان غالب یہ ہے کہ اعراب حضرت عمرؓ کے عہد میں لگائے گئے اور رسالہ حضرت علیؓ کے عہد میں تصنیف کیا گیا۔

ابوالاسود کا ایک مختصر رسالہ اعراب کے متعلق تھا اور ایک قواعد نحو کے متعلق، ان کا ایک رسالہ جو چینی پتروں کے چار ورق کا تھا جس میں بحث فاعل و مفعول لکھی گئی جو ان کے شاگرد یحییٰ بن یعمر متوفی ۱۲۹ھ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا، محمد بن اسحٰق نے مدینہ حدیثہ (بغداد کی نئی بستی کا نام) میں محمد ابو حسین نام ایک شخص کے کتب خانہ میں دیکھا تھا اور اس پر علان اور نضر بن شمیل ۲۰۳ھ کے دستخط تھے۔ اس کتابیہ میں محمد بن اسحٰق نے خالد بن ابی الہیاج کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید، امام حسنؓ، امام حسینؓ، حضرت علیؓ اور دیگر کاتبان رسول کی تحریریں، معاہدے، ابو زاد رابی عمرو بن علاء م ۱۵۴ھ، ابو عمر شیبانی واصمعی ۲۱۳ھ، ابن الاعرابی، سیبویہ ۱۹۱ھ، فراء ۲۰۷ھ، کسائی ۱۸۰ھ کی تحریریں صرف و نحو و لغت

اور سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری و اوزاعی محدثین کی تحریریں بھی دیکھیں[1]

تفسیر عہد خلافت راشدہ کے بعد

تابعین اپنے اساتذہ صحابہ کی احادیث و اقوال لکھتے تھے اس طرح بہت سے مجموعے مرتب ہوگئے جیسے صحیفہ ہمام بن منبہ ۱۳۱ھ شاگرد حضرت ابوہریرہؓ[2]، امام مسلم نے صحیح مسلم میں اس نسخہ سے روایات لی ہیں جو صحیح مسلم میں موجود ہیں، امام مسلم کی وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی اس لئے یہ نسخہ تیسری صدی ہجری میں موجود تھا۔

ہمام ابن منبہ نے ایک کتاب بدء الخلق کے متعلق لکھی تھی، جس میں آیات اور ان کی تفسیر اور احادیث تھیں، یہ کتاب ... ھ تک موجود تھی[3]

خلیفہ عبدالملک ابن مروان نے حضرت سعید بن جبیر تابعی سے قرآن کی تفسیر لکھائی یہ خزانہ شاہی میں محفوظ رہی، کچھ عرصہ بعد عطاء بن دینار کے ہاتھ آگئی اور انہیں کے نام سے مشہور ہوئی[4]

خلیفہ عبدالملک کی وفات ۸۶ھ میں ہوئی، اس لئے یہ تفسیر ۸۰ھ سے قبل کی تصنیف تھی،

مجاہد تابعی ۱۲۳ھ نے تفسیر لکھی، یہ کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے۔

امام حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، محمد بن کعب قرظی نے تفسیریں لکھیں[5]

ابوالعالیہ، عکرمہ، قتادہ، سدی، عطاء خراسانی، علی بن طلحہ، کلبی الضحاک، ابن جریج، مقاتل شعبہ، ثوری نے تفسیریں لکھیں۔

تابعین نے جو تفسیریں تصنیف کیں ان کا طرز یہ تھا کہ آیت اور اس کے تحت میں حدیث اور اقوال صحابہ و تابعین نقل کرتے تھے قصص و علمی نکات پر زیادہ توجہ نہ تھی۔

عکرمہ، علی ابن ابی طلحہ، مقاتل نے علم الوجوہ و النظائر کتابیں لکھیں چونکہ یہ سب بزرگ ہمعصر تھے۔ اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ شرف اولیت کس طرف ہے۔

---

[1] فہرست ابن الندیم [2] تاریخ الحدیث [3] میزان الاعتدال [4] ایثار الحق

تفسیر قرن ثانی میں

قرآن مجید کے متعلق خداوند ذوالجلال نے خود فرمایا ہے اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (ہم اس کے نگہبان ہیں) یہ وعدہ اس صفائی سے پورا ہوا کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں مخالفین بھی اس کے قائل ہیں کہ قرآن تحریف و تصرف سے پاک ہے، سر ولیم میور لکھتا ہے کہ قرآن کے سوا ایسی کوئی کتاب نہیں جو بارہ سو برس سے بجنسہ موجود رہی ہو[1]

اور درحقیقت خداوند کریم نے قرآن کی حفاظت کا ایسا سامان کر دیا کہ جس میں تغیر کا امکان و وہم بھی باقی نہ رہا، مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک پانچ وقت قرآن نمازمیں پڑھا جاتا ہے کروڑوں حافظ دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، اس کے علاوہ حروف و حرکات تک شمار میں آکر محفوظ ہو گئے ہیں، تین سو سے زیادہ علوم اس کی حفاظت و صیانت کے لئے مدون ہوئے اور ابتدائی زمانہ سے لے کر دسویں صدی تک قرآن کے لئے علوم و فنون ایجاد ہوتے رہے۔

ابو عُبید متوفی ۲۲۴ھ نے علم غرائب التفسیر (کم استعمال ہونے والے الفاظ کا علم) پر کتاب لکھی

امام کسائی نے علم متشابہ القرآن پر تصنیف کی۔

امام شافعی نے علم احکام القرآن پر اور علم فضائل القرآن پر تصانیف کیں۔

محمد بن مستنیر قطرب بصری ۲۰۶ھ نے علم آیات متشابہ پر کتاب لکھی۔

اس قرن میں ساٹھ سے زیادہ کتابیں علوم القرآن اور تفسیر قرآن اور علوم تفسیر کے متعلق تصنیف ہوئیں اور اس قرن سے تفسیر میں علمی نکات پر بھی بحث ہونے لگی۔

تفسیر قرن ثالث میں

اس قرن میں تفسیر و علم تفسیر کے متعلق سو سے زیادہ تصانیف ہوئیں اور بعض فنون ایجاد ہوئے۔

علم افراد جمع :۔ اس کے متعلق سب سے پہلی تصنیف شیخ ابوالحسن سعید بن مسعدہ الاخفش الاوسط ۲۱۱ھ نے کی۔

[1] لائف آف محمد

علم اسباب النزول پر سب سے پہلے شیخ علی بن مدینی ۲۳۴ھ نے کتاب لکھی۔
علم اختلافات المصاحف پر سب سے پہلے شیخ ابو حاتم بن محمد سجستانی ۲۴۸ھ نے تصنیف کی۔
علم ناسخ و منسوخ پر ابو عبیدہ قاسم بن سلام ۲۲۴ھ نے کتاب لکھی۔
اس عہد سے اسرائیلیات اور تاریخی قصص کا ذکر بھی تفاسیر میں آنے لگا ہے۔

تفسیر عہد اختلافی میں

اس عہد میں بہت سے مفسرین گذرے ہیں اور علم تفسیر کے متعلق بہت سی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں اور تفسیریں بہت ضخیم لکھی گئی ہیں بعض جدید فنون پر تصانیف ہوئی ہیں۔
علم سجود القرآن پر شیخ ابو اسحاق ابراہیم محمد الحربی ۲۸۵ھ نے ایک کتاب لکھی۔
علم ضمائر پر شیخ ابو علی احمد بن جعفر دینوری ۲۸۹ھ نے کتاب لکھی۔
علم شواذ فی القراءۃ پر شیخ ابو العباس احمد بن یحییٰ معروف بہ ثعلب ۲۹۲ھ نے کتاب لکھی۔
علم اعجاز القرآن پر شیخ محمد بن یزید واسطی ۳۰۶ھ نے ایک رسالہ لکھا۔
علم فواصل ایات پر بھی انہوں نے ایک رسالہ لکھا۔
علم وقف و ابتداء پر شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن سری نحوی ۳۱۰ھ نے تصانیف کیں۔

تفسیر قرون ثلاثہ کے بعد

جس قدر زمانہ آگے بڑھتا گیا اور اسلام مختلف ممالک و اقوام میں پھیلتا گیا، تفاسیر و تراجم کی حاجت ہونے لگی، اس لئے مختلف ممالک میں مختلف زبانوں میں تفسیریں لکھی گئیں اور بہت سے فنون پر تصانیف ہوئیں۔ دیگر علوم و فنون، اسرائیلیات کے انبار اور تاریخی واقعات سے تفسیریں بھری گئیں۔ بعض ایسے مفسر ہوئے کہ انہوں نے اسناد کو حذف کر کے روایتیں لکھیں اس طرح کیاد اور جعلسازوں کو موقع مل گیا اور انہوں نے بہت سے بے اصل قصے اور اقوال و واقعات صحابہ تابعین اور سلف

صالحین کی طرف منسوب کر دیئے اور ان کے بعد والے مفسران کے اعتماد پر ان کو نقل کرتے چلے گئے بعض ایسے مفسر ہوئے کہ انہوں نے اپنے اپنے مذاق پر تفسیریں لکھیں، صرفی، نحوی علماء نے صرف و نحو کے نکات پیدا کئے، نحویوں، صرفیوں، ادیبوں نے اپنی طرف کھینچ تان کی، فلسفیوں نے فلسفہ بھر دیا، صوفیوں نے اپنے رنگ میں رنگنے کی سعی کی، غرض مفسر کے فرائض اور تفسیر کی شان کو بہت سوں نے بھلا دیا، چوتھی صدی سے چھٹی صدی تک جو کام ہوا اگرچہ وہ تفسیر کے مقاصد سے کسی قدر دور تھا لیکن پھر بھی ایک گونہ اس کی ضرورت تھی اور وہ مفید تھا، امام فخر الدین رازی نے تفسیر لکھی اس میں علوم اور عقلیات پر اس درجہ بحث کی کہ مخالف کے لئے کوئی گنجائش نہ چھوڑی، اس زمانہ میں اسی کی ضرورت تھی لیکن یہ اتنے لوگ کہہ اٹھے اور سچ کہا کہ امام رازی کی تفسیر میں تفسیر کے سوا سب کچھ ہے کیوں کہ اصل تفسیر تو یہ تھی کہ ایک آیت اور اس کے ساتھ حدیث یا اقوال صحابہ و تابعین ہوتے یہ تکلفات نہ تھے، یہ تکلفات اس درجہ بڑھے کہ خواجہ نظامی گنجوی گھبرا کر چلا اٹھے ؎

دین ترا درپئے آرائش اند   درپئے آرائش و پیرائش اند

مگر یہ سلسلہ ایسا شروع ہو گیا تھا کہ پھر ترقی ہی کرتا چلا گیا لیکن زمانہ کی موافق وہ ایک درجہ مفید تھا، بارہویں صدی کے نصف سے جو کام ہوا ہے وہ مفید کم اور مضر زیادہ تھا۔

رسم خط قرآن پر ابو عمر الدانی

آداب و شرائط مفسرین پر ابن جوزی

خواص قرآن پر ابو سعید عبد القاہر بن طاہر التیمی ۴۲۹ھ

مبہمات پر سہیلی

طرز مجادلہ پر نجم الدین طوفی

امثال القرآن پر امام ابو الحسن ماوردی ۴۵۰ھ

علوم القرآن پر قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ المعروف ابن العربی ۵۴۳ھ

مناسبۃ آیات و سور پر شیخ ابو جعفر احمد بن ابراہیم بن زبیر غرناطی ۷۰۸ھ

علم فواتح و علم بدائع پر شیخ ابن ابی الاصبع قرطبی ۶۴۰ھ

علم کنایات و تعریض پر شیخ ابن بانیا ۶۸۵ھ

علم تشبیہ واستعارات پر شیخ ابوالقاسم البندار
علم وجوہ مخاطبات پر ابن الجوزی
علم حقیقت ومجاز پر شیخ عزیز بن عبدالسلام ۶۶۰ھ

نے تالیف کیں اور بہت سے علوم وفنون پر مصنفین نے کتابیں لکھیں ضخیم ومجلد تفسیریں تصنیف ہوئیں۔ ابتدا سے لے کر آج تک کس قدر تفسیریں لکھی گئیں ان کا شمار مشکل ہے میں نے سعی کی ہے کہ صرف ہندوستان ہی کی تمام تفاسیر کو معلوم کر لوں، کامیاب نہ ہو سکا، پانسو سے زیادہ تفاسیر کے اسماء تو میں نے دیکھے ہیں۔

تفسیر اور خاندان نبوت

یہ کئی جگہ عرض کیا جا چکا ہے کہ حدیث قرآن مجید کی تفسیر ہے اور فقہ حدیث کی تفسیر ہے اس لئے ہر محدث مفسر ہے، گو رواج یہ ہو گیا ہے کہ جو علماء درس و تدریس تصنیف و تالیف علم حدیث میں مشغول ہیں محدث کہلاتے ہیں، اور جو علم تفسیر کی تعلیم و تعلم میں مصروف ہیں مفسر مشہور رہیں۔

اصحاب و ازواج رسول و آل پاک کے تقریباً سبھی افراد محدث و مفسر تھے اور ازواج مطہرات کے ذریعے بہت کچھ علم امت کو پہنچا ہے۔ حضرت محمد بن لبید کا قول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں حدیث کا مخزن تھیں، مگر حضرت عائشہ و ام سلمہ کا ان میں کوئی حریف نہ تھا (طبقات ابن سعد)

ازواج مطہرات میں باعتبار علم وفضل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ سب سے بلند ہے یہ بڑی عالمہ فاضلہ ماہر حدیث و تفسیر تسلیم کی گئی ہیں۔ رواۃ حدیث میں مکثرین میں ان کا تیسرا نمبر ہے ان سے (۲۲۱۰) حدیثیں مروی ہیں، ان میں سے (۱۷۴) متفق علیہ (۵۴) افراد بخاری (۶۸) افراد مسلم ہیں۔ اس لئے صحیح بخاری میں ان کی کل روایات ۲۲۸ ہیں اور صحیح مسلم میں (۲۴۲) ہیں، بعض ائمہ کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں ¼ ان سے منقول ہیں، مجتہدین صحابہ ان سے حدیث و تفسیر و مسائل دریافت کیا کرتے تھے، صحیح مسلم کے آخر میں ان کی تفسیر کا کسی قدر حصہ منقول ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ماہر حدیث و تفسیر تھیں ان کا مقلین میں پہلا نمبر ہے (۳۷۸) حدیثیں روایت کیں، ان میں سے تیرہ متفق علیہ، تین افراد بخاری، تین افراد مسلم ہیں اگر

ان کے فتاوٰوں کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم رسالہ طیار ہو جائے ان کے فتاوٰوں کی یہ خصوصیت ہے کہ عموماً متفق علیہ ہیں۔

ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے، یہ صحابہ میں سب سے بڑے مفسر تسلیم کئے گئے ہیں، مکثرین میں ان کا دوسرا نمبر ہے (۲۶۶۰) حدیثیں روایت کی ہیں، ایک تفسیر بھی ان کی مشہور ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، حدیث وتفسیر کے بڑے امام تھے، مسروق تابعی کا قول ہے کہ تمام اصحاب کا علم علی وعبد اللہ بن مسعود میں محصور تھا، متوسطین میں ان کا نمبر اول ہے۔ ان کی روایت کی تعداد (۵۸۶) ہے یہ تعداد خلفاء ثلاثہ میں سے کسی کی بھی نہیں، صحیح بخاری میں حضرت علیؓ کی (۲۹) روایتیں ہیں، اتنی روایتیں نہ حضرت ابو بکرؓ کی ہیں نہ حضرت عثمانؓ کی۔

جگر گوشہ رسول کریم حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا حضور کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں، (۱۸) حدیثیں روایت کیں، یہ تعداد ازواج مطہرات میں سے حضرت زینبؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت سودہؓ سب سے زیادہ ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے براہ راست رسول کریمؐ سے (۱۳) اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے (۸) روایتیں کی ہیں۔ باقی ان دونوں حضرات کی کل روایات کا شمار نہیں ہوا، یہ تعداد بھی بہت سے جلیل القدر اصحاب بالخصوص اُن بیس اصحاب سے زیادہ ہے جن کی روایات کا شمار ہو کر فہرست مرتب ہو گئی ہے، یہ فہرست راقم سطور نے تاریخ الحدیث میں نقل کی ہے۔ اور ازواج مطہرات میں ام المومنین حضرت جویریہ وام المومنین حضرت سودہ سے زیادہ ہے۔

یہاں یہ بات بھی خیال میں رکھنی چاہیئے کہ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جو کوئی میری طرف غلط بات منسوب کرے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہے، اس لئے اکثر صحابہ روایت حدیث کرتے ہوئے گھبراتے تھے کہ کہیں کوئی کمی بیشی نہ ہو جائے اور کثرت روایت سے دوسروں کو بھی منع کرتے تھے، خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک تھا، اور اسی کا اثر خاندان نبوت پر تھا۔

امام باقرؒ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما یہ دونوں باپ بیٹے اسلام کے بڑے چار مجتہدین امام اعظمؒ، امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام اوزاعی کے استاد تھے، امام اعظم کا قول ہے کہ میں نے امام

جعفر کا مثل نہیں دیکھا، امام باقر کی تفسیر بھی تھی (فہرست ابن الندیم)

امام المفسرین امام حسن بصری نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا حضرت عمر کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے، علاوہ دیگر اصحاب و تابعین کے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے بھی شاگرد تھے، صوفیاء نے ان کو حضرت علی کا شاگرد لکھا ہے لیکن محدثین کو اس میں کلام ہے مگر امام حسن سے فیض یافتہ ہونے میں شک نہیں۔

جس روایت کو حضرت امام زین العابدین نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام حسین سے اور انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کیا ہو اس کو اصطلاح محدثین میں اصح الاسانید کہتے ہیں صحابہ میں سب سے بڑے مفسر تین مانے گئے ہیں، عبداللہ بن عباس، علی مرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود اول الذکر دونوں حضرات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں، صحابیات میں حضرت عائشہ و حضرت ام سلمہ ماہر حدیث و تفسیر تسلیم کی گئی ہیں۔ یہ دونوں امہات المومنین ہیں، غرض ہمارا علم تفسیر مسلسل صحابہ کبار و خاندان نبوت سے چلا آیا ہے۔

تفسیر اور ہندوستان

جہاں کہیں کوئی صحابی یا تابعی یا تبع تابعی یا مسلمان پہونچا، قرآن حدیث اس کے ساتھ گیا، چند تاریخی شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں اسلام عہد رسول کریم ؐ ہی میں پہونچ گیا تھا (اس کے متعلق مفصل مضمون والد ماجد نے اپنی کتاب غازیان ہند میں لکھا ہے)

بعض مزارات کے متعلق مشہور ہے کہ صحابہ کے مزارات ہیں، حضرت تمیم صحابی (تمیم الداری نہیں کوئی دوسرے) ہندوستان میں آئے، یہیں وفات پائی، کوملم علاقہ مدارس میں ان کا مزار زیارت گاہِ خلائق ہے) یہیں ایک قبر ہے اس پر یہ کتبہ ہے (اسماعیل بن مالک بن دینار ۱۰۹ھ) مالک بن دینار ، ھ مشہور تابعی و مفسر ہیں، اسماعیل ان کے بیٹے تبع تابعی ہوئے اور کچھ عجب نہیں کہ تابعی ہوں، کیوں کہ ان کی ولادت ، ھ کی فرض کی جائے تو اس زمانہ میں بہت سے اصحاب زندہ تھے، ممکن ہے کسی صحابی کے دولت دیدار سے مشرف ہوئے ہیں، خیر تابعی ہوں یا نہوں تبع تابعی ہونے میں تو کوئی شک نہیں، قرنِ اول کے محدثین و مجتہدین و مصنفین میں امام اوزاعی کا خاص

مرتبہ ہے یہ تبع تابعین میں سے تھے امام ابوحنیفہ امام مالک کے ہمعصر تھے۔ ان کا مذہب شام واندلس میں ۲۵۰ھ تک جاری رہا پھر معدوم ہوگیا "تذکرۃ الحفاظ" میں ان کے بیان میں لکھا ہے واصلہ من سبی السند (ان کی اصل سندھ کے قیدیوں میں سے ہے)

ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن مشہور محدث وفقیہ ومصنف سندھ کے تھے، ۱۷۰ھ میں وفات پائی خلیفہ ہارون رشید نے نماز جنازہ پڑھائی۔

مشہور محدث رجا جن کو امام حاکم نے رکن من ارکان الحدیث (حدیث کے ارکان میں سے ایک رکن تھے) لکھا ہے سندھی تھے، ۲۲۱ھ میں وفات پائی، ہندوستان سے ایران گئے تھے اسفرائینی مشہور تھے، اسی طرح ہندوستان میں بہت سے محدث وفقیہ گذرے ہیں، ہم نے "تاریخ الحدیث" میں ان کا مفصل تذکرہ کیا ہے،

حدیث قرآن کی اور فقہ قرآن وحدیث دونوں کی تفسیر ہے اور یہی دونوں تفسیر کا ماخذ ہیں مسلمان جب ہندوستان آئے تو عرصہ تک جنگ وجدال کا سلسلہ قائم رہا پھر وقتاً فوقتاً شدید انقلابات رونما ہوئے، اس لئے ابتدائی دور کے مصنفین وعلماء کے حالات کتابوں میں کم ملتے ہیں۔ جس ملک کے ایسے کامل محدث گذرے ہوں کہ جنہوں نے مجتہدین کی صف اول میں جگہ پائی ہو جہاں ایسے محدث ہوئے ہوں جن کی تعریف امام حاکم نے کی ہو جہاں کنز العمال جیسی کتاب تصنیف ہوئی ہو وہاں حدیث وتفسیر کا کس قدر ذخیرہ ہوگا۔

ایک تفسیر ہندوستان میں ایسی لکھی گئی ہے جس کی نظیر عالم اسلام پیش نہیں کر سکا اور علماء عالم نے اس کی مدح کی ہے یعنی سواطع الالہام للفیضی۔

مجھے مفسرین ہند کے حالات کماحقہ دریافت نہیں ہوسکے مجھے اندازہ ہے کہ میری معلومات بہت کم ہیں، معمولی تلاش سے جس قدر فراہم کر سکا ہوں پیش کرتا ہوں، چونکہ ملک دکن کے متعلق علیحدہ مضمون ہے، اس لئے دکن کے مفسرین کا یہاں ذکر نہ ہوگا۔

مولانا عبداللہ بن الہ داد تلنبی "تلنبہ موضع ہے ملتان کے پاس، متوفی ۹۲۲ھ، یہ صاحب تفسیر ہیں۔

..شیخ محمد طاہر پٹنی صاحب مجمع البحار متوفی ۹۸۲ھ

شیخ حسن محمد گجراتی ان کی تفسیر کا نام تفسیر محمدی ہے سنہ ۹۸۲ھ میں وفات پائی ۔
شیخ مبارک بن خضر ناگوری (والد فیضی) ان کی تفسیر کا نام منبع عیون المعانی چار جلدوں میں ہے، سنہ ۱۰۰۱ھ میں وفات پائی ۔
علامہ ابوالفیض فیض اللہ فیضی ۔ اکبر بادشاہ کے مصاحب تھے ان کی تفسیر سواطع الالہام دو جلدوں میں ہے، اس تفسیر میں کوئی حرف منقوط نہیں آیا، دو سال میں تصنیف کی سنہ ۱۰۰۴ھ میں وفات پائی ۔
شیخ نظام الدین تھانیسری بلخی ان کی تفسیر کا نام تفسیر نظامی ہے سنہ ۱۰۲۴ھ میں وفات پائی ۔
ملا عبدالسلام لاہوری شاگرد ملا فتح اللہ شیرازی بیضاوی کے محشی ہیں سنہ ۱۰۳۷ھ میں وفات پائی ۔
ملا عبدالسلام دیوہ شاگرد ملا عبدالسلام لاہوری بیضاوی کے محشی ہیں متوفی ۱۰۳۹ھ
ملا عبدالحکیم سیالکوٹ کے رہنے والے تھے، ملا کمال الدین کشمیری کے شاگرد تھے، شاہجہان بادشاہ ان کی بہت قدر کرتا تھا، دو مرتبہ ان کو ترازو میں روپیہ سے تولا اور جس قدر روپیہ تول میں آیا ان کو دیدیا لکھا ہے کہ ہر تول پر چھ ہزار روپیہ آیا چند مواضعات جاگیر دیئے بیضاوی پر ان کا حاشیہ ہے، سنہ ۱۰۶۷ھ میں وفات پائی ۔
مولانا اللہ داد جونپوری شاگرد مولانا عبداللہ تلبنی، مدارک پر ان کا حاشیہ ہے غالباً سنہ ۱۰۷۰ھ میں وفات پائی ۔
مولانا غلام نقشبند بن عطاء اللہ لکھنوی متوفی سنہ ۱۱۲۶ھ حاشیہ انوار القرآن ان کی تفسیر ربع قرآن پر ہے ۔
شیخ نور الدین (سن وفات تقریباً سنہ ۱۱۲۷ھ) ان کی ایک تفسیر الرحمانی للسبع المثانی اور ایک تفسیر الربانی علی سورۃ البقرہ ہے، (وائل بیضاوی پر ان کا حاشیہ ہے ۔
شیخ احمد عرف ملا جیون امیٹھوی (امیٹھی ایک قصبہ ہے نواح لکھنؤ میں) یہ عالمگیر بادشاہ کے استاد تھے ان کی تفسیر کا نام تفسیر احمدی ہے سنہ ۱۱۳۰ھ میں وفات پائی ۔

حافظ امان اللہ بنارسی۔ بیضاوی پران کا حاشیہ ہے، ۱۱۳۳ھ میں وفات پائی۔

ملا علی اصغر قنوجی ان کی تفسیر کا نام ثواقب التنزیل ہے، اچھی تفسیر ہے ۱۱۴۰ھ میں وفات پائی۔

شیخ نورالدین محمد صالح احمد آبادی ڈیڑھ سو کتابوں کے مصنف تھے، تفسیر مختصر تفسیر نورانی للسبع المثانی، تفسیر سورۂ بقر، حاشیہ بیضاوی ان کی تصنیف ہے، حنفی المذہب تھے، ۱۰۶۲ھ میں پیدا ہوئے ۱۱۵۵ھ میں وفات پائی۔

شاہ ولی اللہ دہلوی ابن شاہ عبدالرحیم دہلوی، شاہ صاحب کے متعلق اس قدر کہنا بس کافی ہے کہ امام وقت تھے، کثیر التصانیف تھے، فتح الرحمان ان کا ترجمہ ہے اور فتح الخبیر تفسیر ہے، ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی۔

مولوی رستم علی قنوجی بن ملا علی اصغر ان کی تفسیر کا نام تفسیر بحر ہے، اچھی تفسیر ہے ۱۱۷۸ھ میں وفات پائی۔

مولوی عبدالباسط ابن مولوی رستم علی قنوجی، ان کی تفسیر کا نام ذوالفقار خانی ہے ۱۲۲۳ھ میں وفات پائی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے مرید اور شاہ ولی اللہؒ کے شاگرد تھے، شاہ عبدالعزیز ان کو بیہقی وقت کہا کرتے تھے اور حضرت مرزا صاحبؒ علم الہدیٰ کے لقب سے یاد فرماتے تھے، ان کی تفسیر عربی میں تفسیر مظہری نام نہایت معتبر تفسیر ہے، سنا گیا ہے کہ اس کے ایک جزو کا اردو میں ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔

شاہ عبدالقادر دہلوی شاہ ولی اللہ دہلوی کے بیٹے تھے، امام وقت تھے، ان کا اردو ترجمہ مع مختصر فوائد موضح القرآن نہایت مستند ترجمہ ہے ۱۲۳۰ھ میں وفات پائی۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی شاہ ولی اللہ دہلوی کے بیٹے، امام وقت تھے، ان کی تفسیر کا نام فتح العزیز ہے نہایت معتبر اور مستند تفسیر ہے، ۱۲۳۹ھ میں وفات پائی۔

مولوی ولی اللہ بن سید احمد علی فرخ آبادی ان کی تفسیر نظم الجواہر تین جلدوں میں ہے ۱۲۴۹ھ میں وفات پائی۔

سید اولاد حسن قنوجی سورۂ ویل للمطففین کی تفسیر لکھی ۱۲۵۳ھ میں وفات پائی۔
مفتی محمد سعید احمد مدراسی ان کی فارسی میں تفسیر غرائب الرحمٰن نام ہے (مطبوعہ ۱۲۶۱ھ)
نواب قطب الدین خاں دہلوی شاہ عبد العزیز دہلوی و شاہ اسحٰق رح کے شاگرد تھے محدث و مفسر، جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے، ان کی تفسیر کا نام جامع التفاسیر ہے، معتبر تفسیر ہے غالباً ۱۲۶۵ھ میں وفات پائی۔
شاہ رؤف احمد بھوپالی ان کی تفسیر رؤفی تین جلدوں میں ہے ۱۲۷۲ھ میں طبع ہوئی۔
مولانا ابو البرکات رکن الدین معروف مولوی تراب علی لکھنوی ان کی شرح تفسیر جلالین ہے ان کا نام ہلالین ہے ۱۲۸۰ھ میں وفات پائی۔
مولانا حیدر علی فیض آبادی تفسیر فتح العزیز مصنفہ شاہ عبد العزیز رح پر ان کا ذیل ہے غالباً ۱۲۸۵ھ کی تصنیف ہے۔
مفتی محمد یوسف حنفی فرنگی محلی لکھنوی ان کا بیضاوی پر حاشیہ ہے ۱۲۸۶ھ میں وفات پائی۔
مولوی سلام اللہ بن شیخ الاسلام دہلوی ان کی تصنیف کا نام کمالین ہے یہ تفسیر جلالین کی شرح ہے (مطبوعہ ۱۲۸۷ھ)
مولوی فیض الحسن سہارنپوری ان کی تصنیف جلالین پر تعلیق ہے (مطبوعہ ۱۲۸۷ھ)
مولوی لطف اللہ بنگالی ان کی تفسیر کا نام فاتحۃ الکتاب ہے (۱۲۹۰ھ سے قبل کی تصنیف ہے)
شاہ عبد الحکیم دہلوی ان کی تفسیر کا نام تفسیر وجیز ہے ۱۲۹۳ھ میں وفات پائی۔
مولوی ہدایت اللہ قاضی محمد اسمٰعیل صدیقی نقشبندی کے شاگرد تھے ان کی تفسیر کا نام تعبیر الکلام ہے ۱۳۰۰ھ میں وفات پائی۔
مولانا صبغت اللہ بن محمد غوث بن محمد ناصر الدین مدراسی، ان کی تفسیر کا نام فیض الکریم ہے۔
مولانا سید ابو القاسم لاہوری، ان کی تفسیر کا نام لوامع التنزیل ہے۔
سید مرتضیٰ بلگرامی شاگرد شاہ ولی اللہ کثیر التصانیف تھے سورہ یونس کی تفسیر لکھی۔

مولوی مشتاق احمد حنفی انبیٹھوی ان کی تفسیر سورۃ الاعلیٰ کی ہے، اس کا نام الکلام الاعلیٰ فی تفسیر سورۃ الاعلیٰ باحدیث المصطفیٰ ہے۔

نواب صدیق حسن خان ابن سید اولاد حسین قنوجی ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے ۱۳۰۷ھ میں وفات پائی، سادات قنوج سے تھے عالم متبحر تھے عربی فارسی، اردو نظم و نثر لکھنے میں خاص ملکہ تھا، توفیق تخلص تھا، قریب تین سو کتابوں کے ان کی تصنیف سے ہیں۔

نواب شاہجہان بیگم والیہ بھوپال نے ان سے عقد ثانی کیا تھا۔ تفسیر میں ان کی کئی تصنیفیں ہیں تفسیر فتح البیان ۴ جلدوں میں ہے یہ تفسیر فتح القدیر شوکانی کی تلخیص ہے، لیکن اس میں اور دوسری تصنیف ترجمان القرآن میں شیخ احمد بن محمد ابن لشانجی زادہ متوفی ۹۸۶ھ اور حاشیہ جمل وغیرہ سے نقل کر کے اضافہ کیا ہے نواب صاحب کے تلمیذ مولوی ذوالفقار احمد نے لکھا ہے:۔

فتح البیان تفسیر فتح القدیر امام شوکانی کی تلخیص ہے لیکن یہ نری تلخیص نہیں بلکہ اور کتب تفاسیر سے اس میں بہت زیادتی کی گئی ہے۔

آٹھ ماہ میں فتح القدیر سے فتح البیان ملخص فرمائی پھر مدارک وخازن سے اس پر زیادتی کی پھر منظور ہوا کہ جمل وغیرہ سے کچھ اور زیادہ ہو (قضاء الارب)

تفسیر اور حدیث کی کتابیں کتب سابقین ہی کی مدد سے تالیف ہوتی ہیں کسی کتاب سے نقل کرنا یا کسی کی تلخیص کرنا عیب نہیں، لیکن نواب صاحب نے اکسیر فی اصول التفسیر میں بڑے بڑے مفسرین پر ہاتھ صاف کیا ہے اور نقل وتلخیص کو ان کے حق میں بطور طنز وطعن لکھا ہے اس لئے ہم نے ان حوالوں کو نقل کیا۔

نواب صاحب کی اردو تفسیر ترجمان القرآن اور عربی تفسیر فتح البیان جس تفسیر کی تلخیص ہیں یعنی فتح القدیر شوکانی کی وہ تفسیر ابن کثیر، بیضاوی، جلالین، کشاف وغیرہ وغیرہ تفاسیر سے مرتب کی گئی ہے اور تفسیر ابو السعود سے بہت کچھ مدد لی گئی ہے چنانچہ مولوی ذوالفقار احمد صاحب لکھتے ہیں مد شیخ شیوخنا علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر فتح القدیر میں درایت کی بنا اس ہی (تفسیر ابو السعود) پر رکھی ہے[1]

تفسیر ابو السعود ایک مقبول اور عمدہ تفسیر ہے اور قاضی شوکانی کی تفسیر کی گویا بنا اسی پر ہے

[1] ص قضاء الارب

لیکن نواب صاحب اس تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں :۔ " ماخذ این تفسیر کشاف و بیضاوی و شرح و حواشی اوست مضامین اینہا را لعبارت رشیق و سبک متین بر بط و ضبط کلام مورد ی ساختہ داد بلاغت دادہ گویا کتاب علم معانی و بیان است مقصود تفسیر دران کمتر توان یافت[1]"

یہ اس تفسیر پر رائے شخص کے خوشہ چین کے خود خوشہ چین ہیں گویا نواب صاحب کے نزدیک بیضاوی و کشاف وغیرہ کتب سابقین وغیرہ سے نقل کرنا ان کے مطالب کو واضح کرنا سرقہ ہے اور مقصود تفسیر نہ کشاف میں ہے نہ بیضاوی میں نہ تفسیر ابوالسعود میں، اگر ہے تو ان سب کی تلخیص تفسیر شوکانی اور نواب صاحب کی تفسیر میں ہے، سبحان اللہ کیا کہنا ؟

اڈورڈ بن کرنیلیوس فندیک نے اپنی کتاب اکتفاء القنوع بما ہو المطبوع (مطبوعہ قاہرہ) میں نواب صاحب کے ترجمہ میں ان پر چند اعتراضات کئے ہیں، ان کے جوابات مولوی ذوالفقار احمد نقوی سانگپوری شاگرد نواب صاحب نے تقصار الادب میں دیئے ہیں۔

منجملہ دیگر اعتراضات کے صاحب اکتفاء القنوع نے نواب صاحب کے حسب و نسب غربت و افلاس پر بھی اعتراض کیا ہے، میرے نزدیک ایسی کتاب جس میں مصنفین و علماء کا تذکرہ ہو اس میں کسی کے علم اور تصنیف پر بحث یا نکتہ چینی کرنا تو درست ہے حسب و نسب، غربت و افلاس پر طنز و طعن کرنا روا نہیں اس لئے میں صاحب اکتفاء کے اس قسم کے اعتراضات کو قابل توجہ خیال نہیں کرتا باقی یہ سکو تسلیم ہے اور مجیب صاحب نے بھی تسلیم ہے کہ کتاب اکتفاء القنوع ایک اچھی کتاب ہے۔

مجیب صاحب نے لکھا ہے کہ "صاحب اکتفاء غیر ملک کا باشندہ تھا اس کو جیسی خبر پہونچی اس نے درج کر دی"۔

یہ صحیح ہے اور بے شک اس حد تک وہ مصنف معذور رہے لیکن میں پھر بھی کہوں گا کہ تصنیف و تالیف اور علم و فضل کے متعلق اس کو اپنی کتاب میں ہر قسم کی خبر نقل کرنا تھا حسب و نسب اور غربت و افلاس کا ذکر ہی نہ کرنا تھا اور اگر صاحب اکتفاء نے یہ غلطی کی تھی تو مجیب کو ایسی لچر بات پر توجہ نہ کرنی چاہیئے تھی، زبردست اور قابل اعتراض تو تین اعتراض ہیں۔

پہلا اعتراض یہ ہے کہ نواب صاحب اپنی تصانیف میں اپنا تذکرہ نہایت فخر کے ساتھ کرتے ہیں۔ مجیب نے اس کا جواب نہیں دیا، یہ اعتراض صحیح ہے اکسیر فی اصول التفسیر میں جابجا اپنی تصانیف

[1] اکسیر فی اصول التفسیر

کی مدح کی ہے، ان کے والد نے سورۂ ویل للمطففین کی تفسیر لکھی، اس کی تعریف لکھی ہے، باقی کوئی مفسر ایسا نہیں جس پر نواب صاحب نے چوٹ نہیں کی، بڑے معتبر و متین علامہ محمود آلوسی نواب قطب الدین خان کو چھوڑ دیا مگر اپنے والد کو صرف ایک سورت کی تفسیر لکھنے پر طبقات مفسرین میں شامل کر دیا۔

کتاب اتحاف النبلاء میں اپنا طویل ترجمہ لکھا ہے، اپنے مدحیہ قصائد نقل کیے ہیں اپنے فرزند مولوی نور الحسن کی تعریف لکھی ہے۔

ان باتوں سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ نواب صاحب کے مزاج میں نمائش تھی،

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ نواب صاحب نے مختلف شہروں سے علماء کو طلب کر کے جمع کر لیا تھا اور ان سے تصنیف و تالیف کرا کے اپنے اور اپنے فرزند مولوی نور الحسن کے نام سے شائع کراتے تھے،

والد ماجد عرصہ تک بھوپال میں مقیم رہے وہ بھی ایسا ہی فرماتے تھے اور بعض علماء کو ثقات سے بھی ایسا ہی سنا ہے یہ اعتراض نواب صاحب پر ان کی زندگی میں ان کے معاصرین نے بھی کیا تھا، نواب صاحب خود اس کا اطمینان بخش جواب نہ دے سکے، اسکے علاوہ ہر بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے مصنف کا ایک رنگ ہوتا ہے اس کی جھلک اس کی ہر تصنیف میں ہوتی ہے، نواب صاحب کی اکثر تصانیف کا رنگ ایک دوسرے سے نہیں ملتا۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ قدماء کی نایاب تالیفات و تصنیفات کو بصرف زر خطیر حاصل کر کے اپنے اور اپنے فرزند مولوی نور الحسن خاں کے نام سے شائع کرا دیتے تھے، معترض نے چند کتابوں کے نام لکھے ہیں۔

مجیب نے اس اعتراض کا جواب ناکافی دیا ہے چند ایسی کتابوں کے نام لکھکر جو کسی کتاب کی تلخیص یا ترجمہ ہیں اس اعتراض کو ہٹانا چاہا ہے لیکن معترض نے جن کتابوں کے نام لکھے ہیں یا جو حوالے دیئے ہیں ان کے متعلق مجیب نے کچھ نہیں لکھا۔

یہ اعتراض صحیح ہے کہ کتاب سبل السلام مصنفہ وزیر محمد بن اسماعیل یمانی کا نام فتح العلام رکھ کر اپنے فرزند مولوی نور الحسن خان کے نام سے شائع کرائی، بعد کو اصل کتاب مصر سے شائع ہوئی جو موجود ہیں، سر مو فرق نہیں، مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی شارح مشکوٰۃ شریف فرماتے ہیں کہ ان کو دمشق میں ایک مصری عالم نے ایک مطبوعہ کتاب متقدمین کی دکھا کر کہا کہ یہ کتاب

نواب صدیق حسن خاں اپنے نام سے شائع کرا چکے تھے، افسوس کہ مولانا کو اس کتاب کا نام یاد نہیں رہا
بہرحال نواب صاحب، بڑے عالم تھے اور جس طرح بھی ہوا انہوں نے علم حدیث کی
بڑی خدمت کی۔

حکیم محمد حسن، سادات امروہہ میں سے تھے، اجمیر کالج میں پروفیسر تھے، ان کی تفسیر کا نام
غایۃ البرہان ہے اور کئی تصنیفیں ہیں اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں لیکن ان کی تمام ہمت
اس پر صرف تھی کہ قرآن مجید اور بائیبل میں تطبیق کیجائے، غالباً ۱۸۹۹ء میں وفات پائی۔

مولانا احمد حسن رحمہ سادات امروہہ میں سے تھے، نہایت حسین جمیل وجیہہ و شکیل تھے،
مولانا محمد قاسم نانوتوی کے شاگرد، شاہ عبدالغنی مہاجر مدنی و حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی طرف سے
مجاز طریقت تھے، محدث تھے، مفسر تھے، فقیہ تھے، وعظ و تقریر میں صاحب کمال تھے حسن ظاہری
سے آراستہ پیراستہ تھے، صاحب زہد و تقویٰ تھے، اس زمانہ میں علم تفسیر میں کوئی ان کا نظیر نہیں
تھا، مدرسہ امروہہ کے صدر مدرس تھے نواب سلطان جہاں بیگم والیہ بھوپال نے افسری دیوانی کا عہدہ
پیش کیا، آپ نے قبول نہ کیا ؎

مقبول جو ذرہ ہوا درگاہ میں رب کی … وہ ملتفت تیسیر اعظم نہیں ہوتا

آپ کے درس میں طلبہ کا ہجوم رہتا تھا، درس و تدریس کی وجہ سے تالیف و تصنیف کی فرصت
نہ ملی ۱۳۳۰ھ میں وفات پائی، بعد وفات ان کے چند مضامین کا مجموعہ از نام "افادات احمدیہ"
شائع ہوا، جو ہر طرح لائق دید و داد ہے۔

مولانا عبدالحق حقانی ان کی تفسیر کا نام فتح المنان ہے جو تفسیر حقانی کے نام سے مشہور ہے
بہترین تفسیر ہے، مصنف کے علمی کمالات کی شاہد عادل ہے، غالباً ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔

مولانا محمود حسن، دیوبند کے رہنے والے اور دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے، مولانا
محمد قاسم نانوتوی کے شاگرد تھے، شیخ الہند لقب تھا، چند کتابوں کے مصنف تھے، ان کا اردو ترجمہ
قرآن مجید نہایت صحیح و مقبول ہے اس ترجمہ پر ان کے شاگرد رشید مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی
نے بہترین فوائد لکھے ہیں، شیخ الہند نے ۱۳۳۹ھ میں وفات پائی۔

مفسرین حال

مولانا اشرف علی تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کے باشندے ہیں، مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی اور مولانا محمود حسن شیخ الہند کے شاگرد ہیں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی طرف سے مجاز طریقت ہیں، چھ سو کتابوں کے مصنف ہیں، ان کی تفسیر بیان القرآن نام ۱۲ جلدوں میں ہے بہترین تفسیر ہے قرآن مجید کا ترجمہ بھی کیا ہے جو صحیح و مستند ہے

مولانا احمد علی، لاہور میں رہتے ہیں، مولانا عبید اللہ سندھی (شاگرد شیخ الہند) کے شاگرد ہیں، تفسیر کا درس دیتے ہیں، طلبہ کا ہجوم رہتا ہے، تفسیر و ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

خواجہ عبدالحی، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں پروفیسر ہیں، ان کی تفسیر کا نام الخلافتہ الکبریٰ ہے علماء کو ان کی تفسیر سے اختلاف ہے۔

مولانا ابو الکلام آزاد، محی الدین احمد نام، کلکتہ میں رہتے ہیں، ہندوستان کے مشہور عالم اور لیڈر ہیں، کثیر التصانیف ہیں، صاحب تفاسیر ہیں لیکن علماء کو ان کی تفسیر پر اعتراض ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانی، دیوبند کے باشندے، شیخ الہند کے شاگرد ہیں، جامعہ ڈابھیل کے صدر مدرس اور دار العلوم دیوبند کے صدر مہتمم ہیں، مشہور مصنف و نامور عالم ہیں، فتح الملہم نام شرح مسلم انکی تصنیف ہے، قرآن مجید مترجمہ شیخ الہند پر بہترین فوائد لکھے ہیں، فوائد کیا ہیں مختصر و معتبر تفسیر ہے۔

مولوی عاشق الٰہی، میرٹھ کے رہنے والے مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے شاگرد ہیں۔ کثیر التصانیف ہیں، قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے جو معتبر و مستند ہے۔

مولوی ثناء اللہ، امرتسر کے باشندے، شیخ الہند کے شاگرد، مذہب اہل حدیث کے پیرو ہیں، مشہور مناظر و مصنف ہیں، کثیر التصانیف ہیں ان کی تفسیر کا نام تفسیر ثنائی ہے اس میں آریوں کے اعتراضات کا رد ہے۔

مولانا حسین احمد مدنی، قدیم باشندے فیض آباد کے، مدینہ منورہ میں عرصہ تک رہے حرم

نبوی میں درس دیا کرتے تھے، شیخ الہند کے تلامذہ میں، مولانا رشید احمد گنگوہی کی طرف سے مجاز طریقت ہیں، اس وقت دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس ہیں، محدث ہیں، مفسر ہیں، آپ کے درس میں طلبہ کا ہجوم رہتا ہے، جامع کمالات ظاہری و باطنی ہیں، ہندوستان کے نامور عالم اور لیڈر ہیں، صاحب تصنیف ہیں، اسلامی و قومی و ملکی خدمات کی بدولت بہت سے مصائب و آلام برداشت کئے ہیں، شیخ الہند ثانی اور امیر الہند مشہور ہیں۔ ہندوستان کی ایک عظیم الشان اور مقتدر ہستی آپ کو احمد حنبل ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے، مزاج میں سخی مہمان نواز ہیں، علم و انکسار و تواضع خدمت خلق آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔

نہایت قدم فقر کو ہے نفس کشی شرط ۔۔۔ بے دیو کے مارے ہوئے رستم نہیں ہوتا۔

ہندوستان کے تمام شہروں میں محدث و مفسر گذرے ہیں اور اس زمانہ میں تو بہت سے قصبات میں بھی مدارس قائم ہیں۔

بدایوں، لکھنؤ، آگرہ، لاہور، دہلی یہ شہر مرکز علوم رہے ہیں، میں نے ان مقامات کے بعض مشاہیر کو خطوط لکھے تاکہ علماء کے حالات معلوم کروں مگر کسی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا، لہذا اپنی محدود معلومات پر اکتفا کیا گیا، میں نے تعصب اور کسی خیال کو دخل نہیں دیا۔ بلکہ جہاں تک میری معلومات تھیں ہر خیال کے علماء کا میں نے ذکر کیا ہے۔

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن
آئین ما است سینہ چو آئینہ داشتن

تفسیر اور ملک دکن

تاریخ شاہد ہے کہ دکن کے مسلمان بادشاہ علوم و فنون کے قدردان رہے ہیں اور اسلامی علوم پر بہت کچھ زر و جواہر نثار کرتے رہے ہیں۔

ہندوستان پر آٹھویں صدی ہجری تک اور دکن میں ۶۹۵ھ سے ۷۹۹ھ تک برابر سلاطین اسلام حکمران رہے، لیکن خدمت حدیث شریف کی سعادت ابدی سلطان محمود شاہ بہمنی (المتوفی ۷۹۹ھ) کے نصیب میں تھی، اس نیک نام بادشاہ نے سب سے پہلے محدثین کے وظائف مقرر کئے اور اشاعت علوم کی ترغیب دلائی۔ دکن میں ایسے علماء ہوئے کہ جن کی تصانیف کو علماء عرب وعجم نے سر آنکھوں پر رکھا، جو سلطان المحدثین کہلائے اور جن کے سامنے مکی مدنی محدثین نے زانوئے ادب طے کیا۔ سید عبد الاول حسینی متوفی ۹۶۸ھ شیخ علی متقی صاحب کنز العمال ۹۷۵ھ شاہ محمد فضل اللہ ۱۰۱۵ھ شیخ طیب ۱۰۱۰ھ ایسے بزرگ گذرے ہیں کہ جن کو مکی و مدنی علماء نے امام فن تسلیم کیا ہے اور جن کی تصانیف علماء اسلام کی رہنما ہیں، ہندوستان میں یہ فخر دکن ہی کو حاصل ہے کہ سب سے پہلی تفسیر اردو میں دکن میں لکھی گئی اس کا تاریخی نام چراغ ابدی ہے یعنی ۱۲۲۱ھ کی تصنیف ہے، اس کے مصنف مولوی عزیز اللہ ہمرنگ اورنگ آبادی ہیں مگر یہ صرف ایک پارہ عم کی تفسیر ہے۔

علامہ حسن بن محمد بن حسین معروف نظام نیشاپوری نے دولت آباد میں سکونت اختیار کی ۸۰۶ھ میں وفات پائی، ان کی تفسیر (۳) جلدوں میں ہے۔

خواجہ سید محمد الملقب خواجہ گیسو دراز کشاف پر حاشیہ لکھا، ان کی دو تفسیریں بھی ہیں ۸۲۵ھ میں وفات پائی۔

شیخ علی مہائمی (مہائم دکن کا ناصیہ ہے) قبیلہ نوایت سے تھے (نوایت قبیلہ قریش کی ایک شاخ ہے، یہ خاندان بخوف حجاج بن یوسف مدینہ منورہ سے نکلا[1]) کثیر التصانیف تھے تفسیر رحمانی ان کی تصنیف ہے، ۸۳۵ھ میں وفات پائی۔

قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن الزاولی دولت آبادی، تفسیر بحر مواج ان کی

[1] سبحۃ المرجان

تصنیف ہے، سلطان ابراہیم شرقی نے ان کو ملک العلماء خطاب دیا تھا ۸۴۹ھ میں وفات پائی۔

ملا فتح اللہ شیرازی، عادل شاہ نے ان کو دکن بلایا، یہاں تفسیر تصنیف کی، پھر اکبر بادشاہ نے فتحپور سیکری بلا کر صدارت عظمیٰ کا منصب عطا فرمایا، ۹۹۷ھ میں کشمیر میں وفات پائی۔

شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی، حنفی المذہب تھے، دکن میں سکونت اختیار کی، بیضاوی کے محشی ہیں، ۹۱۱ھ میں پیدا ہوئے ۹۹۸ھ میں وفات پائی۔ کثیر التصانیف تھے، ان کی تاریخ وفات لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ہے۔

مولوی عبد الصمد بن نواب شکوہ الملک، نصیر الدولہ عبد الوہاب خان نصرت جنگ ان کی تفسیر کا نام تفسیر ربانی ہے جو دکنی زبان میں ہے ۱۳۰۰ھ میں وفات پائی۔ دائرۃ المعارف تفسیر البقاعی مصنفہ شیخ برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی ۸۸۵ھ شائع کر رہا ہے الکہف والرقیم مصنفہ عبد الکریم ابن سبط الشیخ عبد القادر جیلانی دائرۃ المعارف نے شائع کی۔

مولوی وحید الزمان خان، المخاطب نواب وقار نواز جنگ شاگرد مولانا لطف اللہ علیگڑہی تمام کتب صحاح کے مترجم اور تفسیر وحیدی کے مصنف ہیں، ان کی تصانیف معتبر ہیں۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری، صاحب تفسیر ثنائی وظیفہ خوار دولت آصفیہ تھے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی، وظیفہ خوار دولت آصفیہ تھے۔

شجرات محدثین و مفسرین و مصنفین ہند

ہندوستان کے علماء کا سلسلہ سمجھنے کے لئے مختصراً یہ چند سلسلے لکھے جاتے ہیں ایک ایک محدث و مفسر و مصنف کے بہت سے اساتذہ ہیں اس لئے سلسلے بھی بہت ہیں سب کا تذکرہ دشوار ہے اکثر سلاسل علما کی تصانیف میں مذکور ہیں۔

شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز نے اپنی متعدد تصانیف میں مفصل اپنی اسناد کو لکھا ہے۔
شاہ عبدالغنی مجددی عمری کے اسناد رسالہ الیانع الجنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی میں مذکور ہیں۔
شیخ الہند مولانا محمود حسن کے اسناد رسالہ الدر المنضود فی اسانید شیخ الہند محمود میں ہیں۔
مولانا سید انور شاہ کشمیری کے اسناد رسالہ المسک الاذفر من اسانید الشیخ الانور میں ہیں۔
شیخ الہند ثانی امیر الہند مولانا سید حسین احمد مدنی مدظلہ العالی کے اسناد کا تذکرہ سلسلۃ الزبرجد فی اسانید الشیخ حسین احمد میں ہے۔

(۱) شاہ ولی اللہ عن الشیخ محمد افضل بن خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ ...... عن الشیخ احمد مجدد الف ثانی عن الشیخ یعقوب الصیرفی الکشمیری عن احمد بن حجر المکی عن القاضی ذکریا عن الحافظ ابن حجر العسقلانی۔

(۲) الشیخ نور الحق بن الشیخ عبد الحق الدھلوی عن خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ۔ ابی الحسن البکری عن الامام السیوطی عن السخاوی ابی العباس الطریفی عن الحافظ ابن حجر رح

(۴) شاہ ولی اللہ عن ابی طاھر الکردی المدنی عن الشیخ عبد اللہ اللبیب اللاھوری عن الملا عبد الحکیم السیالکوٹی عن الشیخ عبد الحق الدھلوی۔

(۵) الحافظ ابن حجر العسقلانی عن ابی الفضل العراقی عن ابی الفضل العلائی عن الحافظ منذری عن الحافظ عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسی عن ابی موسیٰ المدینی عن الحافظ اسمٰعیل التیمی عن الحافظ حمید عن الخطیب البغدادی۔

(۳) الشیخ نور الحق عن الشیخ عبد الحق الدھلوی عن عبد الوہاب المتقی عن علی المتقی عن خطیب بغدادی سے قبل و بعد بہت سے سلاسل ہیں جو کتابوں میں مذکور ہیں۔ سلسلہ سند بعض فن

راقم سطور نے بہت سی کتابوں کے بعد مرتب کیا ہے اس میں تعداد رجال کم ہے

خطیب البغدادی عن الامام سعد الزنجانی عن حسین بن میمون الصیدفی عن ابی جعفر الرازی عن عبد اللہ بن عبد اللہ قاضی ری عن عبد الرحمان ابن ابی لیلی عن عمر و عثمان و علی و عبد اللہ بن مسعود و عبد الرحمان بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

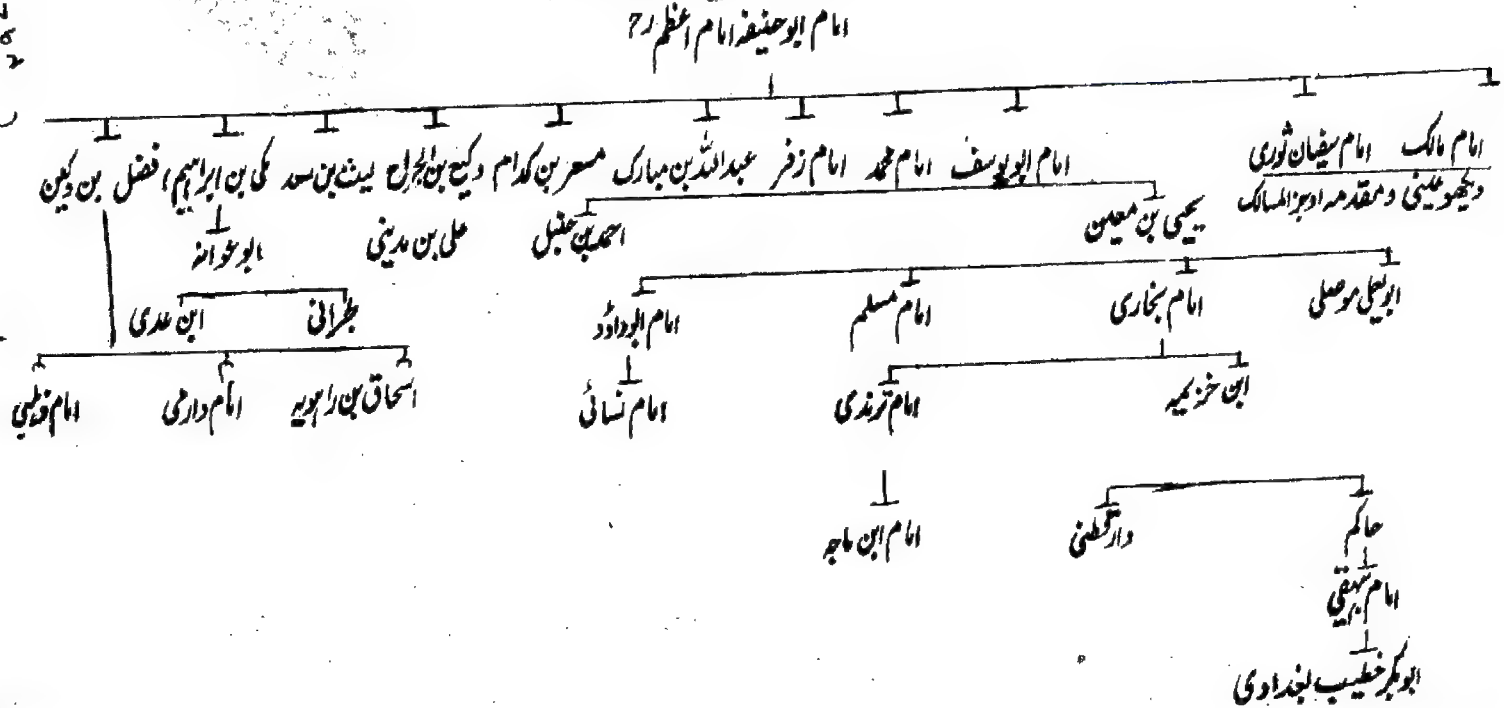
شجرہ محدثین و مفسرین عالم

سلاسل کثرت سے ہیں، یہاں صرف دو سلسلے لکھے جاتے ہیں۔

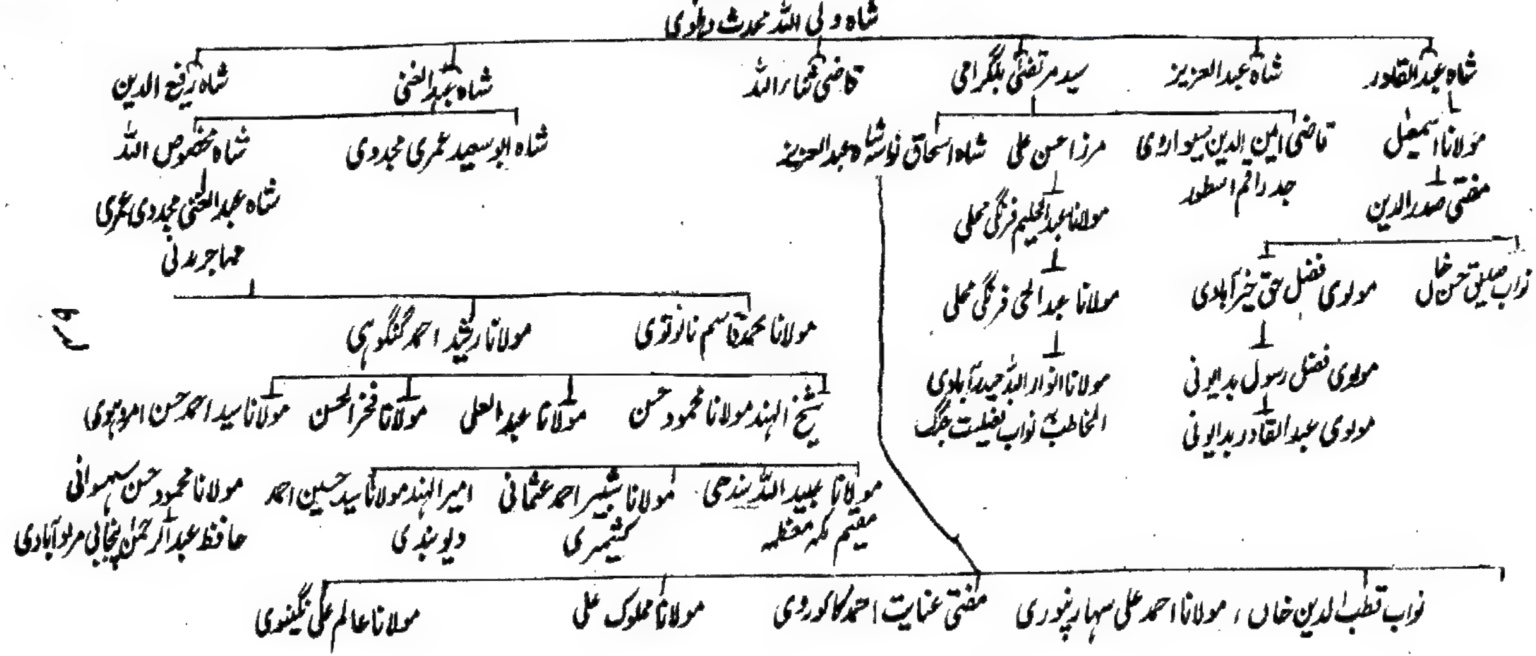
(۱) امام ابو حنیفہ امام اعظم عن حماد بن سلیمان عن ابراھیم النخعی عن علقمۃ بن قیس النخعی عن عبد اللہ بن مسعود و علی ابن ابی طالب وغیرھما رضی اللہ عنہم۔

تفصیل ملاحظہ ہو صـ ۴۸ و صـ ۴۹ پر

(۱) سلسلہ تلمذ مفسرین ومحدثین عالم



(۲) سلسلہ تلمذ علماء ہند



الباب الثانی فی الکتب

تمام تفاسیر و کتب کے متعلق کچھ لکھنا تو کیا ان کی فہرست بھی مرتب نہیں ہو سکتی اس باب میں بعض بہت زیادہ مشہور تصانیف کے متعلق مختصراً لکھا جائے گا۔ بعض مشہور مفسرین کی کئی کئی تفسیریں ہیں ہیں نے طوالت سے بچنے کے لئے ایک ہی کا ذکر کیا ہے بعض اسمار کے ساتھ اور بھی ایک دو نام لکھ دیئے ہیں، اس باب میں تقریباً پانچسو تفاسیر کے اسمار و حالات درج ہیں۔

تصانیف قرن اول

تصانیف عہد رسالت

حضور علیہ السلام آیات قرآنی کو تشریح و تفصیل کے ساتھ سمجھاتے تھے اس لئے قرآن کے سب سے پہلے مفسر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور قرآن کی سب سے پہلی تفسیر احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، احادیث کا زیادہ تعلق قرآن سے ہے۔ اس لئے حدیث کا ہر مجموعہ قرآن کی تفسیر ہے خاکسار نے تاریخ الحدیث میں عہد رسالت کے حدیث کے (۲۲) مجموعوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے کتاب الصدقہ خود حضور نے حضرت ابوبکر بن حزم صحابی کو لکھائی، یہ دو صفحہ کا رسالہ تھا اس میں زکوٰۃ کے احکام تھے، گویا آیات زکوٰۃ کی تفسیر تھی۔ اس کی نقول دیگر امرار کو بھی بھیجی گئیں[1]۔ حضور نے حضرت وائل بن حجر صحابی کو نماز، روزہ، ربوا، شراب وغیرہ کے احکام لکھا دیئے تھے گویا یہ آیات صوم و صلوٰۃ وغیرہ کی تفسیر تھی[2]۔

ان ۲۲ مجموعوں میں سے سب سے زیادہ ضخیم حضرت عبداللہ بن العاص کی کتاب صادقہ تھی اس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں[3]۔ لیکن حضور کے عہد سعادت عہد میں جو کچھ لکھا گیا وہ سب حدیثوں کا ذخیرہ تھا خالص تفسیر کے نام سے کوئی مجموعہ نہ تھا۔

---

[1] دار قطنی و مسند حنبل [2] معجم صغیر [3] بخاری، اصابہ، طبقات ابن سعد، ابوداؤد دار

تصانیف عہد خلافت راشدہ

تفسیر اُبیؓ ۔ حضرت ابی بن کعب صحابی رضی اللہ عنہ متوفی سنہ ۳۵ھ نے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا اس مجموعہ سے امام احمد بن حنبل نے مسند میں امام جریر طبری نے تفسیر میں امام حاکم نے مستدرک میں بہت کچھ لیا ہے، حاکم نے سنہ ۴۰۵ھ میں وفات پائی، اس لئے یہ تفسیر پانچویں صدی تک ضرور موجود تھی [۱]

تفسیر عباسی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس صحابی رضی اللہ عنہ متوفی سنہ ۶۸ھ کی تفاسیر کا مجموعہ ہے حضرت ابن عباس کی تفسیر کے متعلق مختلف روایات ہیں ان میں زیادہ معتبر وہ روایات ہیں جو کہ معاویہ ابن ابی صالح نے علی بن طلحہ سے اور انہوں نے ابن عباس سے کی ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسی سلسلہ پر اعتماد کیا ہے، ان کے علاوہ عکرمہ متوفی سنہ ۱۰۵ھ و طاؤس بن کیسان متوفی سنہ ۱۰۶ھ و قیس بن مسلم کوفی متوفی سنہ ۱۲۰ھ کے طریق بھی صحیح ہیں۔ حضرت ابن عباس کی تفسیر کے متفرق و مختلف نسخے کتب خانوں میں ہیں۔

تصانیف عہد خلافت راشدہ کے بعد

تفسیر سعید بن جبیر، حضرت سعید بن جبیر تابعی متوفی سنہ ۹۵ھ کی تصنیف تھی، حضرت سعید نے یہ تفسیر حسب فرمائش خلیفہ عبد الملک بن مروان تصنیف کی تھی، اس خلیفہ نے سنہ ۸۶ھ میں وفات پائی اس لئے یہ تفسیر سنہ ۸۶ھ سے قبل کی تصنیف ہے

خلیفہ نے اس کو شاہی خزانہ میں محفوظ کرا دیا تھا کچھ عرصہ کے بعد یہ تفسیر حضرت عطاء بن دینار تابعی متوفی سنہ ۱۲۶ھ کے ہاتھ آگئی اور انہیں کے نام سے مشہور ہوئی۔ [۲]

تفسیر ابی العالیہ۔ حضرت ابی العالیہ ریاحی تابعی متوفی سنہ ۹۰ھ کی تصنیف ہے یہ حضرت ابی بن کعب صحابی کی تفاسیر کا مجموعہ تھا، ابو العالیہ سے ربیع ابن انس اور ان سے ابو جعفر رازی روایت کرتے تھے، یہ سلسلہ معتبر ہے امام ابن جریر اور امام احمد بن حنبل و حاکم و ابن ابی حاتم اسی سلسلے سے روایت کرتے تھے۔

تفسیر اسود بن یزید۔ حضرت اسود بن یزید تابعی متوفی سنہ ۹۵ھ کی تصنیف۔

تفسیر نخعی۔ حضرت ابراہیم نخعی تابعی متوفی سنہ ۹۵ھ کی تصنیف۔

---

[۱] رسالہ مبادی التفسیر شیخ محمد خضری دمیاطی [۲] میزان الاعتدال۔

تفسیر عکرمہ۔ حضرت عکرمہ تابعی (مولی حضرت ابن عباس) متوفی سنہ ۱۰۵ھ کی تفسیر۔
تفسیر حسن۔ حضرت حسن بصری تابعی، متوفی سنہ ۱۱۰ھ کی تفسیر۔
تفسیر امام باقر۔ حضرت امام باقر یعنی فرزند امام زین العابدین متوفی سنہ ۱۱۴ھ کی تفسیر۔
تفسیر عطاء۔ حضرت عطاء بن ابی رباح تابعی متوفی سنہ ۱۱۴ھ کی تفسیر۔
تفسیر قتادہ۔ حضرت قتادہ بن دعامہ تابعی متوفی سنہ ۱۱۷ھ کی تفسیر۔
تفسیر قرظی۔ حضرت محمد بن کعب قرظی تابعی متوفی سنہ ۱۲۰ھ کی تفسیر۔
تفسیر مجاہد حضرت ابوالحجاج مجاہد بن جبیر متوفی سنہ ۱۲۳ھ کی تفسیر۔ یہ کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے۔

تفسیر سعدی۔ حضرت اسمعیل بن عبدالرحمن سعدی متوفی سنہ ۱۲۷ھ کی تفسیر۔ اس کی روایت اسباط ابن نصر نے کی ہے اور یہ ضعیف ہیں۔

تفسیر عطاء۔ حضرت عطاء بن مسلم خراسانی سنہ ۱۳۵ھ کی تفسیر۔
تفسیر البنی۔ حضرت علی بن ابی طلحہ متوفی سنہ ۱۴۳ھ کی تفسیر، یہ تفاسیر حضرت ابن عباس کا مجموعہ تھا، حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ یہ نسخہ ابوصالح کاتب امام لیث محدث کے پاس تھا وہ اس کو معاویہ ابن ابی صالح سے اور وہ علی بن ابی طلحہ سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے تھے، ابی صالح نے سنہ ۲۴۳ھ میں وفات پائی، یہ اندلس کے قاضی تھے، ابن جریر، ابن ابی حاتم، اور ابن المنذر نے اپنی تفاسیر میں کئی واسطے سے ابوصالح سے روایت کی ہے، ابوجعفر نحاس متوفی سنہ ۳۳۸ھ نے اپنی کتاب ناسخ میں ابوصالح کے سلسلہ سے روایت لی ہے
تفسیر کلبی۔ شیخ ابوالنصر محمد بن السائب کوفی متوفی سنہ ۱۴۶ھ کی تفسیر۔ یہ ضعیف رُواۃ سے ہیں۔
تفسیر شبل۔ شیخ شبل بن عباد متوفی سنہ ۱۴۸ھ کی تفسیر، انہوں نے بواسطہ ابن ابی نجیح روایت کی ہے یہ سلسلہ قریب بصحت ہے۔

تفسیر ابن جریج۔ شیخ عبدالملک بن عبدالعزیز اموی معروف ابن جریج متوفی سنہ ۱۴۹ھ کی تفسیر ہے۔

تفسیر مقاتل۔ شیخ مقاتل بن سلیمان بن بشیر الازدی متوفی سنہ ۱۵۰ھ کی تفسیر ہے یہ ضعیف رواتیوں سے ہیں۔ یہ تفسیر غیر معتبر ہے۔
تفسیر ابوروق الہمدانی۔ مصنفہ عطیہ بن حارث کوفی، قریب ایکجزو کے قریب بصحت ہے

تفسیر شعبہ۔ امام شعبہ بن الحجاج تابعی متوفی ۱۶۰ھ کی تفسیر
تفسیر ثوری۔ امام سفیان ثوری متوفی ۱۶۱ھ کی تفسیر کتب خانہ ریاست رامپور میں موجود ہے

تصانیف قرن ثانی

غرائب القرآن۔ مصنفہ شیخ ابو فید مورج متوفی ۱۷۴ھ
تفسیر القرآن۔ مصنفہ امام مالک متوفی ۱۷۹ھ
تفسیر حجاج۔ مصنفہ شیخ حجاج بن محمد متوفی ۱۸۶ھ ایک جلد قریب لصحت ہے
البرہان فی توجیہ متشابہ القرآن۔ مصنفہ امام کسائی ۱۸۹ھ
تفسیر ثور۔ مصنفہ شیخ ابو عبداللہ محمد بن ثور صنعانی متوفی ۱۹۰ھ تین جلد قریب لصحت ہے
تفسیر وکیع۔ مصنفہ شیخ وکیع ابن الجراح محدث متوفی ۱۹۶ھ
تفسیر سفیان۔ مصنفہ شیخ سفیان بن عیینہ محدث متوفی ۱۹۸ھ
تفسیر ہشیم۔ مصنفہ شیخ ہشیم بن بشیر متوفی ۱۹۹ھ
تفسیر ابن وہب۔ مصنفہ شیخ عبداللہ بن وہب بن مسلم الفہمی القرشی متوفی ۱۹۹ھ
احکام القرآن۔ مصنفہ امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ شیخ ابو محمد مکی قیسی متوفی ۴۳۷ھ نے اس کا اختصار کیا اور مختصر احکام القرآن نام رکھا، شیخ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ و شیخ جمال الدین محمود بن معروف ابن سراج قونوی حنفی متوفی ۷۷۰ھ نے بھی اس کی تلخیص کی۔
تفسیر ابن عبادہ۔ مصنفہ شیخ روح بن عبادہ متوفی ۲۰۵ھ
تفسیر ابن ہارون۔ مصنفہ شیخ یزید بن ہارون متوفی ۲۰۶ھ
تفسیر الدینوری۔ مصنفہ شیخ ابوحنیفہ احمد بن داؤد نحوی لغوی متوفی ۲۰۹ھ۔ اس تفسیر میں رطب ویابس بہت کچھ ہے۔
مجاز القرآن۔ مصنفہ شیخ ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ بصری متوفی ۲۱۰ھ
تفسیر عبدالرزاق۔ مصنفہ شیخ عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ
تفسیر الفریابی۔ مصنفہ شیخ محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الضبی متوفی ۲۱۲ھ
تفسیر ابن ابی ایاس۔ مصنفہ شیخ آدم بن ابی ایاس عسقلانی متوفی ۲۲۰ھ
تفسیر سنید۔ مصنفہ شیخ سنید ابن داؤد المصیصی متوفی ۲۲۰ھ

تصانیف قرن ثالث

اسباب النزول ۔ مصنفہ شیخ علی بن مدینی متوفی ۲۳۴ھ
تفسیر ابن ابی شیبہ ۔ مصنفہ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد کوفی متوفی ۲۳۵ھ
تفسیر ابن راہویہ ۔ مصنفہ شیخ ابو یعقوب اسحٰق ابن ابراہیم بن مخلد حنظلی مروزی نخعی نیشاپوری متوفی ۲۳۸ھ
رغائب القرآن ۔ مصنفہ شیخ ابی مروان عبدالملک بن حبیب مالکی قرطبی متوفی ۲۳۹ھ
احکام القرآن ۔ مصنفہ ابوالحسن علی بن حجر سعدی متوفی ۲۴۴ھ
اختلاف المصاحف ۔ مصنفہ امام ابوحاتم سہل بن محمد سجستانی متوفی ۲۴۸ھ۔
تفسیر عبد بن حمید ۔ مصنفہ شیخ عبد بن حمید متوفی ۲۴۹ھ
تفسیر البخاری ۔ مصنفہ امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ اس تفسیر کے علاوہ تھی جو صحیح بخاری میں شامل ہے۔

کتب عہد اختلافی

تفسیر ابن ماجہ ۔ مصنفہ امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ
تفسیر ابی سعید ۔ مصنفہ شیخ ابوسعید عبداللہ بن سعید متوفی ۲۸۰ھ
تفسیر بقی ۔ مصنفہ امام ابوعبدالرحمٰن بقی بن مخلد قرطبی متوفی ۲۷۶ھ
احکام القرآن ۔ مصنفہ قاضی ابی اسحاق اسماعیل بن اسحاق ازدی بصری متوفی ۲۸۲ھ
کتاب سجود القرآن ۔ مصنفہ شیخ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد الحربی المتوفی ۲۸۵ھ
کتاب الشواذ ۔ مصنفہ شیخ ابی العباس احمد بن یحییٰ ثعلب نحوی متوفی ۲۹۱ھ
تفسیر النسفی ۔ مصنفہ امام ابراہیم بن امام قاضی ابراہیم بن معقل نسفی حنفی متوفی ۲۹۵ھ
تفسیر انماطی ۔ مصنفہ امام ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق نیشاپوری متوفی ۳۰۳ھ
احکام القرآن ۔ مصنفہ شیخ ابوالحسن علی بن موسیٰ بن یزداد قمی حنفی متوفی ۳۰۵ھ
اعجاز القرآن ۔ مصنفہ شیخ محمد بن یزید واسطی متوفی ۳۰۶ھ شیخ عبدالقاہر جرجانی متوفی ۴۷۴ھ نے اس کی دو شرحیں لکھیں، بڑی کا نام معتضد، چھوٹی کا نام صغیر ہے۔

تفسیر نیشاپوری قدیم، مصنفہ امام ابوبکر محمد بن ابراہیم متوفی ۳۱۰ھ

تفسیر ابن جریر۔ مصنفہ امام ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ امام ابن جریر نے یہ تفسیر تیس ہزار ورق پر لکھی تھی اس کا خلاصہ تین ہزار ورق پر کیا عظیم الشان اور معتبر تفسیر ہے لیکن اس میں ضحاک کے اقوال جو بروایت بشر بن عمارہ منقول ہیں وہ غیر معتبر ہیں کیونکہ بشر ضعیف راوی ہیں اس تفسیر کا ترجمہ فارسی میں امیر منصور بن نوح سامانی نے کرایا اس امیر کا عہد حکومت ۳۵۰ھ سے شروع ہوا

معانی القرآن معروف بہ تفسیر الزجاج۔ مصنفہ شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن سری نحوی متوفی ۳۱۰ھ

تصانیف قرون ثلاثہ کے بعد (چوتھی صدی ہجری میں)

تفسیر ابن المنذر۔ مصنفہ امام ابوبکر محمد بن ابراہیم نیشاپوری متوفی ۳۱۸ھ

تفسیر کعبی۔ مصنفہ شیخ القاسم عبداللہ بن احمد حنفی معتزلی معروف بہ کعبی متوفی ۳۱۹ھ (۱۲) جلد

تفسیر ابی الحسن مصنفہ شیخ ابوالحسن علی بن اسمٰعیل اشعری امام اہل سنت متوفی ۳۲۰ھ

احکام القرآن۔ مصنفہ امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ

جامع التاویل۔ مصنفہ شیخ محمد بن بحر الاصفہانی متوفی ۳۲۲ھ

مصادر القرآن۔ مصنفہ شیخ ابراہیم بن یزیدی متوفی ۳۲۵ھ

تفسیر ابن ابی حاتم۔ مصنفہ شیخ ابن ابی حاتم عبدالرحمٰن بن رازی متوفی ۳۲۷ھ

الغریز۔ مصنفہ شیخ ابوبکر محمد بن عزیز سجستانی العزیزی متوفی ۳۳۰ھ

تفسیر الخرقی۔ مصنفہ شیخ ابی القاسم عمر بن حسین دمشقی حنبلی متوفی ۳۳۸ھ (۱۲ جلد)

تفسیر النحاس۔ مصنفہ شیخ ابو جعفر احمد بن محمد نحوی مصری متوفی ۳۳۸ھ

احکام القرآن۔ مصنفہ شیخ ابو محمد قاسم بن اصبغ قرطبی نحوی متوفی ۳۴۰ھ

تفسیر ابن مقسم۔ مصنفہ شیخ محمد بن حسن معروف با بن مقسم نحوی ۳۴۱ھ

تفسیر ابن دستویہ۔ مصنفہ شیخ عبداللہ بن جعفر نحوی متوفی ۳۴۷ھ

شفاء الصدور۔ مصنفہ شیخ ابی بکر محمد بن حسن معروف نقاش موصلی متوفی ۳۵۱ھ موافق معتزلہ

تاج المعانی فی تفسیر سبع المثانی۔ مصنفہ شیخ ابو نصر منصور بن سعید بن حسن ۳۵۲ھ
تفسیر نیشاپوری۔ مصنفہ شیخ احمد بن محمد نیشاپوری متوفی ۳۵۳ھ
تفسیر ابن حبان (بالباء الموحدہ) مصنفہ شیخ ابو عبداللہ محمد بن جعفر البستی متوفی ۳۵۴ھ انہوں نے جو روایات جویبر کی نقل کی ہیں وہ غیر معتبر ہیں۔
تفسیر ابن حیان (بالیاء) مصنفہ شیخ ابو عبداللہ محمد بن حیان معروف ابی الشیخ متوفی ۳۶۹ھ
تقریب۔ مصنفہ شیخ ابی منصور محمد بن احمد الازہری متوفی ۳۷۰ھ ان کی ایک تفسیر السبع الطوال بھی ہے۔
احکام القرآن۔ مصنفہ شیخ ابوبکر احمد بن محمد معروف جصاص رازی متوفی ۳۷۰ھ
تفسیر ابی اللیث۔ مصنفہ امام ابو اللیث نصر بن محمد فقیہ سمرقندی حنفی متوفی ۳۸۳ھ
شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی متوفی ۸۷۹ھ نے اس کی احادیث کی تخریج کی شیخ شہاب احمد بن محمد معروف بعرب شاہ حنفی متوفی ۸۵۴ھ نے اس کا ترکی میں ترجمہ کیا۔
تفسیر ابن عطیہ قدیم مصنفہ شیخ ابو محمد عبداللہ بن عطیہ دمشقی متوفی ۳۸۳ھ
تفسیر الرمانی۔ مصنفہ شیخ ابی الحسن علی بن عیسی نحوی متوفی ۳۸۴ھ اس تفسیر کو شیخ عبدالملک بن علی موذن ہروی متوفی ۴۸۹ھ نے مختصر کیا۔
تفسیر الادفوی۔ مصنفہ شیخ محمد بن احمد المقری الحنفی متوفی ۳۸۸ھ یہ تفسیر ایک سو بیس جلدوں میں تھی۔ اس کا نام الاستغنا فی علوم القرآن ہے۔ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے دیکھی تھی۔
اعجاز القرآن مصنفہ خطابی متوفی ۳۸۸ھ
سماورغ الدرر۔ مصنفہ شیخ ابی الحسن علی بن عراقی خوارزمی متوفی ۳۹۰ھ
تفسیر عسکری۔ مصنفہ شیخ ابو ہلال حسن بن عبداللہ متوفی ۳۹۵ھ
تفسیر خلف۔ مصنفہ شیخ خلف بن احمد سجستانی متوفی ۳۹۹ھ
مآت القرآن علی ترتیب السور۔ مصنفہ شیخ ابو الفرج احمد بن علی المقری ہمدانی متوفی سنہ ھ

کتب صدی پنجم

اسباب النزول۔ مصنفہ شیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن فطیس معروف ابن مطرف اندلسی متوفی سنہ ۴۰۲ھ شیخ ابونصر سیف الدین بن اسبر تکمینی نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا۔

امثال القرآن۔ مصنفہ شیخ ابوعبدالرحمٰن بن محمد بن حسین السلمی نیشاپوری متوفی سنہ ۴۰۶ھ

تفسیر ابن فورک۔ مصنفہ امام ابوبکر محمد حسن نیشاپوری شافعی متوفی سنہ ۴۰۶ھ

تفسیر نیشاپوری۔ مصنفہ شیخ ابوالقاسم حسن بن محمد واعظ متوفی سنہ ۴۰۶ھ

تفسیر ابن مردویہ۔ مصنفہ شیخ ابوبکر احمد بن موسیٰ اصفہانی متوفی سنہ ۴۱۰ھ یہ تفسیر بہت ہی غیر معتبر ہے، اس میں ضحاک کی اکثر روایات جو ابن عباس کی طرف منسوب ہیں جویبر کے واسطہ سے ہیں جویبر کو محدثین نے کذاب لکھا ہے

تفسیر السلمی مصنفہ شیخ ابی عبدالرحمٰن محمد بن حسین السلمی نیشاپوری متوفی سنہ ۴۱۲ھ اس کا نام حقائق بھی ہے یہ بہت غیر معتبر تفسیر ہے۔

تفسیر معوذتین۔ مصنفہ شیخ الرئیس بو علی سینا متوفی سنہ ۴۲۸ھ ان کی ایک تفسیر سورۃ اخلاص بھی ہے۔

تفسیر ابی منصور مصنفہ شیخ عبدالقاہر بن طاہر بغدادی متوفی سنہ ۴۲۹ھ

البرہان۔ مصنفہ شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سعید حوفی متوفی سنہ ۴۳۰ھ (دس جلد)

تفسیر ضریر مصنفہ شیخ اسمٰعیل بن احمد بن عبداللہ نیشاپوری الضریر متوفی سنہ ۴۳۰ھ

التفصیل الجامع لعلوم التنزیل مصنفہ شیخ ابوالعباس احمد بن عمار المہدی متوفی سنہ ۴۳۱ھ

تفسیر فناری۔ مصنفہ شیخ شمس الدین محمد بن حمزہ فناری متوفی سنہ ۴۳۴ھ

تفسیر ابی ذر۔ مصنفہ شیخ عبد بن احمد بن محمد ہروی مالکی متوفی سنہ ۴۳۴ھ

تفسیر مکی۔ مصنفہ شیخ ابومحمد مکی ابن ابی طالب حموش قیسی مقری متوفی سنہ ۴۳۷ھ (۱۵ جلد)

تفسیر الجوینی۔ مصنفہ شیخ ابی محمد عبداللہ بن یوسف نیشاپوری متوفی سنہ ۴۳۸ھ اس تفسیر میں ہر آیت کی دس طرح تفسیر کی گئی ہے۔

ضیاء القلوب ۔ مصنفہ شیخ ابی الفتح سلیم بن ایوب رازی متوفی سنہ ۴۴۷ھ اسکو شیخ ابو محمد
عبدالغنی بن قاسم بن حسن بن ابی القاسم شافعی مصری متوفی سنہ ۷۰۲ھ نے مختصر کیا۔

الفصول و الغایات مصنفہ شیخ ابو العلا احمد بن عبداللہ المعری متوفی سنہ ۴۴۹ھ

تفسیر الماوردی ۔ مصنفہ امام ابو الحسن علی بن حبیب شافعی متوفی سنہ ۴۵۰ھ اس
تفسیر کو شیخ ابو الفیض محمد بن علی بن عبداللہ حلی نے مختصر کیا۔

تفسیر ابی بکر۔ مصنفہ شیخ ابو بکر عتیق بن محمد الدوی الفارسی، یہ تفسیر بعہد سلطان الپ
ارسلان سلجوقی تصنیف ہوئی یہ بادشاہ سنہ ۴۵۴ھ میں تخت نشین ہوا۔

العیون فی القرائت ۔ مصنفہ شیخ ابو طاہر اسمٰعیل بن خلف الصقلی سنہ ۴۵۵ھ یہ کتاب
بانکی پور کے کتب خانہ میں ہے سنہ ۴۵۲ھ کی لکھی ہوئی ہے۔

احکام القرآن ۔ مصنفہ شیخ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی سنہ ۴۵۸ھ

تفسیر اصفہانی قدیم مصنفہ شیخ ابو مسلم محمد بن علی معتولی ادیب متوفی سنہ ۴۵۹ھ (۱۴ جلد)

البیان ۔ مصنفہ شیخ ابو عمر یوسف بن عبداللہ عبدالبر قرطبی متوفی سنہ ۴۶۳ھ

تیسیر معروف تفسیر قشیری ۔ مصنفہ امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن متوفی سنہ ۴۶۵ھ

حاوی ۔ مصنفہ شیخ ابی الحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری متوفی سنہ ۴۶۸ھ

تاج التراجم ۔ مصنفہ امام شاہپور ابو المظفر طاہر بن محمد اسفرائینی متوفی سنہ ۴۷۱ھ ان
کی ایک تفسیر اور ہے جو تفسیر اسفرائینی کے نام سے مشہور ہے

البیان ۔ مصنفہ شیخ ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر قرطبی متوفی سنہ ۴۶۳ھ

تفسیر جرجانی ۔ مصنفہ شیخ عبدالقاہر بن عبدالرحمٰن جرجانی متوفی سنہ ۴۷۱ھ ان کی ایک
تفسیر فاتحۃ الکتاب بھی ہے

تفسیر ابی معشر ۔ مصنفہ شیخ ابی معشر عبدالکریم بن عبدالصمد ...ری متوفی سنہ ۴۷۸ھ
اس تفسیر کا نام تطبیق الکریرت بھی ہے

تفسیر امام الحرمین ۔ مصنفہ امام ابو المعالی عبدالملک بن عبداللہ جوینی
متوفی سنہ ۴۷۸ھ

حدائق ذات البہجۃ۔ مصنفہ شیخ ابو یوسف عبدالسلام بن محمد قزوینی متوفی سنہ ۴۸۳ھ
حمان فی تشبیہات القرآن۔ مصنفہ شیخ عبدالباقی بن محمد بن حسین معروف ابن باقیا متوفی سنہ ۴۸۵ھ

البرہان۔ مصنفہ شیخ ابو المعالی عزیزی بن عبدالملک معروف شیدلہ متوفی سنہ ۴۹۴ھ
تفسیر حلوائی۔ مصنفہ شیخ ابو عبداللہ سلیمان بن عبداللہ متوفی سنہ ۴۹۴ھ
درۃ التاویل۔ مصنفہ امام حسین بن محمد بن المفضل الراغب اصفہانی متوفی سنہ ۵ھ
تفسیر السمعانی۔ مصنفہ امام ابو المظفر منصور بن محمد مروزی متوفی سنہ ۵ھ
تفسیر الشیرازی۔ مصنفہ شیخ ابو محمد الوہاب بن محمد شافعی متوفی سنہ ۵ھ یہ تفسیر نظم میں ہے اس میں ایک لاکھ اشعار ہیں۔
تفسیر ابی بکر۔ مصنفہ شیخ ابو بکر بن عبدوس متوفی سنہ ۵ھ

کتب صدی ششم

لباب التفسیر۔ مصنفہ تاج القراء شیخ برہان الدین ابو القاسم محمود بن حمزہ بن نصر کرمانی مقری متوفی سنہ ۵ھ اس کو تفسیر کرمانی بھی کہتے ہیں۔ ان کی ایک تفسیر العزایب والعجایب نام ہے
البدیع والبیان۔ مصنفہ شیخ حسن بن فتح بن حمزہ ہمدانی متوفی سنہ ۵ھ
تفسیر الخطیب التبریزی۔ مصنفہ شیخ ابو زکریا یحییٰ بن علی ادیب متوفی سنہ ۵۰۲ھ
احکام القرآن۔ مصنفہ شیخ ابو الحسن علی بن محمد معروف کیا ہراس بغدادی متوفی سنہ ۵
تفسیر غزالی۔ مصنفہ حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی متوفی سنہ ۵۰۵ (۴۰) جلد اس تفسیر کا نام یاقوت التاویل ہے۔
انتصار۔ مصنفہ شیخ ابو القاسم عبداللہ بن محمد عکبری متوفی سنہ ۵۱۶ھ
معالم التنزیل۔ مصنفہ شیخ ابی محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافی متوفی سنہ ۵۱۶ھ اس تفسیر میں بے اصل قصے بھی ہیں۔
تفسیر ابن ابی حمزہ۔ مصنفہ امام حافظ عبداللہ بن سعید ازدی اندلسی متوفی سنہ ۵۲۵ھ

تفسیر کشاف۔ مصنفہ علامہ ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری خوارزمی متوفی سنہ ۵۳۸ھ
اس تفسیر میں بہت سی خوبیاں ہیں لیکن بعض نقائص نہایت اہم ہیں۔

ایک یہ کہ جو آیت عقیدۂ اعتزال کے خلاف ہے مفسر نے کلام طویل اور تاویلات رکیکہ سے ان کو اعتزال کے موافق بنانے کی کوشش کی ہے دوسرے یہ کہ مفسر نے اولیاء اللہ پر طعن کیا ہے تیسرے یہ کہ اہل السنت کو سخت سست لکھا ہے۔

اس تفسیر پر بہت سی کتابیں مختلف صورتوں سے مختلف مضامین پر لکھی گئی ہیں کسی نے اس کی تردید کی ہے، کسی نے تشئید کی ہے کسی نے اسکی احادیث کی تخریج کی ہے کسی نے اس پر انتقاد کیا ہے، کسی نے اختصار وایجاز کیا ہے کسی نے حواشی لکھے ہیں۔

شیخ محمد بن علی انصاری متوفی سنہ ۶۶۲ھ نے اس کو مختصر کیا ہے۔

امام ناصر الدین احمد بن محمد بن منیر اسکندری مالکی متوفی سنہ ۶۸۳ھ نے اس پر کتاب لکھی جس کا نام انتصاف ہے۔ اس میں زمخشری کے اعتزال کو بیان کیا ہے اور بطریق احسن اس سے جدال ومناقشہ کیا ہے۔

امام علم الدین بن عبدالکریم بن علی عراقی متوفی سنہ ۷۰۴ھ نے ایک کتاب لکھی اس میں کشاف وانتصاف پر محاکمہ ہے شیخ قطب الدین محمود بن مسعود شیرازی متوفی سنہ ۷۱۰ھ نے دو جلدوں میں حاشیہ لکھا ہے۔

شیخ ابوعلی عمر بن محمد بن جلیل سکونی مغربی متوفی سنہ ۷۱۷ھ نے ایک کتاب لکھی اس کا نام کتاب التمییز علی الکشاف ہے۔

شیخ شرف الدین حسین بن محمد طیبی متوفی سنہ ۷۴۳ھ نے چھ جلدوں میں حاشیہ لکھا اس کا نام فتوح الغیب فی الکشف عن قناع الریب ہے۔

شیخ عمر بن عبدالرحمٰن فارسی قزوینی متوفی سنہ ۷۴۵ھ نے حاشیہ لکھا اسکا نام کشف ہے

شیخ فخر الدین احمد بن حسن جاربردی متوفی سنہ ۷۴۶ھ نے حاشیہ لکھا۔

شیخ تاج الدین بن مکتوم متوفی سنہ ۷۴۹ھ نے کتاب الدر اللقیط من البحر المحیط لکھی اس میں کشاف کے متعلق بھی مباحث ہیں۔

شیخ عماد الدین یحییٰ بن قاسم علوی معروف فاضل یمنی متوفی سنہ ۷۵۰ھ نے دو جلدوں میں حاشیہ لکھا اس کا نام درر الاصداف من حواشی الکشاف ہے۔

امام جمال الدین بن عبداللہ بن یوسف بن ہشام متوفی سنہ ۷۶۲ھ نے انتصاف اور کشاف دونوں کی تلخیص کی ہے

شیخ قطب الدین محمد تحتانی بن محمد رازی متوفی سنہ ۷۶۶ھ نے شرح لکھی مگر ناتمام چھوڑی

صاحب قاموس متوفی سنہ ۸۱۷ھ نے کشاف کے خطبہ کی شرح لکھی اس کا نام خطبۃ الخشاف فی حل خطبۃ الکشاف ہے پھر دوسری شرح لکھی اس کا نام بغیۃ الرشاف من خطبۃ الکشاف ہے

شیخ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی متوفی سنہ ۷۸۶ھ نے شرح لکھی یہ زہراوین پر ہے۔

شیخ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی سنہ ۷۹۲ھ نے حاشیہ لکھا۔

شیخ سراج الدین بن عمر بن رسلان بلقینی متوفی سنہ ۸۰۵ھ نے تین جلدوں میں حاشیہ لکھا اس کا نام الکشاف علی الکشاف ہے۔

سید شریف جرجانی بن محمد متوفی سنہ ۸۱۶ھ نے حاشیہ لکھا۔ مگر ناتمام چھوڑا، اس حاشیہ پر شیخ محی الدین محمد بن الخطیب متوفی سنہ ۹۰۱ھ نے حاشیہ لکھا۔

سید علاؤ الدین علی طوسی متوفی سنہ ۸۱۶ھ نے کشاف پر حاشیہ لکھا، اس حاشیہ پر شیخ احمد بن سلیمان بن کمال پاشا متوفی سنہ ۹۴۰ھ نے حاشیہ لکھا۔

سید کے حاشیہ پر ایک حاشیہ شیخ حسین چلپی بن محمد شاہ فناری متوفی سنہ ۸۸۶ھ کا بھی ہے

شیخ برہان الدین حیدر بن ہروی متوفی سنہ ۸۳۰ھ نے کشاف پر حاشیہ لکھا۔

شیخ یوسف بن حسن تبریزی متوفی سنہ ۸۰۴ھ نے حاشیہ لکھا ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی سنہ ۸۵۲ھ نے بھی اس پر ایک کتاب لکھی۔

شیخ ولی الدین ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم عراقی متوفی سنہ ۸۲۶ھ نے دو جلدوں میں حاشیہ لکھا

شیخ علاؤ الدین محمد شاہر درودی معروف مصنفک متوفی سنہ ۸۷۱ھ نے حاشیہ لکھا۔

شیخ علی الشہیر سمیولی عران طوسی سنہ ۸۸۶ھ شیخ محمد بن یوسف بن عمر بن شعیب سنوسی مالکی سنہ ۸۹۵ھ

یہ شیخ اسماعیل کمال الدین قرمانی نے حاشیہ لکھا یہ حاشیہ بعہد سلطان بایزید ثانی تصنیف ہوا اس سلطان نے ۹۱۸ھ تک حکومت کی۔

یہ شیخ عبدالاول حسین معروف ام ولد متوفی ۹۵۰ھ نے کشاف کی تلخیص کی۔ ان کے علاوہ اور بھی شروح وحواشی ہیں، خاص خاص کا ذکر کر دیا گیا۔

تفسیر اصفہانی۔ مصنفہ قوام السنۃ امام ابوالقاسم اسماعیل بن محمد فضل تیمی متوفی ۵۳۵ھ ان کی چار تفسیریں ہیں، ایک کا نام جامع ہے ۳۰ جلد، دوسری کا نام معتمد ہے (۱۰) جلد تیسری کا نام ایضاح ہے (۴) جلد، چوتھی کا نام موضح ہے ۳ جلد

البیان۔ مصنفہ شیخ ابوالحسن علی بن حسن باقولی متوفی ۵۴۳ھ

تیسیر۔ مصنفہ شیخ ابوالفیض نجم الدین عمر بن محمد نسفی متوفی ۵۳۷ھ

تفسیر ابوالبقار۔ مصنفہ شیخ عبداللہ بن حسین عکبری متوفی ۵۳۸ھ

تفسیر خوارزمی۔ مصنفہ شیخ ابی الحسن علی بن عراقی بن محمد بن علی حنفی متوفی ۵۳۹ھ

تفسیر ابن عطیۃ المتاخر۔ مصنفہ شیخ ابو محمد عبدالحق بن ابی بکر بن غالب بن عطیۃ الغرناطی متوفی ۵۴۲ھ اس تفسیر کا نام محرر الوجیز ہے۔

احکام القرآن۔ مصنفہ قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ معروف ابن العربی المالکی متوفی ۵۴۳ھ۔

انوار الفجر۔ مصنفہ قاضی ابوبکر بن العربی متوفی ۵۴۳ھ (۸۰) جلد

تفسیر البیہقی۔ مصنفہ شیخ ابوالمحاسن مسعود بن علی بیہقی معروف فخر زمان متوفی ۵۴۴ھ

تفسیر علائی۔ مصنفہ شیخ محمد بن عبدالرحمن بخاری علائی ملقب زاہد حنفی متوفی ۵۴۶ھ

سر العلوم والمعانی المستودعۃ فی سبع المثانی۔ مصنفہ شیخ ابی العباس احمد بن معد الاقلیسی متوفی ۵۵۰ھ

ایجاز البیان۔ مصنفہ شیخ نجم الدین ابوالقاسم محمود معروف بیان الحق بن ابی الحسن نیشاپوری غزنوی متوفی ۵۵۳ھ

تفسیر حجۃ الافاضل۔ مصنفہ شیخ علی بن محمد الخوارزمی متوفی ۵۶۰ھ

تراجم الاعاجم۔ مصنفہ شیخ محمد بن ابی القاسم البقالی خوارزمی متوفی ۵۶۲ھ
تفسیر ابن ابی مریم مصنفہ شیخ نصر بن علی شیرازی متوفی ۵۶۵ھ
تفسیر ابن ظفر۔ مصنفہ شیخ ابو ہاشم شمس الدین محمد بن صقلی متوفی ۵۶۵ھ
ینبوع الحیات۔ مصنفہ شیخ ابی عبداللہ بن صفر بن محمد الصقلی متوفی ۵۶۸ھ یہ تفسیر کتب خانہ خدیویہ مصر میں ہے تین جلدوں میں ہے مگر ناقص ہے۔
تفسیر سورۃ الاخلاص۔ مصنفہ شیخ ابی الدہان بن مبارک نحوی متوفی ۵۶۹ھ اس تفسیر کا نام اخلاصیہ ہے، ان کی ایک بڑی تفسیر چار جلدوں میں ہے
تفسیر ابن حکیم۔ مصنفہ شیخ ابو المظفر محمد بن اسعد متوفی ۵۶۹ھ
تفسیر ابی الحسن۔ مصنفہ شیخ ابی الحسن علی بن عبداللہ انصاری مالکی متوفی ۵۷۷ھ
البصایر۔ مصنفہ شیخ ابو جعفر ظہیر الدین محمد بن محمود نیشاپوری بزبان فارسی ۵۷۷ھ
التعریف والاعلام۔ مصنفہ شیخ ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ اندلسی سہیلی متوفی ۵۸۱ھ
تفسیر التفسیر۔ مصنفہ شیخ ناصر الدین عالی بن ابراہیم بن اسمٰعیل غزنوی حنفی متوفی ۵۸۲ھ
تفسیر العتابی۔ مصنفہ امام ابونصر احمد بن محمد حنفی متوفی ۵۹۰ھ
اسباب النزول۔ مصنفہ شیخ ابی جعفر محمد بن علی بن شعیب مازندرانی متوفی ۵۸۸ھ
بتیان۔ شیخ ابوالخیر احمد بن اسمٰعیل طالقانی متوفی ۵۹۰ھ
زاد المسیر۔ مصنفہ شیخ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی متوفی ۵۹۷ھ ان کی اور تفسیریں بھی ہیں چار جلد اور ایک تفسیر ان کی ۲۷ جلدوں میں ہے۔
احکام القرآن۔ مصنفہ شیخ عبدالمنعم بن فرس غرناطی متوفی ۵۹۷ھ
تفسیر نعمانی۔ مصنفہ شیخ ظہیر الدین ابوعلی حسن بن خیطر بن ابی الحسن متوفی ۵۹۸ھ

تصانیف صدی ہفتم

تفسیر العراقی۔ مصنفہ شیخ علم الدین عبدالکریم بن علی متوفی ۶۰۲ھ۔
مفاتیح الغیب۔ مصنفہ امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی متوفی ۶۰۶ھ یہ تفسیر تفسیر کبیر کے

نام سے مشہور ہے۔ دلائل وعلوم کا خزانہ ہے۔ دس جلدوں میں ہے امام صاحب سورۂ انبیار تک تصنیف کرنے پائے تھے کہ وفات پائی، شیخ نجم الدین احمد بن محمد القمولی متوفی ۷۲۷ھ نے اس کی تکمیل کی۔ اور اس کا تکملہ قاضی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل الخولی الدمشقی متوفی ۶۳۹ھ نے بھی لکھا، اس تفسیر کو شیخ برہان الدین محمد بن محمد النسفی متوفی ۶۸۶ھ نے مختصر کیا۔

امام رازی کی ایک اور تفسیر بھی ہے اس کا نام مفاتیح العلوم ہے۔ اور ایک تفسیر سورۂ اخلاص بھی ہے۔

راقم سطور نے رسالہ اکسیر فی اصول التفسیر مصنفہ نواب صدیق حسن خاں میں جب امام رازی اور ان کی تفسیر کے متعلق یہ فقرہ دیکھا "مولف وے از علوم حدیث بے خبر است" اور آگے بعض قدیم الخیال اہل علم کی آڑ لے کر لکھا ہے کہ "اس تفسیر میں تفسیر کے سوا سب کچھ ہے"۔ تو دل پر ایک چوٹ لگی۔

ایک محترم اور مسلم الثبوت امام اور ایک کثیر النفع تفسیر کے متعلق یہ فقرات دیکھ کر کون منصف مزاج ذی علم ہوگا جو برہم نہ ہوگا۔ نواب صاحب کی تصانیف کو جن حضرات نے دیکھا ہوگا ان پر واضح ہو گیا ہوگا کہ نواب صاحب کی نگاہ میں اپنی تصانیف اور اپنے اہل خاندان کی تصانیف اور اپنے شیخ الشیوخ قاضی شوکانی کی تصانیف کے سوا کسی کی تصنیف نہیں جچتی۔ ان کو جہاں تک موقع ملا ہے متقدمین و متاخرین کسی کو اعتراض سے خالی نہیں چھوڑا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نواب صاحب پر ان کی حیات میں اور ان کے بعد بھی ہر قسم کے اعتراضات ہوئے اور نہایت رکیک امور ان کی طرف منسوب ہوئے۔

بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ٭ یہ ہے گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

امام رازی چھٹی صدی کے ائمہ میں سے تھے، مذہب شافعی کے مجتہد منتسب تھے جب ایسے مجتہد و امام حدیث سے بیخبر تھے، تو کون باخبر ہوگا۔ اور وہ کیسی حدیثیں ہونگی جو چھٹی صدی تک ائمہ و مجتہدین سے مستور رہیں اور تیرہویں اور چودھویں صدی میں علامہ شوکانی اور نواب صاحب ان پر آگاہ ہوئے۔ نواب صاحب نے علم رسم الخط اور علم قرأت وغیرہ علوم کو بھی علوم تفسیر میں شمار کیا ہے اور انجیل و توریت اور زبور کو بھی فہرست تفاسیر میں ذکر کیا ہے تو وہ دلائل عقلیہ و نقلیہ جو اثبات آیات اور

احکام قرآن کے متعلق لکھے جائیں اور وہ امور جو ان دلائل کی نصرت کے لئے مذکور ہوں کیوں خارج از تفسیر ہوں گے ان کو تو عین تفسیر کہنا چاہیے۔

درحقیقت جس قدر علوم قرآن مجید سے متعلق ہیں وہ سب علم تفسیر سے بھی متعلق ہیں کیونکہ علم تفسیر کا موضوع قرآن مجید ہے۔

امام رازی سے بہت قبل کے زمانہ میں تفسیر صرف معنی و مطلب آیت اور اس کے متعلق حدیث کے ذکر کرنے کو کہتے تھے، جس قدر زمانہ گذرتا گیا اور مختلف ممالک اور مختلف اقوام کے لوگ داخل اسلام ہوتے گئے اور نئے علوم و فنون ایجاد ہوئے تو ضرورت لاحق ہوئی کہ موجودہ علوم و فنون سے بھی تفسیر میں کام لیا جائے۔

تاریخ شاہد ہے علماء و فضلاء کے اقوال بکثرت موجود ہیں کہ یہ تفسیر جس زمانہ میں تصنیف ہوئی اگر تصنیف نہ ہوتی تو ہزاروں مسلمان اسلام کو سلام کر چکتے۔ نواب کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود علم و فضل زمانہ شناسی سے جناب کو مس نہ تھا، امام رازی کا یہ بے نظیر کارنامہ ہے اور جس طرح چھٹی صدی ہجری میں کار آمد تھا اسی طرح آج تک کار آمد ہے

نواب صاحب اپنی تفسیر فتح البیان کی تعریف میں خود لکھتے ہیں "درباب خود بے مثل و عدیم النظیر واقع شدہ است" دوسری جگہ لکھتے ہیں "تفسیر قرآن چنیں می باید"

درحقیقت قاضی شوکانی کی تفسیر فتح القدیر اور نواب صاحب کی تفسیر فتح البیان بہت اچھی تفسیریں ہیں لیکن اس قدر ثنا و صفت کی مستحق نہیں ہیں سہ

ثنائے خود بخود گفتن نزیبد مرد دانا را

لیکن ان تفسیروں سے بہتر تفسیریں پہلے بھی لکھی گئی ہیں اور بعد کو بھی اور قاضی شوکانی اور نواب صاحب کی تفسیریں متقدمین کی تفسیر کی نقول ہیں، ذاتی جد و جہد کا ان میں کم دخل ہے نواب صاحب اور قاضی شوکانی کی سعی چند سے کار آمد رہی اور امام رازی کا فیض چھٹی صدی سے آج تک جاری ہے اور جاری رہے گا سہ

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

تفسیر ابن الاثیر۔ مصنفہ شیخ ابو السعادت مبارک بن محمد بن اثیر جزری متوفی سنہ ۶۰۶ھ
عرائس البیان۔ مصنفہ شیخ ابو محمد روزبہان ابی نصر بقلی شیرازی متوفی سنہ ۶۰۶ھ
تبصرہ۔ مصنفہ شیخ موفق الدین ابو العباس احمد بن یوسف کواشی موصلی متوفی سنہ ۶۸۰ھ

تفسیر وہرانی۔ مصنفہ شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ بن مبارک خطیب داریا متوفی ۶۱۵ھ
البیان۔ مصنفہ شیخ ابی عبداللہ محمد بن احمد زہری متوفی ۶۱۷ھ
تفسیر نجم الدین مصنفہ شیخ نجم احمد بن عمر خیوقی معروف کبری متوفی ۶۱۸ھ (۱۲) جلد
ارشاد۔ مصنفہ شیخ ابوالحکم عبدالسلام بن عبدالرحمٰن معروف ابن برجان متوفی ۶۲۷ھ
تفسیر ابن عربی مصنفہ شیخ الشیوخ محی الدین محمد بن علی الطائی اندلسی متوفی ۶۳۸ھ انکی دو تفسیریں اور ہیں۔
نہایۃ البیان۔ مصنفہ شیخ ابومحمد جمال الدین معافا ابن اسمٰعیل بن حسین بن ابی البیان موصلی متوفی ۶۳۰ھ چھ جلد
لغتۃ البیان۔ مصنفہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی متوفی ۶۳۲ھ
تفسیر السخاوی۔ مصنفہ شیخ علم الدین ابوالحسن علی بن محمد مصری شافعی متوفی ۶۴۳ھ ۴ جلد
بیان المتن۔ مصنفہ شیخ قاسم بن محمد قرطبی طیلسان متوفی ۶۴۳ھ
تفسیر زینی۔ مصنفہ شیخ نجم الدین لبشیر بن ابی بکر بن سلیمان بن یوسف زینی محل متوفی ۶۴۶ھ
تفسیر ابن زملکانی مصنفہ شیخ کمال الدین عبدالکریم متوفی ۶۵۱ھ عبدالواحد بن عبدالکریم اس تفسیر کا دوسرا نام نہایۃ التامیل بھی ہے۔
تہذیب۔ مصنفہ شیخ ابی سعد محسن بن کرامۃ الجشمی البیہقی (مصنفہ ۶۵۲ھ)
تفسیر سبط ابن الجوزی مصنفہ شیخ ابوالمظفر شمس الدین یوسف بن فرخ اد علی متوفی ۶۵۴ھ ۳۰ جلد
بدائع القرآن۔ مصنفہ شیخ ابن ابی الاصبع ابومحمد زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالواحد قیروانی مصری متوفی ۶۵۴ھ
تفسیر المرسی۔ مصنفہ ابوالفضل شرف الدین محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی الفضل شافعی متوفی ۶۵۵ھ ان کی تین تفسیریں ہیں ایک کبیر ۳۰ جلدوں میں، دوسری اوسط ۱۰ جلدوں میں تیسری صغیر ۳ جلد بعض نے ابوعبداللہ شرف الدین لکھا ہے۔
رموز الکنوز۔ مصنفہ شیخ عزالدین عبدالرزاق بن رزق اللہ رستغنی متوفی ۶۶۰ھ
بحار القرآن۔ مصنفہ شیخ عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام متوفی ۶۶۰ھ
تفسیر قرطبی۔ مصنفہ شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی متوفی ۶۷۱ھ

اعجاز البیان تفسیر فاتحۃ الکتاب. مصنفہ شیخ صدر الدین ابوالمعالی محمد بن اسحٰق متوفی ۶۷۲ھ

تفسیر الدبیری مصنفہ شیخ سعید الدین عبدالعزیز بن احمد حنفی متوفی ۶۹۶ھ

تفسیر ابن رزین مصنفہ قاضی تقی الدین محمد بن حسین حموی متوفی ۶۸۰ھ

تفسیر کواشی. مصنفہ شیخ موفق الدین احمد بن یوسف موصلی متوفی ۶۸۰ھ ان کی دو تفسیریں ہیں ایک کا نام تبصرہ، دوسری کا نام تلخیص ہے

تفسیر ابن منیر. مصنفہ شیخ ناصر الدین ابوالعباس احمد بن منصور اسکندرانی معروف ابن منیر متوفی ۶۸۱ھ اس تفسیر کا نام بحر الکبیر ہے۔

انوار التنزیل معروف تفسیر بیضاوی مصنفہ قاضی ابی سعید ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی شافعی متوفی ۶۸۵ھ یہ نہایت عمدہ اور معتبر تفسیر ہے مگر اس میں فضائل سور میں بعض احادیث ضعیف و موضوع بھی لائے ہیں۔ علماؤ فضلا نے کثرت سے اس تفسیر پر تعلیقات و حواشی لکھے ہیں بعض نے تلخیص کی ہے پھر اس کے تعلیقات و حواشی پر مجلد حواشی لکھے گئے ہیں۔

تعلیقات تفسیر بیضاوی

تعلیق مصنفہ سید شریف جرجانی متوفی ۸۱۶ھ

تعلیق مصنفہ شیخ الشیوخ سید محمد گیسو دراز گلبرگوی متوفی ۸۲۵ھ

تعلیق۔ مصنفہ سید احمد بن عبداللہ قریمی متوفی ۸۵۰ھ

تعلیق مصنفہ شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی متوفی ۸۷۹ھ

تعلیق مصنفہ شیخ کمال الدین محمد بن ابی شریف قدسی متوفی ۹۰۳ھ

تعلیق مصنفہ شیخ محی الدین محمد قاسم مشہور اخوین متوفی ۹۰۴ھ یہ تعلیق صرف زہراوین پر ہے

تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن مصطفےٰ بن الحاج حسن متوفی ۹۱۱ھ

تعلیق مصنفہ شیخ محی الدین محمد اسکلیبی متوفی ۹۲۲ھ

تعلیق مصنفہ شیخ علائی بن محی الدین شیرازی ۹۴۵ھ میں تصنیف ہوئی یہ تعلیق زہراوین پر ہے

تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن ابراہیم بن حنبلی حلبی متوفی ۹۷۱ھ

تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن کمال تاشقندی (یہ تعلیق سلطان سلیم خان ثانی کیلئے تصنیف کی گئی یہ سلطان ۹۷۴ھ میں تخت نشین ہوا)

تعلیق مصنفہ شیخ مصلح الدین محمد لاری متوفی ۹۷۹ھ (یہ تعلیق زہراوین پر ہے)

تعلیق مصنفہ شیخ مصطفیٰ بن محمد معروف بستان آفندی متوفی سنہ ۹۷۷ھ
تعلیق مصنفہ شیخ الاسلام زکریا ابن بیرام الانقروی متوفی سنہ ۱۰۰۱ھ
تعلیق مصنفہ شیخ محمد امین مشہور ابن صدر الدین شروانی متوفی سنہ ۱۰۰۲ھ
تعلیق شیخ احمد بن روح اللہ انصاری متوفی سنہ ۱۰۰۹ھ
تعلیق مصنفہ شیخ ملا حسین خلخالی حسینی متوفی سنہ ۱۰۱۴ھ
تعلیق مصنفہ شیخ رضی الدین محمد بن یوسف ابن ابی اللطیف متوفی سنہ ۱۰۲۸ھ
تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن عبد الغنی متوفی سنہ ۱۰۳۶ھ
تعلیق مصنفہ شیخ ہدایت اللہ علائی متوفی سنہ ۱۰۳۹ھ
تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن موسیٰ لغوی متوفی سنہ ۱۰۴۶ھ

ان تعلیقات کے علاوہ اور بھی ہیں بعض غیر مکمل، اکثر متفرق سورتوں پر ہیں

مختصرات بیضاوی

مختصر تفسیر بیضاوی مرتبہ شیخ محمد بن محمد بن عبد الرحمٰن معروف امام الکاملیہ شافعی متوفی سنہ ۸۶۴ھ اس کے علاوہ اور بھی مختصرات ہیں جو غیر مکمل ہیں

حواشی بیضاوی

حاشیہ مصنفہ شیخ ابی بکر بن احمد بن صائغ حنبلی متوفی سنہ ۷۱۴ھ اس حاشیہ کا نام الحسام الماضی فی ایضاح غریب القاضی ہے اس حاشیہ کے تعلیقات اور حواشی اور ذیل بھی ہیں ان میں سے حاشیہ شیخ محمد بن فرامرز معروف ملا خسرو متوفی سنہ ۸۸۵ھ اور ذیل مصنفہ شیخ محمد بن عبد الملک بغدادی حنفی متوفی سنہ ۱۰۱۶ھ زیادہ مشہور ہیں۔

حاشیہ شیخ شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی متوفی سنہ ۷۸۶ھ

حاشیہ شیخ نور الدین حمزہ قرامانی متوفی سنہ ۷۸۰ھ یہ حاشیہ زہراوین پر ہے اس کا نام تقشیر التفسیر ہے۔

حاشیہ شیخ مصلح الدین مصطفیٰ بن ابراہیم معروف ابن التمجید استاد سلطان محمد فاتح۔ یہ حاشیہ تین جلدوں میں ہے نہایت عمدہ اور مفید حاشیہ ہے، سلطان محمد فاتح کا دور حکومت سنہ ۸۵۵ھ ہے۔

حاشیہ بابا نعمت اللہ بن محمد نخجوانی متوفی سنہ ۹۰۰ھ

حاشیہ قاضی زکریا بن انصاری مصری متوفی ۹۱۰ سنہ ھ یہ حاشیہ ایک جلد میں ہے اس کا نام فتح الجلیل ببیان خفی انوار التنزیل ہے)

حاشیہ شیخ جلال الدین بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی متوفی ۹۱۱ سنہ ھ اس حاشیہ کا نام شواہد الافکار اور شوارد الابکار ہے۔

حاشیہ شیخ اسماعیل کمال الدین قرامانی۔ یہ سلطان بایزید خاں ثانی کے عہد میں تھے اس سلطان نے ۹۱۸ سنہ ھ تک حکومت کی۔

حاشیہ شیخ جمال الدین اسحاق قرامانی متوفی ۹۳۳ سنہ ھ

حاشیہ شیخ ابوالفضل قرشی صدیقی خطیب معروف کازرونی متوفی ۹۴۰ سنہ ھ ایک جلد

حاشیہ شیخ عصام الدین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ اسفرائینی متوفی ۹۴۳ سنہ ھ یہ حاشیہ نہایت صحیح اور مفصل و مدلل ہے سلطان سلیمان خان ثانی کی نذر کیا گیا۔

حاشیہ شیخ سعد اللہ بن عیسیٰ مشہور سعدی آفندی متوفی ۹۴۵ سنہ ھ اس حاشیہ پر ان کے بیٹے پیر محمد نے عمدہ اضافہ کیا۔ اس حاشیہ پر بہت سے رسائل و تعلیقات ہیں۔

اس پر ایک حاشیہ محمد بن عبدالوہاب مشہور عبدالکریم زادہ متوفی ۹۷۵ سنہ کا ہے اور ایک حاشیہ شیخ سنان الدین یوسف حسام الدین متوفی ۹۸۶ سنہ ھ کا ہے اور ایک حاشیہ آٹھ جلدوں میں شیخ شہاب الدین خفاجی کا ہے اور ایک حاشیہ شیخ عبداللہ کردی کا ہے

حاشیہ شیخ محی الدین محمد بن شیخ مصلح الدین مصطفےٰ قوجوی متوفی ۹۵۱ سنہ یہ ایک حاشیہ کثیر النفع اور آسان ہے آٹھ جلدوں میں ہے۔

حاشیہ ملا عبدالسلام لاہوری متوفی ۱۰۳۷ سنہ ھ

حاشیہ ملا عبدالسلام دیوہ متوفی ۱۰۲۹ سنہ ھ

حاشیہ شیخ مصطفےٰ ابن شعبان سروری متوفی ۹۱۹ سنہ ھ۔ ان کے دو حاشیے ہیں ایک کا نام کبریٰ دوسرے کا نام صغریٰ ہے۔

حاشیہ شیخ محمد بن عبدالوہاب ۹۵۵ سنہ ھ شاگرد مفتی ابوالسعود۔

حاشیہ شیخ محمود بن حسین افضلی حاذق گیلانی متوفی ۹۷۰ سنہ ھ۔ اس حاشیہ کا نام ہدایت الرواۃ الی الفاروق المہادی للعجز عن تفسیر البیضاوی ہے۔

حاشیہ مصلح الدین لاری ۹۷۹ سنہ ھ

حاشیہ ملا عوض متوفی ۹۹۶ھ یہ حاشیہ تین جلدوں میں ہے

حاشیہ شیخ وجیہ الدین گجراتی متوفی ۹۹۸ھ۔ اس حاشیہ پر ایک حاشیہ ہے ملا عبدالحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۷ھ کا اور اس حاشیہ پر حاشیہ ہے حافظ امان اللہ بن نور اللہ بن حسین بنارسی متوفی ۱۱۳۳ھ کا۔ ان حواشی کے علاوہ اور بھی حواشی ہیں بعض مکمل بعض غیر مکمل۔ بعض مختلف سورتوں پر ہیں۔

شیخ شمس الدین حنفی حلبی متوفی ۹۷۱ھ نے بیضاوی کی شرح لکھی۔

تفسیر برہان الدین مصنفہ شیخ ابی المعالی برہان الدین احمد بن ناصر حنفی متوفی ۶۸۹ھ

تفسیر عبداللطیف۔ مصنفہ شیخ عبداللطیف بن عزالدین عبدالعزیز متوفی ۶۹۰ھ (۱ جلد)

تفسیر ابن سید الکل مصنفہ شیخ ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن عبداللہ القفطی متوفی ۶۹۷ھ

التحریر والتحبیر۔ مصنفہ شیخ ابو عبداللہ جمال الدین محمد بن محمد سلیمان معروف ابن نقیب حنفی بغدادی متوفی ۶۹۸ھ (۱۰۰ جلد)

کتب صدی ہشتم

تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ شیخ ابی اسحٰق ابراہیم بن احمد رقی حنبلی متوفی ۷۰۳ھ

تفسیر ابن المنیر مصنفہ شیخ شرف الدین عبدالواحد متوفی ۷۰۳ھ (۱۰ جلد)

بہجۃ الاریب مصنفہ شیخ علاؤ الدین بن علی بن عثمان بن ابراہیم معروف ابن ترکمانی حنفی ماردینی متوفی ۷۵۰ھ

تلخیص احکام القرآن مصنفہ شیخ جمال الدین محمود بن احمد ابن سراج قونوی حنفی متوفی ۷۷۰ھ

البرہان مصنفہ شیخ ابی جعفر احمد بن ابراہیم بن زبیر غرناطی متوفی ۷۰۸ھ

تفسیر علامی مصنفہ شیخ قطب الدین محمود بن مسعود شیرازی متوفی ۷۱۰ھ (۴۰ جلد) اس تفسیر کا نام فتح المنان بھی ہے۔

مدارک التنزیل مصنفہ امام ابوالبرکات عبداللہ حافظ الدین نسفی بن احمد بن محمود حنفی متوفی ۷۱۰ھ یہ تفسیر نہایت معتبر ہے شیخ زین الدین ابو محمد عبدالرحمن بن ابی بکر عینی متوفی ۸۹۳ھ نے اسکو مختصر کیا۔ اور مولانا الٰہ داد جونپوری نے اس پر حاشیہ لکھا۔

فواصل الآیات۔ مصنفہ شیخ سلیمان بن عبدالقوی حنبلی متوفی ۷۱۰ھ

تفسیر رشیدی مصنفہ خواجہ رشید الدین فضل اللہ بن ابی الخیر بن علی ہمدانی متوفی ۷۱۸ھ
کفیل مصنفہ قاضی عماد کندی قاضی اسکندریہ متوفی ۷۲۰ھ (۲۳) جلد
تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ شیخ محمد بن علی جزالی متوفی ۷۲۳ھ
تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ شیخ نورالدین ابی الحسن علی بن یعقوب بن جبریل بکری متوفی ۷۲۴ھ
تفسیر لباب فی معانی التنزیل معروف تفسیر خازن مصنفہ شیخ علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی متوفی ۷۲۵ھ
تفسیر حسن مصنفہ شیخ حسن بن محمد بن حسین مشہور نظام نیشاپوری مصنفہ ۷۳۰ھ یہ تفسیر دولت آباد دکن میں تصنیف ہوئی۔
مختصر اسباب النزول واحدی مصنفہ شیخ برہان الدین ابراہیم بن عمر جعبری متوفی ۷۳۲ھ
تفسیر السمنانی۔ مصنفہ شیخ ابو المکارم علاؤالدولہ احمد القاضی متوفی ۷۳۶ھ (۱۶ جلد)
روضات الجنان مصنفہ شیخ ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم حموی شرف الدین بارزی متوفی ۷۳۸ھ (۱۰ جلد)
التاویل لمعالم التنزیل مصنفہ شیخ علی بن محمد شیخی بغدادی متوفی ۷۴۱ھ
تفسیر اسکندری مصنفہ شیخ حسین بن ابی بکر نحوی متوفی ۷۴۱ھ (۱۰ جلد)
تفسیر علاؤالدین مصنفہ شیخ علاؤالدین علی بن محمد بغدادی متوفی ۷۴۱ھ
فتوح الغیب عن قناع الریب مصنفہ شیخ شرف الدین حسن محمد مشہور بہ طیبی متوفی ۷۴۳ھ
البحر المحیط مصنفہ شیخ اثیرالدین ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی متوفی ۷۴۵ھ (۱۰) جلد پھر اس کا اختصار کرکے النہر الماد من البحر رکھا، یہ دو جلدوں میں ہے اس کا اختصار ان کے شاگرد شیخ تاج الدین احمد بن عبدالقادر بن مکتوم متوفی ۷۴۹ھ نے کیا، اس کا نام الدر اللقیط ہے۔
تفسیر اصفہانی مصنفہ شیخ الشاد شمس الدین محمود بن عبدالرحمٰن شافعی متوفی ۷۴۹ھ
تبیان مصنفہ شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب درعی معروف ابن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ
تفسیر السبکی مصنفہ شیخ تقی الدین علی بن عبدالکافی متوفی ۷۵۶ھ اسکا نام الدر النظیم بھی ہے
القول الوجیز مصنفہ شیخ اشرف الدین احمد بن محمد حلبی معروف بہ ابن سمین متوفی ۷۵۶ھ
تفسیر ابن النقاش مصنفہ شیخ شمس الدین محمد بن علی متوفی ۷۶۳ھ
السابق واللاحق۔ مصنفہ شیخ ابی امامہ بن نقاش محمد بن علی بن عبدالواحد مصری متوفی ۷۶۳ھ

تفسیر ابن عقیل، مصنفہ شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن نحوی مصری متوفی ۷۶۹ھ

الارشاد و النظر مصنفہ شیخ ابوالسعادت عبداللہ بن سعد یافعی متوفی ۷۶۸ھ

تبیان فی تفسیر القرآن مصنفہ شیخ حضر بن عبدالرحمٰن ازدی متوفی ۷۷۳ھ

تفسیر سراج الدین مصنفہ شیخ ابوحفص سراج الدین عمر بن اسحاق رازی حنفی متوفی ۷۷۳ھ

تفسیر ابن کثیر مصنفہ امام ابوالفدار اسمٰعیل بن عمر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ ۱۰ جلد

تفسیر اکمل الدین مصنفہ شیخ اکمل الدین محمد بن عبداللہ موصلی متوفی ۷۹۴ھ

تفسیر زرکشی مصنفہ شیخ بدرالدین محمد بن عبداللہ موصلی متوفی ۷۹۴ھ

استغنا بالقرآن مصنفہ شیخ زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد معروف ابن رجب بغدادی متوفی ۷۹۵ھ

تفسیر الحدادی مصنفہ شیخ ابوبکر بن علی مصری حنفی متوفی ۸۰۰ھ اس تفسیر کا نام کشف التنزیل بھی ہے

کتب صدی نہم

تفسیر ابن عرفہ مصنفہ شیخ ابوعبداللہ محمد بن عرفہ مالکی متوفی ۸۰۳ھ

الاسئلۃ فی البسملۃ مصنفہ شیخ برہان الدین ابراہیم بن محمد قبانی متوفی ۸۰۵ھ

استغنا مصنفہ شیخ ابوبکر محمد بن علی بن احمد اوفوی متوفی ۸۰۸ھ ۱۰۰ جلد

تفسیر زہراوین مصنفہ سید شریف جرجانی متوفی ۸۱۶ھ ان کی ایک اور تفسیر بھی ہے

بصائر ذوی التمییز مصنفہ شیخ ابوطاہر محمد مجدالدین بن یعقوب فیروزآبادی متوفی ۸۱۷ھ صاحب قاموس۔

تفسیر عراقی مصنفہ شیخ ابوزرعہ ولی الدین عراقی احمد بن عبدالرحیم متوفی ۸۲۶ھ

تفسیر ازنیقی مصنفہ شیخ قطب الدین محمد بن محمد الازنیقی متوفی ۸۲۱ھ

تفسیر خواجہ پارسا مصنفہ خواجہ محمد پارسا بن محمود بخاری متوفی ۸۲۲ھ

تفسیر زاہدی مصنفہ شیخ محمد زاہد بخاری متوفی ۸۲۲ھ

تفسیر بدرالدین مصنفہ شیخ بدرالدین محمود بن اسرائیل قاضی سماونہ متوفی ۸۲۳ھ

تفسیر بلقینی مصنفہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن السراج عمر البلقینی متوفی ۸۲۴ھ

تفسیر مقدسی مصنفہ شیخ شہاب الدین احمد بن حنبلی متوفی ۸۲۸ھ

عیون التفاسیر مصنفہ شیخ شہاب الدین احمد بن محمود سیواسی متوفی ۸۰۳ھ
عین الاعیان مصنفہ شیخ محمد بن عمر فناری متوفی ۸۳۴ھ
تبصرۃ الرحمٰن مصنفہ شیخ علی بن احمد مہائمی ہندی متوفی ۸۳۵ھ
مختصر تفسیر قرطبی۔ مصنفہ شیخ سراج الدین عمر بن علی بن الملقن متوفی ۸۴۹ھ
البحر المواج مصنفہ ملک العلماء شمس الدین بن عمر الزاولی دولت آبادی متوفی ۸۴۹ھ
احکام البیان مصنفہ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ ان کی کئی تفسیریں ہیں
ایک کا نام الاتقان ہے۔
تفسیر ابن الضیاء مصنفہ شیخ محمد بن احمد مکی حنفی متوفی ۸۵۴ھ
بحر العلوم مصنفہ سید علاؤ الدین علی بن یحییٰ سمرقندی متوفی ۸۶۰ھ
تفسیر جلالین مصنفہ شیخ جلال الدین محمد بن احمد محلی متوفی ۸۶۴ھ نہایت مقبول
تفسیر ہے شیخ نے یہ تفسیر ناتمام چھوڑی۔ اس کی تکمیل امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے
کی اسکے کئی حاشیے ہیں۔ اس تفسیر کے حروف سورۂ مزمل تک قرآن مجید کے حروف کے برابر ہیں

حواشی و شروح جلالین

حاشیہ شیخ شمس الدین محمد بن علقمی متوفی ۹۵۲ھ اس حاشیہ کا نام قبس النیرین ہے
حاشیہ شیخ نورالدین علی بن سلطان محمد قاری متوفی ۱۰۱۴ھ اس کا نام جمالین ہے
حاشیہ شیخ سلیمان جمل چار جلدوں میں اسکا نام الفتوحات الالٰہیۃ ہے۔ ۱۱۹۷ھ
کی تصنیف ہے۔

ایک حاشیہ زلالین نام
تعلیق مولوی فیض الحسن سہارنپوری مطبوعہ ۱۲۸۰ھ
شرح مصنفہ شیخ جلال الدین محمد بن محمد کرخی، اسکا نام مجمع البحرین و مطلع البدرین ہے
شرح مصنفہ مولانا سلام اللہ بن شیخ الاسلام دہلوی اس کا نام کمالین ہے
شرح مصنفہ مولانا تراب علی لکھنوی، اس کا نام ہلالین ہے
ان کے علاوہ اور بھی حواشی و شروح ہیں۔

تفسیر بلقینی دوم مصنفہ شیخ علم الدین صالح بن السراج عمر بلقینی متوفی سنہ [٨٦٨] ھ

التیسیر مصنفہ شیخ محمد سلیمان رومی معروف کافیجی متوفی سنہ [٨٦٣] ھ

تفسیر مصنفک مصنفہ شیخ علاؤ الدین علی بن محمد شاہرودی بسطامی متوفی سنہ [٨٧٩] ھ

انکی دو تفسیریں ہیں ایک فارسی اس کا نام محمدیہ ہے یہ سلطان محمد خان فاتح کے حکم سے لکھی دوسری کا نام ملتقی البحرین ہے۔

جواہر الاحسان مصنفہ شیخ ابی زید عبد الرحمٰن بن مخلوف الثعلبی متوفی سنہ [٨٧٦] ھ

ذخیرۃ القصر فی تفسیر سورۃ العصر مصنفہ شیخ شمس الدین محمد بن امیر الحاج متوفی سنہ [٨٧٩] ھ

تفسیر الزہراوین مصنفہ شیخ علاؤ الدین علی بن محمد معروف قوشجی متوفی سنہ [٨٧٩] ھ

فتح الرحمان مصنفہ شیخ ناصر الدین محمد بن عبد اللہ قرقماس متوفی سنہ [٨٨٢] ھ

تفسیر لقباعی مصنفہ شیخ برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی متوفی سنہ [٨٨٥] ھ شعبان سنہ [٨٦١] ھ سے اس تفسیر کو تصنیف کرنا شروع کیا۔ اور شعبان سنہ [٨٧٥] ھ میں ختم کر کے نظم الدرر نام رکھا اعلیٰ درجہ کی تفسیر ہے چھ جلدوں میں ہے۔ اس کے قلمی نسخے کتب خانہ قسطنطنیہ و کتب خانہ خدیویہ مصر اور کتب خانہ برلن میں موجود ہیں دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن شائع کر رہا ہے۔

تاویلات کاشانی مصنفہ شیخ ابی الغنائم کمال الدین عبد الرزاق بن جمال الدین کاشی سمرقندی متوفی سنہ [٨٨٧] ھ اس کا نام تاویلات القرآن بھی ہے۔

تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ شیخ بایزید خلیفہ بعہد سلطان بایزید خان ثانی یہ سلطان سنہ [٨٨٦] ھ میں تخت نشین ہوا۔

جامع البیان مصنفہ سید معین نور الدین بن صفی الدین متوفی سنہ [٨٨٩] ھ

تفسیر ابن جماعہ مصنفہ قاضی برہان الدین ابراہیم بن محمد کنانی سنہ [٨٩٠] ھ

تفسیر جامی مصنفہ مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی بن احمد متوفی سنہ [٨٩٢] ھ

تفسیر کورانی مصنفہ شیخ احمد بن اسمٰعیل کورانی متوفی سنہ [٨٩٣] ھ اس کا نام غایۃ الامانی ہے۔

تفسیر حسینی ملا حسین واعظ کاشفی متوفی سنہ [٩١٠] ھ یہ تفسیر نہایت ہی غیر معتبر ہے

اس کا ترجمہ شیخ ابو الفضل محمد بن ادریس البدلیسی متوفی ۹۸۲ھ نے کیا۔ اردو میں بھی اس کا ترجمہ ہوا ہے جس کا نام تفسیر قادری ہے ملا حسین کی ایک تفسیر اور بھی ہے اور ایک تفسیر زہراوین پر ہے اس کا نام جواہر التفسیر ہے۔

کتب صدی دہم

تفسیر سورۃ الدخان مصنفہ شیخ محی الدین محمد بن ابراہیم نکساری متوفی ۹۰۱ھ
یہ تفسیر سلطان بایزید خان کو ہدیہ بھیجی گئی ہے۔

الواضح الوجیز مصنفہ شیخ ابی الحسن محمد بن عبد الرحمن بکری متوفی ۹۰۵ھ

جوامع البیان مصنفہ سید معین الدین محمد بن عبد الرحمن الالحی الصفوی ۹۰۵ھ

تفسیر القلاقل مصنفہ شیخ جلال محمد بن اسعد صدیقی الدونی متوفی ۹۰۷ھ

الدر المنثور مصنفہ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ ان کی اور کئی تفسیریں ہیں

تفسیر سورۃ القدر۔ مصنفہ شیخ عبد الرحمن بن المویدالاماسی متوفی ۹۲۳ھ

تفسیر جمال خلیفہ مصنفہ شیخ جمال الدین اسحاق قرمانی متوفی ۹۳۰ھ

فتح الرحمان مصنفہ قاضی زکریا بن محمد الانصاری متوفی ۹۳۶ھ

تنویر الضحیٰ فی تفسیر سورۃ والضحیٰ مصنفہ شیخ محمد بن محمود المغلوی متوفی ۹۴۰ھ

سورۃ الملک مصنفہ شیخ شمس الدین احمد بن سلیمان بن کمال پاشا متوفی ۹۴۰ھ

تفسیر سورۃ الانسان مصنفہ شیخ غیاث الدین منصور بن صدر الدین محمد شیرازی متوفی ۹۴۹ھ

تناسق الدرر مصنفہ شیخ محی الدین محمد بن مصلح الدین مصطفےٰ قوجوی متوفی ۹۵۱ھ

تفسیر سورۃ یوسف مصنفہ شیخ بہاء الدین یوسف (مصنفہ ۹۵۲ھ)

تفسیر ایدینی مصنفہ شیخ بدر الدین محمود ایدینی متوفی ۹۵۷ھ

الصراط المستقیم الی معانی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مصنفہ شیخ علاؤ الدین علی بن محمد عراقی متوفی ۹۶۳ھ شیخ محمد بن ہلال اندلسی نے رستم پاشا کی فرمائش سے اس کا ترکی میں ترجمہ کیا۔

تفسیر فتح اللہ مصنف ملا فتح اللہ شیرازی متوفی سنہ ۹۱۰ھ (دکن میں آکر تفسیر تصنیف کی)
جامع الانوار مصنف شیخ تاج الدین ابراہیم بن حمزہ اورنوی متوفی سنہ ۹۱۰ھ
تفسیر قرامانی مصنف شیخ احمد بن محمود احمر متوفی سنہ ۹۱۷ھ (۱۲) جلد نا تمام رہی
تفسیر الاخوین مصنف شیخ نورالدین احمد بن محمد بن المعروف کازرونی (متوفی قریب سنہ ۹۴۵ھ
اس تفسیر کا نام طوالع الانوار بھی ہے۔ ان کی ایک تفسیر اور ہے اسکا نام "صراط المستقیم" ہے"
تفسیر سورۃ الانعام مصنف شیخ مصلح بن محمد معروف سنان المتوفی سنہ ۹۷۷ھ
تفسیر نورالدین زادہ مصنف شیخ مصلح الدین متوفی سنہ ۹۸۱ھ
ارشاد العقل السلیم مصنف شیخ الاسلام مفتی الانام ابوالسعود بن محمد عمادی حنفی
متوفی سنہ ۹۸۲ھ، مصنف نے یہ تفسیر اپنے بیٹے کی معرفت سلطان سلیمان خان کو بھیجی سلطان
نے دروازے تک استقبال کیا اور مصنف کو مالا مال کر دیا، نہایت عمدہ اور معتبر تفسیر ہے اسی
وجہ سے مصنف کو خطیب المفسرین کہتے ہیں۔ بیضاوی و کشاف کے بعد کوئی تفسیر اس تفسیر
کے مرتبہ کو نہیں پہنچی۔
شیخ احمد رومی اقحصاری متوفی سنہ ۱۰۴۹ھ نے اس پر تعلیق لکھی
محمد بن محمد حسینی زیرک زادہ نے سنہ ۱۰۰۳ھ میں اسکے دیباچہ کی شرح لکھی۔
شیخ رضی الدین بن یوسف مقدسی نے بھی نصف تک اس پر تعلیق لکھی اور امیر اسعد بن
سعد کو بوقت ورود بیت المقدس ہدیہ بھیجی۔
التفسیر غزی مصنف شیخ بدرالدین محمد بن رضی الدین محمد عامری متوفی سنہ ۹۸۴ھ انکی
تین تفسیریں ہیں دو نثر، ایک نظم، اس میں ایک لاکھ اسی ہزار اشعار ہیں۔
مجمع البحار مصنف شیخ محمد طاہر صدیقی پٹنی ہندی متوفی سنہ ۹۸۶ھ
تفسیر منشی مصنف شیخ محمد بن بدر الدین صاروخانی متوفی سنہ ۱۰۰۱ھ یہ تفسیر مصنف
نے سلطان مراد خان ثالث کو بھیجی سلطان نے ان کو شیخ الحرم مقرر کیا۔

"

کتب صدی یازدہم

منبع عیون المعانی مصنفہ شیخ مبارک بن خضر ناگوری والد ابوالفضل فیضی متوفی سنہ ۱۰۰۱ھ ۴ جلد

سواطع الالہام مصنفہ شیخ ابوالفیض فیضی ہندی متوفی سنہ ۱۰۰۴ھ یہ تفسیر عبارت بے نقط میں لکھی گئی ہے دو جلدیں ہیں مصنف کے کمال ادب عربی کی شاہد عادل ہے دو برس اس کی تصنیف پر صرف ہوئے باعتبار ادب ایسی تفسیر نہ پہلے لکھی گئی اور نہ آج تک لکھی گئی ہے نہ آئندہ امید ہے مستند محدثین مثل شیخ یعقوب صیرفی کشمیری کی اس پر تقاریظ ہیں ہندوستان اس تفسیر پر جس قدر فخر و ناز کرے زیبا ہے، یہ ہندی کا بے نظیر کارنامہ ہے

تفسیر علی قاری مصنفہ شیخ نورالدین علی بن سلطان ہروی متوفی سنہ ۱۰۱۴ھ ان کی اور تفسیریں بھی ہیں۔

السیر القدسی فی تفسیر آیۃ الکرسی مصنفہ شیخ منصور طبلاوی متوفی سنہ ۱۰۱۴ھ

تفسیر عیشی مصنفہ شیخ محمد یزدی متوفی سنہ ۱۰۱۶ھ

تفسیر نظامی مصنفہ شیخ نظام الدین تھانیسری بلخی سنہ ۱۰۲۴ھ

جامع الاسرار مصنفہ شیخ عبدالحسن بن سلیمان الکورانی یہ تفسیر سلطان مراد رابع کو ہدیۃً بھیجی گئی، یہ سلطان سنہ ۱۰۳۲ھ میں تخت نشین ہوا۔

الفاتحۃ العینیہ مصنفہ شیخ اسمٰعیل بن احمد انقروی متوفی سنہ ۱۰۳۸ھ (ترکی زبان میں ہے)

اسئلۃ مصنفہ امام شیخ یوسف بن دمشقی متوفی سنہ ۱۰۵۵ھ سلطان مراد خان رابع کی فرمائش سے تصنیف کی گئی جب شیخ احمد بن یوسف کے پاس پہنچی انھوں نے اس پر اعتراضات لکھے سلطان نے فیصلہ کیلئے شیخ یحییٰ آفندی مفتی کے پاس بھیجی، مفتی نے اکثر مسائل میں امام سے اتفاق کیا، سلطان نے امام کو قاضی عسکر مقرر کر دیا۔

تفسیر وہابی۔ مصنفہ مولوی عبدالصمد بن نواب شکوہ الملک نصیر الدولہ عبدالوہاب

خاں نصرت جنگ متوفی ۱۲۸۲ھ بزبان دکنی

کتب صدی دوازدہم

حاشیہ انوار القرآن مصنفہ مولوی غلام نقشبندی لکھنوی متوفی ۱۱۲۶ھ ان کی ایک تفسیر اور بھی ہے۔

تفسیر الربانی علی سورۃ البقر مصنفہ شیخ نور الدین ۱۱۲۷ھ

تفسیر احمدی مصنفہ ملاجیون امیٹھوی متوفی ۱۱۳۰ھ

ثواقب التنزیل مصنفہ مولوی اصغر علی قنوجی متوفی ۱۱۴۰ھ

عمدۃ الفرقان مصنفہ شیخ غلام مصطفےٰ ابن عبد الرحمٰن ازمیری متوفی ۱۱۵۵ھ

فی وجوہ القرآن مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ

تفسیر زہراوین مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ

تفسیر صغیر مصنفہ مولوی رستم علی قنوجی متوفی ۱۱۷۸ھ

الفتوحات الالٰہیۃ مصنفہ شیخ سلیمان جمل متوفی ۱۱۹۶ھ ۴ جلد

کتب صدی سیزدہم

چراغ ابدی یہ اردو میں سب سے پہلی تفسیر ہے ۱۲۲۱ھ کی تصنیف ہے مولوی عزیز اللہ ہمرنگ اورنگ آبادی اس کے مصنف ہیں صرف پارۂ عم کی تفسیر ہے۔

تفسیر ذوالفقار خانی مصنفہ مولوی عبد الباسط بن مولوی رستم علی قنوجی متوفی ۱۲۲۳ھ

تفسیر مظہری مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ عربی میں ہے نہایت معتبر تفسیر ہے مصنف نے چھ جلدوں میں جمع کی ہے قاضی صاحب نے اس تفسیر کا نام اپنے پیرو مرشد حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید کے نام پر رکھا ہے مولوی رکن الدین حصاری نے ۱۲۶۳ھ میں اس کی ایک جلد طبع کرائی تھی، بعد ازاں منشی عبد الرحمن مالک مطبع نظامی کانپور نے ۱۲۹۰ھ میں قریب نصف سیپارہ کی تفسیر کے طبع کرائی مولوی محمد یامین میرٹھی

نے ڈیڑھ جلد شائع کرائی اور ایک جلد کا اردو میں ترجمہ بھی شائع کرایا۔ قاری محی الاسلام پانی پتی نے ۱۳۵۵ھ میں بامداد دولت آصفیہ اشاعت شروع کرائی ہے دو جلد شائع ہو چکی ہیں۔

کمالین مصنفہ مولانا سلام اللہ بن شیخ الاسلام دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ یہ تفسیر جلالین کی شرح ہے۔

تفسیر سورۂ یونس مصنفہ سید مرتضی بلگرامی تلمیذ شاہ ولی اللہ دہلوی

موضح القرآن اردو ترجمہ مصنفہ شاہ عبد القادر دہلوی متوفی ۱۲۳۰ھ نہایت مستند ترجمہ ہے

فتح العزیز مصنفہ شاہ عبد العزیز دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ نہایت معتبر و مستند ہے دو جلدیں ہیں ایک جلد سورۂ فاتحہ سے آیت (وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون تک) دوسری جلد سورۂ ملک سے آخر تک، اس پر بحکم سکندر بیگم والیہ بھوپال (نواب سکندر بیگم نے ۱۲۸۵ھ تک حکومت کی۔) مولانا حیدر علی فیض آبادی صاحب منتہی الکلام نے ذیل لکھا مگر ناتمام رہا۔

نظم الجواہر مصنفہ مولوی ولی اللہ بن مفتی سید احمد فرخ آبادی متوفی ۱۲۴۹ھ

فتح القدیر مصنفہ قاضی شوکانی یمنی متوفی ۱۲۵۵ھ عربی میں ہے اچھی تفسیر ہے تفسیر ابوالسعود، بیضاوی، کشاف سے جمع کی گئی ہے۔

جامع التفاسیر مصنفہ نواب قطب الدین خان دہلوی متوفی (غالباً ۱۲۹۵ھ) اردو میں ہے معتبر تفسیر ہے۔

تفسیر رؤفی شاہ رؤف احمد بھوپالی (مطبوعہ ۱۲۴۲ھ) ۳ جلدوں میں ہے

ملالین مصنفہ ابوالبرکات رکن الدین معروف مولوی تراب علی لکھنوی متوفی ۱۲۸۰ھ تفسیر جلالین کی شرح ہے آخر پارۂ قرآن مجید کی تفسیر ہے

تفسیر فاتحۃ الکتاب۔ مصنفہ مولوی لطف اللہ بنگالی (۱۲۹۰ھ سے قبل کی تصنیف ہے

تعلیقات جلالین مصنفہ مولوی فیض الحسن سہارنپوری (مطبوعہ ۱۲۸۰ھ

غرایب الرحمٰن مصنفہ مفتی محمد سعید احمد مدراسی (بزبان فارسی) مطبوعہ ۱۲۶۱ھ
تفسیر حوثی مصنفہ مولانا غوثی دکنی (صرف پارہ عم کی تفسیر ہے۔

کتب صدی چہاردہم

روح المعانی مصنفہ علامہ محمود آلوسی بغدادی متوفی غالباً ۱۳۰۴ھ (۲۰ جلد) بہت اچھی تفسیر ہے، عربی میں ہے۔

فتح البیان۔ مصنفہ نواب صدیق حسن خان متوفی ۱۳۰۴ھ (۴ جلد) اچھی اور تفسیر بھی ہے۔

غایۃ البیان فی تاویل القرآن مصنفہ حکیم محمد حسن امروہی پروفیسر اجمیر کالج متوفی غالباً ۱۸۹۹ء اس تفسیر میں مصنف نے کوشش کی ہے کہ قرآن کی ہر ایک آیت کی تطبیق بائبل کی آیات سے کی جائے حالانکہ مصنف نے خود بائبل کا محرف ہونا ثابت کیا ہے پھر نامعلوم یہ سعی لاحاصل کیوں کی ہے یہ تفسیر غیر معتبر ہے مگر اس سے بعض مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ ان کی اور کئی تفسیریں ہیں۔ سب کا رنگ ایک ہی ہے

فتح المنان معروف تفسیر حقانی مصنفہ مولانا عبدالحق دہلوی (متوفی غالباً ۱۹۰۰ء) یہ تفسیر اردو زبان میں ہے آٹھ جلدوں میں ہے معتبر تفسیر ہے۔

تفسیر وحیدی مصنفہ مولوی وحید الزمان المخاطب نواب وقار نواز جنگ حیدرآبادی

تفسیر المنار مصنفہ علامہ رشید رضا مصری متوفی ۱۳۵۴ھ یہ تفسیر عربی زبان میں ہے مصنف آیت سورۃ یوسف توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین تک لکھنے پائے تھے کہ وفات پائی۔

مفسرین حال کی تفسیریں

تفسیر الجواہر مصنفہ علامہ طنطاوی مصری (۲۶) جلد عربی میں ہے۔

تحقیق البیان مصنفہ شیخ عبدالہادی بخاری مہاجر مکی بزبان عربی غیر مطبوعہ ر۱۹ا پارہ کی ہے

تفسیر ثنائی مصنفہ مولوی ثناء اللہ اہل حدیث امرت سری

خلاصۃ الکبری مصنفہ خواجہ عبدالحی پروفیسر جامعہ ملیہ دہلی یہ تفسیر کا ایک حصہ ہے یہ غیر معتبر تفسیر ہے۔

بیان القرآن مصنفہ مولانا اشرف علی تھانوی ر۱۲ا جلد معتبر تفسیر ہے

ترجمان القرآن مصنفہ مولانا ابوالکلام آزاد دو جلدیں شائع ہوئی ہیں۔ بعض معتبر علماء سے سنا ہے کہ مولانا سے لغزشیں بھی ہوئی ہیں۔

کئی جگہ لکھا جا چکا ہے کہ تمام تفاسیر کا تذکرہ تو کیا فہرست بھی مرتب نہیں کی جا سکتی جس قدر تفاسیر کا تذکرہ کتب تفاسیر و کشف الظنون وغیرہ میں ہے میں ان کی پوری تفسیر مرتب نہ کر سکا۔

دیگر ممالک کا تو کیا ذکر یہ بھی بتانا مشکل ہے کہ ہندوستان میں کس قدر کتابیں تصنیف ہوئیں جس قدر کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں معتبر اور غیر معتبر دونوں قسم کی ہیں۔

اعتبار کے متعلق پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے اور اب مکرر التماس ہے کہ تفاسیر پر اعتبار کا حکم بلحاظ اکثریت ہے ورنہ کوئی تفسیر ایسی نہیں جس کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ اس کا ہر لفظ معتبر و مستند اور لائق حجت ہے جو تفاسیر متبحر علماء و متقی فضلاء کی تصنیف ہیں ان کو معتبر مانا جاتا ہے مگر اسی حد تک کہ کسی صحیح حدیث، کسی مسلمہ عقیدہ اور مسئلہ کے خلاف نہ ہوں۔

ہندوستان کی بعض تصانیف و تفاسیر کا تذکرہ باب التاریخ میں آ چکا ہے اور بعض کا اس باب میں ہے اس پر بھی بہت سے علماء و فضلاء کی تصانیف باقی رہ گئی ہوں گی۔

بارھویں صدی ہجری کے نصف سے ہندوستان میں مفسرین و مصنفین و مترجمین قرآن کی ہم پھٹ پڑی ہے ہر وہ شخص جو ذرا دلچسپ اردو لکھنے پر قادر ہے اگرچہ وہ عربی سے نابلد ہو، قرآن کا مترجم و مفسر ہے وہ اپنی تصانیف میں نہایت دریدہ دہنی سے مستند علماء اور ائمہ متقدمین پر اعتراضات کرتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بڑے بڑوں پر ہاتھ صاف کرتا ہے

اس زمانہ میں یہ ایک فیشن قرار پاگیا ہے اور روشن دماغی اور وسیع الخیالی کا معیار بنادیا گیا ہے کہ بیباکی سے قرآن و حدیث و فقہ ائمہ اولیا و علماء کے ساتھ تمسخر کیا جائے اور اپنی منشاء کے موافق ترجمے اور تفسیریں گھڑی جائیں اور آیات و احادیث و اقوال سلف صالحین کو کھینچ تان کر عیش پسند، آزاد منش امراء اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور مصنفین یورپ کے خیالات کے مطابق بنایا جائے۔

میں نے علماء کی تفاسیر کے حالات معلوم کرنے کیلئے دیو بند، سہارن پور، لاہور، بدایون بریلی، لکھنو وغیرہ مقامات کو خطوط لکھے مگر افسوس کہ کہیں سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا اس لئے گذشتہ اور موجودہ تصانیف میں بہت سی قابل تذکرہ تفاسیر رہ گئی ہوں گی، باقی بعض مشاہیر ملک، نامور لیڈروں، آزاد منش صوفیا و کم علم مصنفین کی تفاسیر ہیں، ان میں سے اکثر کے حالات سے میں واقف ہوں لیکن میں نے ان کو مقدس علماء کی مجلس میں بٹھانا پسند نہیں کیا۔

ہندوستان کے مسلمانوں اور اردو دان طبقہ کے لئے اگر درحقیقت وہ قرآن مجید کے صحیح مطلب و معنی کے طالب ہیں تو فتح العزیز، جامع التفاسیر، تفسیر حقانی، بیان القرآن، اسرار التنزیل، ترجمہ شاہ عبد القادر دہلوی، ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی، ترجمہ مولوی عاشق الہیٰ میرٹھی کافی ہیں، اور کسی طرف نظر کرنے کی ضرورت نہیں سرسید احمد خاں وغیرہ کی تفاسیر بالکل غیر معتبر ہیں۔

تراجم قرآن

اسلام دنیا کے ہر خطے اور ہر گوشے میں موجود ہے اور قرآن ہر جگہ پڑھا جاتا ہے ہر ملک کے علماء نے اپنے اہل ملک کے سمجھنے کے لئے ترجمے کئے ہیں تفسیریں لکھی ہیں یورپ کے عیسائی علماء نے بھی قرآن مجید کے متعدد ترجمے کئے ہیں اس لئے یہ بتانا مشکل ہے کہ کس کس زبان میں کس قدر تراجم ہیں، انگریزی، چینی، فرینچ، جرمنی، ترکی، پشتو، ہندی فارسی، اردو وغیرہ سبھی زبانوں میں ترجمے موجود ہیں، نہیں کہا جا سکتا کہ زبان غیر کے مترجمین نے کیسے ترجمے کئے، بعض انگریزی تراجم کے متعلق معتبر اصحاب سے معلوم

ہوا ہے کہ ان میں صحت کا التزام نہیں کیا گیا، اس لئے یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ انگریزی زبان میں اب تک کوئی ترجمہ ایسا نہیں جس پر بھروسہ کیا جاسکے۔ مسٹر عبد اللہ یوسف علی کا انگریزی ترجمہ ہے مولانا عبد الماجد دریا بادی بی اے کا انگریزی ترجمہ بھی معتبر ہے۔

نواب سکندر بیگم والیہ بھوپال نے (۱۲۸۵ھ تک حکومت کی) شیخ احمد واغستانی سے ترکی زبان میں تراجمہ کرایا۔

مولانا جمال الدین وزیر ریاست بھوپال سے (بعہد نواب شاہجہاں بیگم والیہ بھوپال بیگم صاحبہ نے ۱۳۱۹ھ تک حکومت کی) پشتو میں تراجمہ کرایا۔

میر عثمان خان شہنشاہ دکن نے یورپین نو مسلم محمد پکھتال سے انگریزی میں ترجمہ کرایا یہ بھی معتبر ہے۔

رئیس التجار خان بہادر احمد الدین، او، بی، ای تاجر سکندر آباد دکن نے ہندی زبان میں ترجمہ شائع کرایا۔

اردو زبان میں سب سے پہلے حکیم شریف خان صاحب، دہلوی نے ترجمہ کیا، یہ ترجمہ طبع نہیں ہوا۔ حکیم صاحب کے خاندان میں محفوظ ہے، حکیم صاحب کی وفات ۱۲۲۲ھ میں ہوئی۔

شاہ عبد القادر دہلوی نے اردو میں ترجمہ کیا جو مقبول و مستند اور صحیح ہے کثرت سے رائج ہے اردو میں تخمیناً سترہ ترجمے ہوئے ہیں، ان میں غیر مستند تراجم کی تعداد زیادہ ہے سب سے زیادہ بہتر اور صحیح ترجمہ شاہ عبد القادر دہلوی کا ہے اس کے بعد شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کا ترجمہ ہے اس ترجمہ پر مولانا کے شاگرد رشید مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی نے بہترین فوائد لکھے ہیں، فوائد کیا ہیں، مختصر اور مفید تفسیر ہے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی شیخ الہند مولانا محمود حسن و مولانا عاشق الٰہی میرٹھی شاگرد مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے بھی ترجمے کئے ہیں جو صحیح اور قابل بھروسہ ہیں۔

بارہویں صدی ہجری کے آخر حصہ سے ہندوستان میں مترجمین قرآن کثرت سے پیدا ہو گئے ہیں، یہ کثرت خطرناک ہے اور قابل التفات نہیں۔

ہندوستانی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ

۲۷۰ھ ہجری میں راجہ مہردگ بن رایگ (جو کشمیر زیریں، پنجاب کے شمالی حصہ کے حکمرانوں میں سے تھا) نے امیر ابو المنذر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز فرمانروائے منصورہ (اب اس کو بھکر کہتے ہیں، سردار محمد بن قاسم فاتح سندھ نے راجہ داہر والی سندھ کی بیوہ رانی لاڈی سے نکاح کیا تھا، اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کا نام عمر تھا جب یہ گورنر بنا تو اس نے دریائے سندھ کے مغربی کنارہ پر ایک شہر آباد کر کے اس کا نام منصورہ رکھا یہ واقعہ ۱۱۹ھ کا ہے) کو لکھا کہ ہمارے پاس ایک ایسے مسلمان کو بھیج دو جو ہم کو اسلامی اصول اور قرآن مجید کا ترجمہ ہماری زبان میں سمجھائے، امیر نے ایک عراقی مسلمان کو بھیج دیا جو بچپن سے ہندوستان میں رہا تھا اور یہاں کی زبان سے خوب واقف تھا، اس عراقی نے راجہ کے حکم سے سندھ کی زبان میں ترجمہ کیا[1]

اسمار التفاسیر

اس فہرست میں ان تفاسیر کو ذکر کیا جاتا ہے جن کے حالات مفصل تحقیق نہیں ہوئے چونکہ پہلے کافی تفاسیر کے حالات لکھے جا چکے ہیں اس لئے ان تفاسیر کی تحقیق میں راقم السطور نے کچھ جدوجہد بھی نہیں کی۔

تفسیر سورۃ الکوثر۔ مطالع معروف تفسیر علیا بادی، تفسیر اللخمی۔ تقریب (آمال) تقریب التفسیر، تلخیص البیان۔ تنزیہ القرآن، تیسیر فی تفسیر ثلاثہ، تلخیص البیان جامع الانوار، جامع البیان، جامع التاویل، جامع الکبیر، جوامع البیان۔ تحفۃ الانام فی تفسیر سورۃ الانعام، شرف البدر فی تفسیر سورۃ القدر، تفسیر ابن زہرہ، تفسیر ابن شبہہ،

[1] عجائب الہند

لباب فی علم الکتاب مصنفہ ابی حفص عمر بن عادل الحنبلی دمشقی (۶) جلد، تحصیل تفسیر اسدی، تفسیر سورۂ فاتحہ و بقرہ، تفسیر ابن ابی طالب کرمانی، تفسیر ابی القاسم بن حبیب، تفسیر ابی مخلد، تفسیر اردبیلی۔ تفسیر الاصم مصنفہ ابوبکر عبدالرحمٰن بن کیسان تفسیر آیۃ الکرسی مصنفہ فتح اللہ بن ابی یزید، تفسیر البیان، تفسیر الثمانی، مصنفہ ابوحمزہ تفسیر جبریل، تفسیر حکم شاہ مصنفہ محمد قزوینی، تفسیر الدرر، تفسیر الدمیاطی مصنفہ ابوبکر محمد بن بکر بن سہل، تفسیر رازی مصنفہ عبداللہ بن ابی جعفر رازی، تفسیر سعید بن منصور تفسیر سوبا بادی فارسی مصنفہ ابوبکر عتیق بن محمد، تفسیر سورہ اخلاص مصنفہ علی بن محسن سمنانی، تفسیر سورہ یوسف مصنفہ علی بن محسن شیخ زادہ، تفسیر سورۃ تکاثر مصنفہ صفر شاہ تفسیر سورۃ الفتح مصنفہ شیخ محمد امین الشہیر بامیر شاہ بخاری، تفسیر سورۂ یوسف مصنفہ بہاءالدین بن یوسف، تفسیر سورہ یوسف مصنفہ احمد بن روح اللہ، تفسیر سہروردی مصنفہ ابو احمد عمر بن عبداللہ، تفسیر شرف الدین بونی، تفسیر الصالحی مصنفہ صالح ابن محمد ترمذی، تفسیر الصحابہ مصنفہ ابی الحسن محمد بن قاسم الفقیہ، تفسیر عبدالصمد بن قاضی محمود بن یونس (۳) جلد، تفسیر مصنفہ عبدالمعطی السخاوی، تفسیر علاؤالدین ترکمانی (اس پر حاشیہ ہے برہان الدین ابراہیم بن موسیٰ کرکی حنفی متوفی ۸۵۳ھ کا) تفسیر عوفی مصنفہ محمد بن سعد بن محمد بن حسن، تفسیر غرناطی، مصنفہ محمد بن علی اندلسی، تفسیر فاتحۃ الکتاب فارسی مصنفہ یعقوب بن عثمان چرخی۔ تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ محمد بن مصطفےٰ کسری، تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ محمد بن کاتب کلیبولی، تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ ابی سعید دہستانی، تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ ابن نور الدین رومی، تفسیر مصنفہ قبیصہ ابوعامر بن عقبہ سوائی، تفسیر المجرد مصنفہ ابی شجاع، تفسیر مصنفہ محمد بن ایوب رازی تفسیر مصنفہ مسلم الرازی، تفسیر المسعودی مصنفہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مروزی شافعی تلمیذ قفال، تفسیر مصنفہ مسیب بن شریک، تفسیر مصنفہ ناصر بن منصور ابن ابی القاسم (۸) جلد۔ تفسیر الغنی مصنفہ ابوالحسن، ابوالحسن الفقیہ، تفسیر مصنفہ ابوحذیفہ موسیٰ بن مسعود، تفسیر واقدی، مصنفہ حسین ابن واقد، تفسیر مصنفہ

ورق بن عمر، تفسیر مصنفہ یعقوب بن عثمان قرنوی۔ اغاثۃ اللہف مصنفہ یونس بن عمر حنفی بحر الحقایق والمعانی تفسیر سبع المثانی مصنفہ نجم الدین ابی بکر عبداللہ بن الشہیر بدایہ، بحر الدرر مصنفہ محمد الشہیر معین معروف مسکین فراہی۔ ینابیع مصنفہ امام یوسف بن عبداللہ لووی اندخودی۔ تفسیر المعوذتین مولانا طاہر دیوبندی تفسیر اسرار التنزیل مولانا عبد البصیر ازلوسواتی الدر المکنون فی تفسیر سورۃ الماعون عبد الصمد صارم۔

اس باب میں تقریباً پانسو تفاسیر کے اسماء و حالات ہیں باقی تمام دنیا میں کس کس ملک اور کس کس زبان میں کس قدر تفاسیر لکھی گئیں مجھے اس کا اندازہ نہیں، غالباً کوئی ملک ایسا نہیں کہ جہاں قرآن مجید کی تفسیر تصنیف نہیں ہوئی، ایک کتاب میں نظر سے گذرا ہے کہ تیرہویں صدی ہجری کے وسط تک تمام دنیا میں ۱۱۶۱ مکمل تفسیریں لکھی گئیں۔ غیر مکمل تفاسیر کا شمار نہیں۔

الباب الثالث فی الرجال

مفسرین و مصنفین قرن اول

حضور خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خداوند ذوالجلال نے اپنے کلام ہدایت نظام فرقان مجید میں ارشاد فرمایا کہ اے نبی ہم نے یہ کلام تجھ پر اس لئے نازل کیا ہے کہ تو لوگوں کو خوب کھول کر سمجھا دے چونکہ مختلف طبیعت اور مختلف قابلیت کے لوگوں سے واسطہ پڑتا تھا اس لئے حضور آیات کو سنا کر انکی تشریح بھی فرماتے تھے، آپ کا مبارک کلام قرآن کی تفسیر ہوتا تھا، آپ کے کلام کو حدیث کہتے ہیں اس لئے قرآن کے سب سے پہلے مفسر حضور علیہ السلام اور قرآن کی پہلی تفسیر حدیث ہے حضور علیہ السلام کے حالات میں ہر زمانہ، ہر ملک، ہر زبان میں اس قدر کتابیں تصنیف ہوئی ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے حضور علیہ السلام کے سوا دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا آدمی ایسا نہیں ہوا جس کے حالات میں اس قدر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہوں اور جس کو ہر قوم و ہر فرقے، ہر مذہب اور ہر ملک کے مصنفین نے سراہا ہو حضور کے سوانح کی تحریر کا سلسلہ لا انتہائی ہے ہر سال دو چار کتابیں آپ کے واقعات کے متعلق شائع ہوتی رہتی ہیں۔

ڈاکٹر مارگولیس کا قول ہے کہ محمد کے سوانح نگاروں کا ایک وسیع سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا غیر ممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا قابل فخر چیز ہے۔

ضخیم جلدوں میں بھی آپ کے حالات محصور نہیں ہو سکے اس مختصر کی کیا ہستی ہے اگر آپ کے مقدس حالات کے متعلق کسی ایک امر کو لکھنا شروع کروں تو ایک خاصہ رسالہ تیار ہو جائے۔

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

لیکن اس باب کے شروع کرنے کے لئے چند سطور کا لکھنا ضرور ہے اس لئے صرف اس قدر بیان پر اکتفا کرتا ہوں کہ:۔

جب دنیا پر جہالت وضلالت کی گھنگھور گھٹا میں چھائی ہوئی تھیں تو رب کریم نے آپ کو خلعت نبوت سے آراستہ فرما کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے ایسی اصلاح فرمائی کہ دنیا نور ہدایت سے معمور ہو گئی، آپ کی حکیمانہ تعلیم اور حیرت انگیز کامیابی کا مخالف وموافق تمام مورخین ومصنفین نے اعتراف کیا ہے آپ ۵۷۱ء میں پیدا ہوئے ۱۱ھ ہجری میں وفات پائی آپکے والد ماجد کا نام عبد اللہ اور والدہ ماجدہ کا نام آمنہ تھا آپ مکہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ میں وفات پائی چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے تریسٹھ سال کی سن میں واصل بحق ہوئے۔

کلام الٰہی آپ کی حیات طیبہ ہی میں ضبط تحریر میں تمام وکمال آچکا تھا، آپ کے مقدس اقوال کا کثیر حصہ بھی قلمبند ہو چکا تھا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

حضور علیہ السلام کے اصحاب کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی، ان میں سے تقریباً سبھی محدث ومفسر تھے، تمام اصحاب کی کوئی فہرست موجود نہیں جو حضرات زیادہ مشہور رہے ان کے حالات مصنفین نے قلمبند کئے ہیں جن کی تعداد آٹھ ہزار کے قریب ہے صحابہ کے اندر دس اصحاب تفسیر میں زیادہ مشہور تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق متوفی ۱۳ھ، حضرت عمر فاروق ۲۳ھ حضرت عثمان غنی ۳۵ھ حضرت علی مرتضیٰ ۴۰ھ حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ ابن زبیر ۷۳ھ حضرت ابی بن کعب ۳۵ھ حضرت زید بن ثابت ۴۵ھ حضرت ابو موسی اشعری ۴۴ھ۔ ان حضرات کے اسماء راقم سطور نے اسی ترتیب سے لکھے ہیں جس ترتیب سے متقدمین لکھتے آئے ہیں، حضرات خلفاء اربعہ کی بہت سی سوانح عمریاں لکھی جا چکی ہیں دیگر حضرات کی سوانح عمریاں بھی لکھی گئی ہیں اور کتب تاریخ میں ان کا مفصل تذکرہ ہے، والد ماجد مدظلہ نے تاریخ الفقہ میں اور راقم سطور نے تاریخ الحدیث میں ان حضرات

کے حالات لکھے ہیں۔ اس لئے اب ان سب کے حالات کا لکھنا ضروری نہیں معلوم ہوتا، حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبداللہ بن عباس کے حالات مختصر طور پر لکھے جاتے ہیں۔ ازواج مطہرات میں علم تفسیر میں حضرت عائشہ صدیقہ متوفیہ ۵۸ھ و حضرت ام سلمہ ۶۲ھ زیادہ مشہور تھیں، ان کے حالات تاریخ الحدیث میں لکھے جا چکے ہیں اور ان کی سوانح عمریاں بھی موجود ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

یہ چھٹے یا ساتویں مسلمان تھے، خلوت و جلوت میں رسول کریم کے پاس رہتے تھے صحابہ میں یہ بڑے زیرک و ذی علم تسلیم کئے گئے ہیں، رسول کریم نے فرمایا ہے ابن مسعود سے حدیث سیکھو[۱] اور فرمایا ہے کہ ابن مسعود میری امت کے لئے جو مسائل تجویز کریں میں اس پر رضامند ہوں[۲] اور فرمایا ہے کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو ابن مسعود، سالم مولی ابوحذیفہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب[۳] حضرت عمر ان کو خزینۃ العلم کہا کرتے تھے حضرت حذیفہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طرز و روش میں قریب تر عبداللہ بن مسعود تھے۔

حضرت مسروق تابعی کا قول ہے کہ میں نے صحابہ کو دیکھا تو تمام صحابہ کے علوم کا سرچشمہ ان چھ کو پایا علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، عمر بن الخطاب، زید بن ثابت، ابوالدرداء، ابی بن کعب اسکے بعد پھر دیکھا تو ان چھ کے علم کا خزانہ ان دو کو پایا علی ابن مسعود[۴]

صحابہ میں ابن مسعود پہلے شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں کفار کو علی الاعلان قرآن پڑھ کر سنایا۔ حضرت عمر نے ان کو کوفہ میں معلم اور قاضی مقرر کیا، حضرت عثمان کے عہد میں بھی اسی عہدہ پر رہے اور بیت المال کے خازن بھی رہے جس طرح انکے شاگردوں نے فتاوی اور مذہب فقہ کو لکھا ہے اس طرح دیگر اصحاب کے فتاوی اور مذاہب مرتب نہیں ہوئے ۳۲ھ میں وفات پائی۔

علقمہ، اسود، مسروق، قیس بن ابی حازم ان کے خاص شاگرد تھے،

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ

رسول کریم کے چچازاد بھائی تھے ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے، رسول کریم نے ان کیلئے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو دین میں فہم عطا فرما اور تفسیر سکھا، سلطان المفسرین، ترجمان القرآن، حبر الامت ان کے لقب تھے حضرت عمر کے عہد میں اگرچہ یہ کم عمر تھے، مگر حضرت عمر ان سے مشورہ لیا کرتے تھے اور آیات کی تفسیر دریافت کیا کرتے تھے

ابن عباس ایک دن حدیث، ایک دن تفسیر، ایک دن فقہ، ایک دن سیر ومغازی ایک دن ادب، ایک دن تاریخ کا درس دیا کرتے تھے، حضرت عثمان کے عہد خلافت میں فتوحات افریقہ میں جو کہ حرب العبادلہ مشہور ہے یہ اس کے رکن اعظم تھے جنگ صفین میں سپہ سالار تھے۔ حضرت علی کے عہد میں بصرہ کے گورنر رہے، آخر عمر میں بصارت جاتی رہی تھی (۱۷) سال کی عمر میں طائف میں وفات پائی۔ ابوبکر محمد بن موسی نے ان کے فتادوں کو بیس جلدوں میں جمع کیا۔

حضرت ابن عباس سے مختلف طرق سے تفسیر کی روایتیں ہیں ان میں زیادہ معتبر طریق معاویہ بن ابی صالح عن علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس ہے امام بخاری نے اسی طریق کو اختیار کیا ہے ابوجعفر نحاس متوفی ۳۳۸ھ نے اپنی کتاب ناسخ میں اور امام ابن جریر طبری وابن ابی حاتم وابن المنذر نے اپنی تفاسیر میں ابو صالح ہی کے سلسلہ سے روایت کی ہے اور اکثر محدثین نے اسی سلسلہ پر اعتماد کیا ہے۔

کریب، ابوعبید ابن ملیکہ، عمر بن دینار، عبید بن عمر، سعید بن مسیب متوفی ۹۱ھ د قاسم بن محمد متوفی ۱۰۶ھ عبید اللہ بن عبداللہ، سلیمان بن یسار متوفی ۱۰۷ھ عروہ بن زبیر متوفی ۹۴ھ وعلی بن حسین الملقب امام زین العابدین متوفی ۹۴ھ وہب ابن منبہ متوفی ۱۱۰ نے بھی ان سے روایتیں کی ہیں۔

محمد بن سائب کلبی متوفی ۱۴۶ھ و محمد بن مروان بصری متوفی ۱۸۶ھ و مقاتل بن سلیمان متوفی ۱۵۰ھ کے سلسلے مجروح ہیں۔

ضحاک بن مزاحم کوفی متوفی ۱۰۲ھ کا طریق منقطع ہے وہ یہ ہے جو یبیر عن ضحاک عن ابن عباس۔

قیس بن مسلم کوفی متوفی ۱۲۰ھ عکرمہ مولی ابن عباس متوفی ۱۰۵ھ طاؤس بن کیسان یمانی متوفی ۱۰۶ھ ان کے سلسلے بھی صحیح ہیں۔

ابن جریج متوفی ۱۵۰ھ سے ایک سلسلہ اس طرح ہے: بکر بن سہل دمیاطی عن عبدالغنی بن سعید عن موسیٰ بن محمد عن ابن جریج عن ابن عباس، یہ سلسلہ بھی مخدوش ہے۔

ابن جریج سے محمد بن ثور متوفی ۱۹۰ھ و حجاج بن محمد متوفی ۲۰۶ھ کی روایت معتبر مانی گئی ہے۔

شبل بن عباد متوفی ۱۴۸ھ عن ابن ابی نجیح متوفی ۱۳۱ھ عن مجاہد ابن عباس رضی یہ سلسلہ قریب بصحت ہے،

قیس عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس یہ سلسلہ بھی صحیح مانا گیا ہے

مفسر تابعین رضی اللہ عنہم

تابعین میں ہزاروں محدث و مفسر ہوئے ہیں، بعض کا تذکرہ تاریخ الحدیث میں آچکا ہے بعض کا یہاں لکھا جاتا ہے باقی تمام تابعین مفسرین کی فہرست مرتب کرنا دشوار ہے۔

علقمہ رحمہ

علقمہ بن قیس النخعی نام، رسولؐ کے عہد میں پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو حضرت عبداللہ ابن مسعود و حضرت عثمان و حضرت علی وغیرہ اصحاب سے علم حاصل کیا حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے تھے کہ میری معلومات علقمہ سے زیادہ نہیں۔ امام شعبی کا قول ہے کہ بصرہ و کوفہ و شام و حجاز میں ان سے بڑھ کر کوئی عالم نہ تھا، صحابہ ان سے مسائل دریافت

02060

کیا کرتے تھے۔

علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ علقمہ ابن مسعود کے شاگردوں میں ممتاز تھے، علقمہ ابن مسعود کے فضل وکمال کا نمونہ تھے [1]

حضرت ابن مسعود کے حالات میں لکھا جاچکا ہے کہ تمام اصحاب کا علم ابن مسعود اور علی میں محصور تھا، علقمہ ان دونوں حضرات کے شاگرد تھے اس لیئے انکے فضل وکمال کی جس قدر تعریف کی جائے بجا اور درست ہے ابراہیم نخعی ان کے خاص شاگرد تھے سنہ ۶۲ھ میں وفات پائی۔

ابوالاسود

ظالم بن عمر بن سفیان نام، ابوالاسود کنیت، ان کا سلسلۂ نسب کنانہ میں رسول کریم سے مل جاتا ہے یہ دیل بن بکر بن مناف بن کنانہ کی نسل سے ہیں اس لیئے ان کا قبیلہ دولی اور دیلی مشہور تھا ہجرت سے سولہ برس قبل پیدا ہوئے رسول کریم کی وفات کے وقت (۲۷) سال کے تھے،

ابو عبیدہ نے لکھا ہے کہ یہ صحابی تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ حضور کے دیدار مبارک سے بحالت اسلام مشرف نہیں ہوئے کبار تابعین میں سے ہیں۔

حضرت عمرؓ کے عہد میں مدینہ آئے، عمرؓ، علی، ابن عباس، ابوذرؓ وغیرہ اصحاب سے علم حاصل کیا، عثمانؓ، علیؓ، ہر سہ خلفاء کے عہد میں ممالک کے والی رہے، جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے، محدث تھے، فقیہ تھے، دانشمند تھے، حاضر جواب تھے، علم نحو کے موجد تھے دولتمند تھے، معزز تھے۔ کفایت شعار تھے، متقی تھے،

کفایت شعاری کی وجہ سے بخیل مشہور تھے، سر سے گنجے تھے اور گندہ ذہنی کے مرض میں مبتلا تھے۔ حضرت علی نے جب ابن عباس کو بصرہ کا والی مقرر کیا تو ان کو میر منشی بنایا مگر دونوں میں موافقت نہ ہوئی اور انہوں نے ابن عباس کی شکایتیں لکھنا شروع کیں اس پر حضرت علی وابن عباس میں خط وکتابت ہوئی آخر ابن عباس ناراض ہوکر مستعفی ہوگئے۔ حضرت علی نے انکی جگہ ابوالاسود کو والی مقرر کیا اور ابوالاسود کی جگہ زیاد بن ابیہ جو زیاد بن ابی سفیان مشہور

---

[1] تہذیب التہذیب

ہے، عبید اللہ سپہ سالار لشکر یزید قاتل امام حسین کا باپ) کا تقرر کیا عبید اللہ بن زیاد ابوالاسود کا شاگرد تھا)

ابوالاسود اور زیاد میں بھی موافقت نہ ہوئی، زیاد نے ان کی شکایتیں حضرت علی کو لکھیں لیکن حضرت علی نے ایک نہ سنی، جب ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے زیاد کی ہجو لکھی، یہ اشعار مشہور ہیں، ان کو حکومت کرتے ہوئے ایک ہی سال ہوا تھا کہ حضرت علی شہید ہو گئے حضرت امام حسن نے ان کو بدستور قائم رکھا، جب امیر معاویہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے کچھ عرصہ تک تو ان کو قائم رکھا پھر بسر بن ارطاۃ کو والی بصرہ مقرر کیا۔

ابوالاسود نے ۶۹ھ میں وفات پائی انہوں نے حضرت عمر کے حکم سے قرآن مجید پر اعراب لگائے اور اس کے متعلق ایک رسالہ لکھا اور حضرت علی کے حکم سے قواعد نحو مدون کئے اور ایک رسالہ لکھا۔

ابراہیم نخعی

صیرفی الحدیث و فقیہ العراق لقب، بچپن میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، اس پر ان کے معاصرین ان سے رشک کیا کرتے تھے[۱]

حضرت زید ابن ارقم وغیرہ اصحاب کو بھی دیکھا تھا، علقمہ و اسود سے علم حاصل کیا صحاح ستہ کے راوی ہیں حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ محدث تھے فقیہ تھے، صالح تھے ثقہ تھے حضرت سعید بن جبیر کہا کرتے تھے کہ لوگو تم مجھ سے فتویٰ لیتے ہو حالانکہ تم میں ابراہیم موجود ہیں[۲] تہذیب التہذیب میں ہے کہ ابراہیم تمام باتوں میں علقمہ کے نمونہ تھے (یہ نسبت قابل فخر ہے کہ ابن مسعود کو رسول کریم کا نمونہ کہا گیا اور علقمہ کو ابن مسعود کا نمونہ اور ابراہیم نخعی کو علقمہ کا نمونہ بتایا گیا) ابراہیم کے شاگرد حماد بن سلیمان تھے جن کو ابراہیم نے فقیہ العراق خطاب دیا جن کے متعلق لکھا ہے حماد بن سلیمان اعلم ناس بود بمذہب ابراہیم[۳] اور حماد نے امام ابوحنیفہ کو اپنا جانشین کیا۔ ابراہیم کی روایت کو جبکہ وہ علقمہ سے اور علقمہ ابن مسعود سے روایت کریں اصح الاسانید کہا گیا ہے[۳]

---

[۱] تذکرہ ذہبی [۲] تہذیب الاسماء جلد اول [۳] مصفٰی شرح موطا

۹۵ ھ میں وفات پائی۔ حماد بن ابی سلیمان و امام ابوحنیفہ ان کے شاگرد تھے ان کی خبر وفات سن کر امام شعبی نے فرمایا کہ ابراہیم نے اپنا نظیر نہیں چھوڑا، جو ان سے زیادہ عالم و فقیہ ہو اس پر ایک شخص نے دریافت کیا کیا امام حسن بصری اور امام ابن سیرین بھی، امام شعبی نے کہا حسن بصری اور ابن سیرین ہی نہیں بصرہ، کوفہ شام و حجاز میں کوئی شخص ان سے زیادہ عالم نہیں تھا ابراہیم کو یہ بھی فخر حاصل ہے کہ ان کے استاد علقمہ و اسود بھی تابعی تھے وہ خود بھی تابعی تھے ان کے شاگرد حماد بن ابی سلیمان بھی تابعی تھے ان کے شاگرد کے شاگرد امام اعظم بھی تابعی تھے۔

سعید بن جبیر

حضرت ابن مسعود و ابن عباس و ابن عمر و عدی بن حاتم طائی انکے شاگرد تھے عطاء بن ابی رباح ان کے شاگرد تھے، سعید بن جبیر نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کی فرمائش سے تفسیر لکھی تھی، پچاس برس کی عمر تھی کہ حجاج بن یوسف نے ۶۵ ھ میں شہید کیا۔

حضرت ابن عباس کی خدمت میں کوئی استفتار لے کر جاتا تو فرماتے کیا تمہارے یہاں سعید ابن جبیر نہیں جو مجھ سے پوچھتے ہو۔

عکرمہ

حضرت ابن عباس کے مولی اور شاگرد تھے ۱۰۵ ھ میں وفات پائی۔ ان کو حضرت ابن عباس نے نہایت محنت سے تفسیر سکھائی تھی۔

عباس بن مصعب مروزی کا قول ہے کہ ابن عباس کے تلامذہ میں عکرمہ تفسیر کے سب سے بڑے عالم تھے، امام شعبی کا قول ہے کہ عکرمہ سے زیادہ کوئی تفسیر کا جاننے والا نہ تھا، قتادہ جو خود بڑے مفسر تھے۔ ان کے کمال تفسیر کے معترف تھے، سعید بن جبیر اور مجاہد نے بھی ان سے استفادہ کیا، عکرمہ جب تک بصرہ میں رہتے، امام حسن بصری فتویٰ دیتے

عوفی

عطیہ بن سعد بن جنادہ العوفی نام، ابن عباس و ابوہریرہ کے شاگرد تھے امام سفیان ثوری

نے ان کو ضعیف کہا ہے امام ترمذی نے ان کی روایات کی تحسین کی ہے اسماعیل بن ابی خالد ان کے شاگرد تھے ۱۱۱ھ میں وفات پائی۔

امام باقر

محمد نام ابوجعفر کنیت، باقر لقب، امام زین العابدین کے صاحبزادے تھے بروز جمعہ صفر ۵۶ھ میں پیدا ہوئے حضرت جابر صحابی نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا حضرت ابوہریرہ و حضرت ابوسعید خدری و حضرت ابن عباس اور اپنے والد کے شاگرد تھے امام زہری، امام ابوحنیفہ امام مالک، امام سفیان ثوری، امام اوزاعی ان کے شاگرد تھے ۱۱۴ھ میں وفات پائی۔

مجاہد

ابوالحجاج مجاہد بن جبیر نام ۲۱ھ میں پیدا ہوئے ابن عباس، عائشہ، ام سلمہ ابوہریرہ، جابر کے شاگرد تھے انہوں نے ابن عباس سے تیس مرتبہ قرآن کا دور کیا تھا ہر آیت کو تفسیر و توضیح کے ساتھ یاد کیا تھا اور سنا تھا، عکرمہ، عطاء، قتادہ ان کے شاگرد تھے ان کی تفسیر کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے ۱۲۳ھ میں وفات پائی۔

جویبر

جویبر بن سعید الازدی نام حضرت انس سے روایت کرتے تھے ان سے ثوری اور حماد ابن زید نے روایت کی ہے، یہ ضعیف راوی ہیں، بعض نے کذاب لکھا ہے ۱۴۰ھ میں وفات پائی

علی بن ابی طلحہ ہاشمی

مجاہد کے شاگرد تھے، ثور بن یزید ان کے شاگرد تھے ۱۴۳ھ میں وفات پائی۔

مقاتل

ابوالحسن مقاتل بن سلیمان الازدی مروزی نام (مرو ایک قصبہ ہے خراسان کے قریب یہ مرو کے رہنے والے تھے اس لئے مروزی کہلاتے ہیں، اس میں ز خلاف قیاس بڑھائی گئی ہے جیسے رے کے باشندوں کو رازی کہتے ہیں، ضحاک و مجاہد کے شاگرد تھے۔ ان کو ضعیف کہا گیا ہے ۱۵۰ھ میں وفات پائی، علی بن الجعد و ابن عیینہ ان کے شاگرد تھے

ابو روق ہمدانی

عطیہ بن الحارث کوفی نام، حضرت انس کے شاگرد تھے، امام سفیان ثوری ان کے شاگرد تھے ان کی تفسیر ایک جلد میں ہے قریب لصحت ہے سن وفات تحقیق نہیں ہوا۔

ابو مالک

غزوان الغفاری الکوفی نام حضرت ابن عباس و حضرت عمار بن یاسر کے شاگرد تھے مسلم بن کہیل ان کے شاگرد تھے سن وفات تحقیق نہیں ہوا۔

مسروق بن الاجدع متوفی ۶۳ھ۔ مرہ ہمدانی ۷۵ھ۔ ابو العالیہ ریاحی ۹۰ھ اسود بن یزید ۹۵ھ۔ ضحاک بن مزاحم ۱۰۵ھ طاؤس بن کیسان ۱۰۶ھ حسن بصری ۱۱۰ھ عطاء بن ابی رباح ۱۱۴ھ۔ قتادہ بن دعامہ ۱۱۷ھ، محمد بن کعب قرظی ۱۲۰ھ عطاء بن دینار ۱۲۶ھ اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سدی ۱۲۷ھ عبداللہ بن ابی نجیح ۱۳۱ھ عطاء بن ابی مسلم (یا ابی سلمہ) خراسانی ۱۳۵ھ عطاء ابن السائب ۱۳۶ھ، زید بن اسلم ۱۳۶ھ، ربیع بن انس ۱۴۰ھ محمد ابن السائب کلبی ۱۴۶ھ۔ ابن جریج ۱۵۰ھ محمد ابن اسحاق بن یسار ۱۵۱ھ معمر بن راشد ۱۵۲ھ ابو جعفر رازی ۱۶۰ھ شعبہ بن الحجاج ۱۶۰ھ سفیان ثوری ۱۶۱ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسرین و مصنفین میں سے تھے، محمد بن سایب کلبی و مقاتل ابن سلیمان یہ ضعیف راوی ہیں، ان حضرات میں سے اکثر کے حالات فقیر نے تاریخ الحدیث میں لکھے ہیں

رجال قرن ثانی

امام کسائی

ابوالحسن علی بن حمزہ کسائی بن عبداللہ بن بہمن بن فیروز نام، خلیفہ ہارون رشید کے مصاحب تھے، فن قراءت کے امام تھے، قراء سبعہ میں سے تھے، امام حمزہ کوفی کے شاگرد تھے ابو عمر حفص ان کے شاگرد تھے ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابو حنیفہ دینوری

ابو حنیفہ احمد بن داؤد نحوی لغوی ۲۸۲ھ میں وفات پائی، ابو حنیفہ بہت

گذرے ہیں اس کنیت کے سولہ اشخاص کے نام تو والد ماجد مدظلہ نے تاریخ الفقہ میں لکھے ہیں، ایک ابو حنیفہ مرجیہ مذہب کا بھی تھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مذمت کی ہے بعض گمراہ فرقے والے ابوحنیفہ دینوری و ابوحنیفہ مرجیہ کے اقوال کو امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف منسوب کرکے دھوکہ دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کی مذمت شیخ عبدالقادر جیلانی نے بھی کی ہے ایک ابوحنیفہ نعمان بھی گذرے ہیں لہذا جب تک پورا نام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی نہ ہو اس وقت تک کسی قول پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے

الفریابی

محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الضبی نام یونس بن ابی اسحاق کے شاگرد تھے امام احمد اور امام بخاری نے ان سے روایت کی ہے ۲۱۱ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابو فید مورج ۱۹۵ھ۔ امام مالک ۱۷۹ھ شیخ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ۱۸۲ھ شیخ حجاج بن محمد ۱۸۶ھ شیخ محمد بن ثور ۱۹۰ھ شیخ وکیع الجراح ۱۹۶ھ شیخ سفیان بن عیینہ ۱۹۸ھ شیخ عبداللہ بن وہب ۱۹۹ھ شیخ ہشیم بن بشر ۱۹۹ھ امام شافعی ۲۰۴ھ شیخ روح بن عبادہ بن ہمام صنعانی ۲۱۱ھ شیخ آدم بن ابی ایاس ۲۲۰ھ شیخ سعید بن داؤد ۲۲۰ھ بھی اس عہد کے مفسرین میں سے ہیں ان حضرات میں سے اکثر کے حالات تاریخ الحدیث میں لکھے جاچکے ہیں۔

رجال قرن ثالث

شیخ ابن ابی شیبہ

عبداللہ بن ابراہیم نام، شیبہ نام، شیخ عبداللہ بن مبارک سے روایت کرتے تھے ان سے امام بخاری و مسلم نے روایت کی ہے صاحب مسند ہیں ۲۳۹ھ میں وفات پائی

شیخ ابن راہویہ

اسحاق بن ابراہیم نام، شیخ فضیل بن عیاض، و شیخ فضل بن دکین کے شاگرد تھے شیخ عبداللہ بن مبارک سے بھی روایت کرتے تھے ان سے شیخ یحیی بن معین نے روایت

کی ہے امام بخاری بھی انکے شاگرد تھے، صاحب تصنیف تھے (۷۷) سال کی عمر میں ۲۳۰ھ میں وفات پائی۔

شیخ عبد بن حمید

صاحب تفسیر و مسند کبیر ہیں، شیخ یزید بن ہارون سے روایت کرتے تھے ان سے عمر بن بجیر نے روایت کی ہے ۲۴۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ علی بن مدینی متوفی ۲۳۴ھ شیخ ابی مروان عبد الملک بن حبیب متوفی ۲۳۸ھ شیخ ابوالحسن علی بن حجر سعدی ۲۴۴ھ شیخ ابو حاتم سہل بن محمد ۲۴۸ھ امام بخاری ۲۵۶ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسرین میں تھے۔ ان میں سے بعض حضرات کے حالات تاریخ الحدیث میں لکھے جا چکے ہیں۔

رجال عہد اختلافی

امام ابن جریر طبری

ابو جعفر ابن جریر نام ۲۲۴ھ میں پیدا ہوئے شیخ اسماعیل بن موسیٰ اسدی سے روایت کرتے تھے۔ ان سے طبرانی نے روایت کی ہے مجتہد صاحب مذہب تھے ان کا مذہب ۴۵۰ھ تک چل کر معدوم ہو گیا۔ کثیر التصانیف مشہور مفسر و مورخ ہیں صاحب تفسیر و تاریخ ہیں ۳۱۰ھ میں وفات پائی۔

ایک ابن جریر طبری فرقہ کرامیہ میں بھی گذرا ہے وہ بھی صاحب تفسیر و تاریخ ہے دونوں میں صرف سنین ولادت و وفات میں فرق ہے بعض لوگ اس ابن جریر کے اقوال ابن جریر کی طرف منسوب کر کے دھوکہ دیتے ہیں۔

کوہستان شام میں ایک فرقہ جریری مشہور ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ امام ابن جریر کا مقلد ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ ابن جریر کرامیہ کا پیرو ہے، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ شیخ ابو سعید کندی متوفی ۲۵۷ھ شیخ ابو عبدالرحمٰن بقی ۲۷۶ھ

قاضی ابو اسحٰق اسماعیل ۲۸۲ھ شیخ ابو اسحاق ابراہیم ۲۸۵ھ شیخ ابو العباس احمد ۲۹۱ھ
شیخ ابراہیم نسفی ۲۹۲ھ شیخ ابو اسحٰق ابراہیم نیشاپوری ۳۰۳ھ شیخ ابو الحسن علی قمی ۳۰۵ھ
شیخ محمد بن یزید ۳۰۶ھ شیخ ابوبکر بن محمد ۳۱۶ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسرین میں سے ہیں۔

رجال صدی چہارم

شیخ ابن المنذر

ابوبکر محمد بن ابراہیم نیشاپوری، شیخ الحرم لقب، کثیر التصانیف ہیں، زیادہ مشہور الاشراف فی مسائل الخلاف، المبسوط و کتاب التفسیر ہیں ۳۱۸ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابن ابی حاتم

عبدالرحمٰن بن محمد بن ابو محمد ادریس بن ابی حاتم التیمی الحنظلی نام، اپنے باپ کے شاگرد تھے انکا ایک ضخیم مسند ہے اور ایک تفسیر چار جلدوں میں ہے ۳۲۷ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابن حیان

ابو الشیخ عبداللہ بن محمد بن جعفر ابن حیان اصفہانی نام، ابو محمد بھی ان کی کنیت ہے تفسیر کے علاوہ علم تفسیر کے متعلق ان کی اور بھی کئی کتابیں ہیں ۳۶۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابی القاسم عبداللہ کعبی متوفی ۳۱۹ھ شیخ ابو الحسن علی اشعری ۳۲۰ھ شیخ ابو اسحق
ابراہیم ۳۲۱ھ شیخ محمد بن بحر ۳۲۲ھ شیخ ابراہیم بن یزید ۳۲۵ھ شیخ ابی بکر محمد بن عزیز
سجستانی ۳۳۰ھ شیخ ابو القاسم عمر ۳۳۴ھ شیخ ابو جعفر احمد ۳۳۸ھ شیخ ابو محمد قاسم ۳۴۰ھ
شیخ محمد حسن ۳۴۱ھ شیخ عبداللہ بن جعفر ۳۴۷ھ شیخ ابوبکر محمد ۳۵۱ھ شیخ ابی نصر منصور
۳۵۳ھ شیخ احمد بن محمد ۳۵۴ھ شیخ ابن حبان ۳۵۴ھ شیخ ابو منصور محمد ۳۷۰ھ شیخ
ابوبکر احمد ۳۷۰ھ شیخ ابی اللیث ۳۸۳ھ شیخ ابو محمد عبداللہ بن عطیہ ۳۸۳ھ شیخ ابو الحسن
علی ۳۸۴ھ شیخ محمد بن علی ۳۸۸ھ شیخ ابی الحسن علی ۳۹۰ھ شیخ ابو ہلال ۳۹۵ھ
شیخ خلف بن احمد ۳۹۹ھ شیخ ابو الفرج احمد ۴۰۰ھ بھی اس عہد کے مشہور
مفسر گذرے ہیں۔

رجال صدی پنجم

شیخ ابن مردویہ

ابوبکر احمد بن موسیٰ اصفہانی نام۔ ان کی چند تصانیف ہیں تفسیر میں اکثر غیر معتبر روایات ہیں جو ابن عباس کی طرف منسوب ہیں سنہ ۴۱۰ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابوالحسن

ابوالحسن علی بن ابراہیم حوفی نحوی نام۔ ان کی تفسیر کا نام البرہان فی تفسیر القرآن ہے دس جلدوں میں ہے اسمیں بیان اعراب وغریب وتفسیر ہے سنہ ۴۳۰ھ میں وفات پائی۔

شیخ عبدالرحمٰن بن محمد فطیس متوفی سنہ ۴۰۲ھ شیخ ابو عبدالرحمٰن محمد سنہ ۴۰۶ھ شیخ ابن فورک سنہ ۴۰۶ھ شیخ ابوالقاسم سنہ ۴۰۶ھ شیخ ابی عبدالرحمٰن السلمی سنہ ۴۱۲ھ، شیخ ابواسحاق سنہ ۴۲۷ھ شیخ الرئیس ابوعلی بن سینا سنہ ۴۲۸ھ شیخ عبدالقاہر بن طاہر سنہ ۴۲۹ھ شیخ اسمٰعیل بن احمد سنہ ۴۳۰ھ شیخ ابی العباس احمد سنہ ۴۳۱ھ شیخ شمس الدین الدفناری سنہ ۴۳۲ھ شیخ ابی ذر سنہ ۴۳۴ھ شیخ ابو محمد مکی سنہ ۴۳۷ھ شیخ ابو عبداللہ جوینی سنہ ۴۳۸ھ شیخ ابی الفتح سلیم سنہ ۴۴۷ھ شیخ ابوالعلاء احمد سنہ ۴۴۹ھ۔ شیخ ابوالحسن ماوردی سنہ ۴۵۰ھ شیخ ابی بکر عتیق سنہ ۴۵۴ھ شیخ ابوبکر احمد بیہقی سنہ ۴۵۸ھ شیخ ابومسلم محمد سنہ ۴۵۹ھ شیخ ابومسلم محمد سنہ ۴۵۹ھ شیخ ابوعمر یوسف سنہ ۴۶۳ھ شیخ ابوالقاسم عبدالکریم سنہ ۴۶۵ھ شیخ ابی الحسن علی سنہ ۴۶۸ھ امام شاہپور سنہ ۴۷۱ھ شیخ ابوعمر یوسف سنہ ۴۷۴ھ شیخ عبدالقاہر جرجانی سنہ ۴۷۴ھ شیخ ابی معشر عبدالکریم سنہ ۴۷۸ھ۔ امام الحرمین ابوالمعالی سنہ ۴۷۸ھ شیخ ابی یوسف عبدالسلام سنہ ۴۸۳ھ شیخ عبدالباقی سنہ ۴۸۵ھ شیخ عبدالہادی سنہ ۴۸۹ھ شیخ ابوعبداللہ سلیمان سنہ ۴۹۴ھ امام حسین راغب سنہ ۵۰۰ھ شیخ ابو محمد شیرازی سنہ ۵۰۰ھ شیخ ابی بکر عبدوس سنہ ۵۰۰ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر تھے۔

رجال صدی ششم

امام غزالی

ابو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی نام، مشہور ائمہ اسلام میں سے تھے کثیر التصانیف

تھے انکی تفسیر یاقوت التاویل (۴۰) جلدوں میں ہے ۵۰۰ھ میں وفات پائی۔

ایک شخص محمود غزالی معتزلی تھا۔ اسکی بھی تفسیر ہے اکثر اہل باطل اس محمود غزالی کے اقوال امام غزالی کی طرف منسوب کرکے دھوکہ دیتے ہیں۔

امام البغوی

امام محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی نام، ان کی تفسیر معالم التنزیل تفاسیر سلف کی جامع ہے حدیثیں اپنی سند سے لاتے ہیں لیکن بعض بے اصل قصے بھی نقل کئے ہیں۔ شیخ تاج الدین ابو نصر عبدالوہاب بن محمد حسینی المتوفی ۸۷۵ھ نے ان کی تفسیر کا اختصار کیا ہے ۵۱۶ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابوالقاسم

ابوالقاسم محمود بن عمر زمخشری نام، جار اللہ لقب خوارزم ضلع زمخشر کے باشندے تھے عرصہ تک مکہ معظمہ میں مقیم رہے اس لئے جار اللہ لقب ہوا چہار شنبہ ۲۷ رجب ۴۶۷ھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ ابونعیم اصفہانی و شیخ ابوالحسن علی بن منظفر نیشاپوری سے علم حاصل کیا ایسے متبحر فاضل ہوئے کہ ادب، فقہ، مناظرہ، نحو وغیرہ تمام علوم میں صاحب کمال تسلیم کئے گئے یہ معتزلی تھے مگر فرعی مسائل میں امام ابوحنیفہ کی تقلید کرتے تھے مختلف علوم وفنون کے متعلق ان کی تصانیف ہیں ان کی تفسیر کشاف بہت مشہور ہے

علامہ احمد بن محمد بن موفق الدین خطیب خوارزم المتوفی ۵۹۸ھ و شیخ محمد ابن ابوالقاسم زین البقالی ان کے شاگرد تھے۔

ایام طالب علمی میں ان کا ایک پیر کٹ گیا تھا۔ اسکی جگہ لکڑی کا پیر لگاتے تھے ۵۳۸ھ ہجری میں وفات پائی۔

شیخ ابن العربی

قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ معروف ابن العربی امام غزالی کے شاگرد تھے، تقریباً تیس کتابیں ان کی تصنیف سے ہیں، ایک تفسیر ہے جس کا نام انوار الفجر ہے (۸۰) جلدوں میں ہے ۵۴۳ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابو الفرج

عبدالرحمٰن بن علی جوزی نام مشہور محدث تھے علم حدیث کی تصانیف میں انہوں نے یہ جدت کی کہ موضوعات کو علیحدہ جمع کر دیا۔ مگر اس میں اس قدر تشدد کیا کہ بڑے بڑوں پر ہاتھ صاف کر گئے۔ اس لئے بعض علماء نے ان کی تردید بھی کی۔ کثیر التصانیف تھے تفسیر کے متعلق ان کی کئی تصانیف ہیں ۵۹۷ھ میں وفات پائی۔

تاج القراء برہان الدین قونوی متوفی ۵۰۰ھ شیخ حسن بن فتح ہمدانی ۵۰۲ھ شیخ ابو الحسن علی ۵۰۸ھ شیخ ابو القاسم عبد اللہ ۵۱۶ھ امام عبد اللہ ۵۲۵ھ قوام السنۃ امام ابو القاسم ۵۳۵ھ شیخ ابو الحسن علی باقولی ۵۳۵ھ شیخ ابی الفیض نجم الدین ۵۳۷ھ شیخ عبد اللہ ابن حسین ۵۳۸ھ شیخ ابو الحسن علی بن عراق ۵۳۹ھ شیخ ابو محمد عبد الحق ۵۴۲ھ شیخ ابو بکر محمد بن عبد اللہ ۵۴۳ھ شیخ ابو المحاسن مسعود ۵۴۴ھ شیخ محمد بن عبد الرحمٰن ۵۴۶ھ شیخ ابی العباس احمد ۵۵۰ھ شیخ نجم الدین ابو القاسم ۵۵۳ھ شیخ علی محمد بن عبد الصمد سخاوی ۵۵۵ھ شیخ علی بن محمد ۵۶۰ھ شیخ محمد بن ابی القاسم ۵۶۲ھ شیخ نصر بن علی ۵۶۵ھ شیخ ابو ہاشم شمس الدین ۵۶۵ھ شیخ ابی عبد اللہ بن ظفر ۵۷۷ھ شیخ برہان الدین ۵۶۹ھ شیخ ابو المظفر محمد ۵۶۹ھ شیخ ابی الحسن علی بن عبد اللہ ۵۷۷ھ شیخ ابو جعفر ظہیر الدین ۵۷۷ھ شیخ ابو القاسم عبد الرحمٰن ۵۸۱ھ شیخ ناصر الدین عالی ۵۸۲ھ امام ابو النصر احمد ۵۸۶ھ شیخ ابی جعفر محمد ۵۸۸ھ شیخ ابو الخیر احمد ۵۹۰ھ شیخ عبد المنعم ۵۹۶ھ شیخ ظہیر الدین ۵۹۸ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر گذرے ہیں۔

رجال صدی ہفتم

امام رازی

ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسین الرازی نام۔ فخر الدین لقب ۵۴۴ھ میں رے میں پیدا ہوئے اپنے والد اور شیخ مجد الدین حنبلی شاگرد امام غزالی سے علم حاصل کیا۔

امام رازی ابتداء میں تنگدست رہے پھر ان کے لڑکوں کی شادی ایک سوداگر کی

لڑکی سے ہوگئی سوداگر کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی اس طرح تمام دولت امام صاحب کے گھر آگئی۔

امام صاحب ہرات گئے تو سلطان حسین نے خود استقبال کیا، امام صاحب کے پاس دور دراز سے کثرت سے طالب علم آتے تھے، تین سو شاگرد ہر وقت ساتھ رہتے تھے شیخ زین الدین الکشی، شیخ ابوبکر ابراہیم بن ابوبکر اصفہانی، شیخ قطب الدین مصری شیخ شہاب الدین نیشاپوری ان کے خاص شاگرد تھے امام صاحب کی سو التصانیف کا تذکرہ تو میں نے دیکھا ہے، جو مختلف علوم و فنون پر ہیں، زیادہ مشہور تفسیر مفاتیح الغیب المعروف بہ تفسیر کبیر ہے اس میں ہر اغریب کو جمع کیا ہے اور علوم عقلیہ و نقلیہ کی بحثیں ہیں۔ عجیب و غریب مفید تفسیر ہے سید مرتضیٰ نے شہاب کی شرح شفا سے نقل کیا ہے کہ امام صاحب تفسیر پوری کرنے نہیں پائے، سورۂ انبیاء تک لکھ سکے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہا، شیخ نجم الدین احمد بن محمد قمولی متوفی ۷۲۷ھ نے اس کی تکمیل کی اور علماء نے بھی اس کی تکمیل و تلخیص کی ہے امام صاحب نے ہرات میں ۶۰۶ھ میں وفات پائی۔

شیخ اکبر ابن عربی

محمد بن علی بن احمد نام، لقب محی الدین، عرف شیخ اکبر و ابن عربی مرتبہ علاقہ اندلس میں ۱۷ رمضان ۵۶۰ھ میں پیدا ہوئے، اندلس کے علاقہ میں ایک بزرگ شیخ ابوبکر گذرے ہیں وہ بھی ابن العربی مشہور ہیں ۵۴۳ھ میں وفات پائی۔ شیخ اکبر اور ان کے درمیان مابہ الامتیاز یہ ہے کہ اگر ابن عربی بغیر الف لام کے ہو تو شیخ اکبر مراد ہیں اور اگر ابن العربی مع الف و لام کے ہو تو شیخ ابوبکر مراد ہوتے ہیں) شیخ ابن بشکوال و شیخ ابن زرقون وغیرہ سے علم حاصل کیا شیخ ابن عساکر و شیخ ابن جوزی اور دیگر محدثین سے بھی سند حدیث حاصل کی ہے ۵۹۸ھ میں حج کیا، پھر مصر و شام و عراق وغیرہ میں سفر کرتے رہے، افادہ و استفادہ فرماتے رہے قونیہ پہنچ کر نکاح کیا ۵۹۰ھ میں شیخ ابومدین مغربی و شیخ جمال الدین بن یونس بن یحییٰ قصار سے علم باطنی حاصل کیا، شیخ کی تصانیف کی تعداد برہان الازہر میں (۲۷۷) لکھی ہے ان میں ایک تفسیر کلاں چھ جلدوں میں ہے سورۂ کہف تک، ایک تفسیر خورد مکمل دو جلدوں

میں ہے، ان کی تصانیف میں زیادہ مشہور فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم ہیں، فتوحات کا اختصار شیخ عبدالوہاب شعرانی ۹۷۳ھ نے کرکے لواقح الانوار القدسیہ نام رکھا پھر اس کا اختصار کرکے کبریت احمر نام رکھا، بعض فتنہ پردازوں نے شیخ کی تصانیف میں تحریف کی ہے چونکہ پریس و مطابع نہ تھے اس لئے شریروں کا یہ داؤں چل گیا بعض ایسے عقائد و مسائل شیخ کی طرف منسوب کردیئے جو ان کے مسلک اور مذہب اہل سنت کے خلاف تھے ان کی بڑی تفسیر میں بھی یہی کارستانی ہوئی ہے۔ علامہ شعرانی نے کبریت میں اس قسم کے مسائل کو نہیں لیا ہے اور لکھا ہے کہ میں نے ایک نسخہ فتوحات کا شیخ شمس الدین سید محمد بن سید ابوالطیب مغربی کے پاس دیکھا جو شیخ اکبر کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اس میں اس قسم کے مسائل نہ تھے اس لئے فتوحات کا مطالعہ کرنے والوں کو کبریت کا مطالعہ ضرور ہے فصوص الحکم کی (۲۷) علماء فضلاء نے شرحیں لکھی ہیں۔ ان میں مولانا صدرالدین قونوی ۶۷۹ھ مولانا عبدالرحمن جامی ۸۹۸ھ میر علی ہمانی ۸۳۵ھ خواجہ پارسا ۸۲۲ھ شیخ کمال الدین زملکانی ۷۲۷ھ امیر کبیر سید علی ہمدانی ۷۸۶ھ بھی ہیں، شیخ ابن عربی نے ربیع الاول ۶۳۸ھ میں وفات پائی، شیخ کے مخالف بھی بہت تھے اور مرید بھی بہت تھے، شیخ کی تائید میں (۱۲) علماء وفضلاء نے کتابیں لکھی ہیں ان میں امام جلال الدین سیوطی، شیخ عبدالوہاب شعرانی، امام عبداللہ یافعی ۷۶۸ھ فیروز آبادی صاحب قاموس، حافظ ابن حجر عسقلانی بھی ہیں۔

قاضی بیضاوی

ابوسعید ناصرالدین عبداللہ بن عمر البیضاوی نام، شافعی المذہب تھے شیراز کے قاضی تھے آخر عمر میں ترک منصب کرکے شیخ محمد بن محمد تختانی کی خدمت میں رہے شیخ کے ایماء سے تفسیر لکھی، ان کی تفسیر مشہور و مقبول ہے اس تفسیر میں اعراب و معانی و بیان کے متعلق جو کچھ ہے وہ تفسیر کشاف کی اور جو حکمت و کلام سے متعلق ہے وہ تفسیر کبیر کی اور جو اشتقاق دغوامض وحقائق و لطائف و اشارات ہیں وہ تفسیر راغب کی تلخیص ہے ان سب پر اپنی طرف سے وجوہ معقولہ و تصرفات مقبولہ کا اضافہ کیا ہے یہ امر قابل افسوس ہے کہ فضائل سور میں ضعیف و موضوع روایات بھی لائے ہیں ۶۹۲ھ میں وفات پائی۔

۔شیخ علم الدین متوفی ۶۰۲ھ ۔شیخ ابو السعادت مبارک ۶۰۶ھ ۔شیخ ابو محمد زور بهان ۶۰۶ھ ۔شیخ موفق الدین ۶۱۰ھ ۔شیخ ابو الحسن علی ۶۱۵ھ ۔شیخ ابو عبداللہ محمد ۶۱۶ھ ۔شیخ نجم الدین ۶۱۸ھ ۔شیخ ابن برجان ۶۲۷ھ ۔شیخ ابی محمد جمال الدین ۶۳۰ھ ۔شیخ شہاب الدین سہروردی ۶۳۲ھ ۔شیخ علم الدین سخاوی ۶۴۲ھ ۔شیخ قاسم بن محمد ۶۴۳ھ ۔شیخ نجم الدین بشیر ۶۴۶ھ ۔شیخ کمال الدین ۶۵۱ھ ۔شیخ ابی سعد محسن ۶۵۲ھ ۔شیخ ابو المظفر شمس الدین ۔شیخ ابن ابی الاصبغ ۶۵۴ھ ۔شیخ ابو الفضل شرف الدین ۶۵۵ھ ۔شیخ عز الدین عبدالرزاق ۶۶۱ھ ۔شیخ عز الدین بن عبدالسلام ۶۶۰ھ ۔شیخ محمد بن علی انصاری ۶۶۲ھ ۔شیخ ابی عبداللہ محمد ۶۷۱ھ ۔شیخ صدر الدین ۶۷۲ھ قاضی تقی الدین ۶۸۰ھ ۔شیخ موفق الدین ۶۸۰ھ ۔شیخ ناصر الدین احمد معروف بہ ابن منیر ۶۸۳ھ ۔شیخ برہان الدین محمد ۶۸۶ھ ۔شیخ برہان الدین ابی المعالی ۶۸۹ھ ۔شیخ سعید الدین ۶۹۰ھ ۔شیخ عبداللطیف ۶۹۱ھ سید الکل ۶۹۱ھ ۔شیخ ابو عبداللہ جمال الدین ۶۹۹ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر تھے۔

رجال صدی ہشتم

شیخ مسعود

۔شیخ مسعود تفتازانی نام، سعد الدین لقب، ماہ صفر ۷۲۲ھ میں تفتازان (نواح خراسان میں ایک قصبہ ہے) میں پیدا ہوئے۔

۔شیخ قطب الدین رازی وغیرہ سے علم حاصل کیا، زبان میں کسی قدر لکنت تھی ماہر علوم وفنون تھے، ان کے درس میں دور دور سے طالب علم آکر شریک ہوتے تھے کم عمری ہی میں تصنیف وتالیف کا شوق تھا، ان کی سب سے پہلی تصنیف جو بعمر ۱۵ سال مدون کی شرح زنجانی ہے جو ۷۳۸ھ کی تصنیف ہے بعض نے ان کو حنفی بعض نے شافعی لکھا ہے لیکن ان کی تمام اولاد شافعی المذہب تھی اس لئے گمان غالب ہے کہ یہ بھی شافعی ہوں گے، تیمور لنگ کی مجلس علمی کے صدر تھے سید شریف جرجانی سے ان کی معاصرانہ

نوک جھونک رہتی تھی، دوشنبہ ۲۲ محرم ۷۹۲ھ میں سمرقند میں وفات پائی ان کی نعش سمرقند سے سرخس کو منتقل کی گئی، ان کی بہت سی تصانیف مختلف علوم و فنون پر ہیں۔ سب سے آخری تصنیف شرح تفسیر کشاف ہے جس کو ۷۸۹ھ سے شروع کیا اور ناتمام چھوڑ گئے۔

تفتازانی کے بعد ان کا بیٹا محمد بادشاہ تیمور کا درباری عالم مقرر ہوا۔ پھر ان کا پوتا قطب الدین یحییٰ بن محمد متوفی ۸۶۸ھ مرزا شاہرخ ابن تیمور کے عہد سے مرزا سلطان حسین کے عہد حکومت تک شیخ الاسلام رہا۔ یحییٰ کے بعد ان کا بیٹا سیف الدین احمد شیخ الاسلام بنایا گیا، سیف الدین کثیر التصانیف ہیں زیادہ مشہور حاشیہ توضیح حاشیہ تلویح حاشیہ شرح وقایہ (جو حاشیہ شیخ الاسلام کے نام سے مشہور ہے) مطول مشہور ہیں

تفتازانی کے شاگردوں میں زیادہ مشہور شیخ برہان الدین متوفی ۸۳۰ھ تھے انہوں نے تفتازانی کی شرح کشاف کا حاشیہ لکھا ہے جس میں سید شریف جرجانی کے ان اعتراضات کے جواب دیئے ہیں جو سید نے تفتازانی پر کئے۔

شیخ علاؤالدین خازن

علاؤالدین بن علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی معروف صوفی خازن ۷۲۵ھ میں وفات پائی ان کی تفسیر کا نام اللباب فی معانی التنزیل معروف تفسیر خازن ہے، یہ چار جلدوں میں ہے تفسیر بغوی کا ملخص ہے بعض فوائد و شرح غریب وغیرہ کا اضافہ کیا ہے مسائل فرعیہ فقہیہ بہت زیادہ ہیں، بعض قصص و روایات ضعیف بھی ہیں۔

شیخ قطب الدین رازی

ابو عبداللہ قطب الدین محمد بن نام، رے کے رہنے والے تھے شیخ عضدالدین کے شاگرد تھے، حنفی المذہب اور کثیر التصانیف تھے ان کی تصانیف میں شرح حاوی کبیر چار جلد و شرح اشارات، قطبی، حاشیہ تفسیر کشاف، سورہ طٰہٰ تک، شرح مطالع

زیادہ مشہور ہیں ان کے شاگردوں میں ان کا غلام مبارک شاہ منطقی زیادہ مشہور تھا سید شریف جرجانی نے بھی مبارک شاہ کی شاگردی کی ہے شیخ قطب الدین رازی نے ۲، ذیقعد ۷۶۶ھ میں وفات پائی۔

شیخ جمال الدین اقصرائی

جمال الدین بن محمد بن محمد بن امام فخر الدین رازی نام، یہ حنفی المذہب تھے قصرایض (ایک موضع کا نام) میں پیدا ہوئے اس لئے اقصرائی مشہور ہوئے موضع قرامان کے مدرسہ مسمی سلسلہ کے صدر مدرس تھے مہتمم مدرسہ نے یہ شرط لگائی تھی کہ جو عالم صحاح جوہری (جو تاج اللغۃ اور صحاح العربیہ کے نام سے بھی مشہور ہے یہ علم لغت کی نہایت ضخیم کتاب ہے علامہ ابو الفراد اسمٰعیل بن عماد جوہری متوفی ۳۹۲ھ کی تصنیف ہے) کا حافظ ہو وہ اس مدرسہ کا صدر مدرس ہو، اقصرائی کے سوا کوئی جوہری کا حافظ نہ نکلا اس لئے یہ صدر مدرس بنائے گئے ان کے درس میں طلبہ کا ہجوم رہتا تھا، ان کی تصانیف میں زیادہ مشہور حاشیہ کشاف اور اقصرائی شرح موجز ہیں ۸۰۰ھ میں یا اس سے کچھ آگے پیچھے وفات پائی۔

حافظ ابن کثیر

ابو الفداء عماد الدین اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی نام، حافظ ابن کثیر لقب الشافعی المذہب تھے اول ان کا خاندان بصرہ میں تھا پھر دمشق کو منتقل ہوا حافظ ابن کثیر ۷۰۰ھ میں پیدا ہوتے، سات برس کی عمر میں یتیم ہوگئے اور بھائی کے ساتھ دمشق میں آکر تحصیل علم میں مشغول ہوئے، شیخ ابن عساکر اور حافظ ابن تیمیہ وغیرہ بہت سے ائمہ سے علم حاصل کیا، حافظ مزی سے بھی استفادہ کیا، حافظ نے اپنی لڑکی کا ان سے عقد کر دیا۔ ان کی تفسیر صحیح اور معتبر ہے ۷۷۴ھ میں وفات پائی۔

شیخ اکمل الدین بابرتی

اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود نام سنہ ۷۱۰ھ میں موضع بابرتا رقریب بغداد میں پیدا ہوئے اکابر احناف میں سے تھے، علامہ محمود بن عبدالرحمٰن الملقب شمس الدین اصفہانی اور بہت سے شیوخ سے علم حاصل کیا۔ خانقاہ شیخونیہ خانقاہ مدرسہ شیخو بھی مشہور تھی، امیر سیف الدین عمر متوفی ۷۵۸ھ نے اس کو ۷۵۶ھ میں بنایا اس میں چار درجہ علیحدہ علیحدہ مذاہب کی تعلیم فقہ کے لئے ایک درجہ علم حدیث کے لئے ایک درجہ تعلیم صحیحین کے لئے بنایا۔ اس مدرسہ کے صدر مدرس کے لئے یہ شرط تھی کہ عالم ہو صوفی ہو مذہب حنفی کی کتابیں پڑھانے میں سب سے زیادہ قابل ہو تفسیر و اصول میں ماہر ہو اس کے سب سے پہلے متولی و صدر مدرس تھے ان کو کئی مرتبہ عہدۂ قضا پیش کیا گیا۔ مگر قبول نہیں کیا کثیر التصانیف تھے، زیادہ مشہور حاشیہ تفسیر کشاف اور شرح وصیت امام ابی حنیفہ شرح تجرید محقق طوسی، غایہ شرح ہدایہ وغیرہ ہیں شب جمعہ رمضان ۷۸۶ھ میں وفات پائی، بادشاہ ان کے جنازہ میں شریک ہوا۔

شیخ بدر الدین زرکشی

بدر الدین محمد بہادر بن عبداللہ زرکشی نام، شافعی المذہب تھے ان کی کئی تصنیفیں ہیں ایک کتاب علوم قرآن پر ہے البرہان فی علوم القرآن نام ہے، اس میں فنون قرآن کو جمع کیا ہے یہ (۴۷) نوع پر مرتب ہے۔ امام سیوطی نے اتقان میں سب کو جمع کر دیا ہے ۷۹۴ھ میں وفات پائی۔

امام حافظ الدین نسفی متوفی ۷۱۰ھ شیخ ابی اسحٰق ابراہیم ۷۰۲ھ شیخ شرف الدین عبدالواحد ۷۰۳ھ شیخ علاؤالدین بن علی ۷۰۵ھ شیخ جمال الدین بن محمود ۷۱۰ھ شیخ ابی جعفر ۷۱۰ھ شیخ قطب الدین محمود ۷۱۰ھ شیخ سلیمان ۷۱۰ھ خواجہ رشید الدین ۷۱۸ھ قاضی عماد ۷۲۰ھ شیخ محمد بن علی ۷۲۳ھ شیخ نور الدین ابی الحسن ۷۲۴ھ

شیخ علاؤ الدین علی ۷۲۵ھ شیخ شہاب الدین احمد ۷۲۸ھ شیخ حسن بن محمد دولت آبادی ۷۳۰ھ شیخ برہان الدین بن ابراہیم ۷۳۲ھ شیخ ابی المکارم ۷۳۴ھ شیخ ہبۃ اللہ ۷۳۸ھ شیخ علی بن محمد ۷۴۱ھ شیخ حسین بن ابی بکر ۷۴۲ھ شیخ علاؤ الدین علی ۷۴۱ھ شیخ شرف الدین طیبی ۷۴۳ھ شیخ اثیر الدین ۷۴۵ھ شیخ ابو الثنار شمس الدین ۷۴۹ھ حافظ ابن قیم جوزیہ ۷۵۱ھ شیخ اشرف تقی الدین ابو الحسن بن الکافی انصاری سبکی ۷۵۶ھ صاحب الدر النظیم۔ شیخ اشرف الدین احمد ۷۵۶ھ شیخ شمس الدین محمد ۷۶۳ھ شیخ ابی امامہ ۷۶۴ھ شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن ۷۶۹ھ شیخ ابو السعادت ۷۷۱ھ شیخ خضر ۷۷۳ھ شیخ ابو حفص سراج الدین ۸۰۳ھ شیخ زین الدین ۷۹۵ھ شیخ ابی بکر بن علی ۸۰۰ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر تھے۔

رجال صدی نہم

سید علی جرجانی

علی بن محمد بن علی نام، سید شریف، سید سند، علامہ جرجانی لقب تھا ۲۲ شعبان ۷۴۰ھ میں بمقام جرجان پیدا ہوئے حنفی المذہب تھے شیخ علاؤ الدین عطار بخاری نقشبندی کے مرید تھے، علامہ مبارک شاہ وغیرہ سے علم حاصل کیا

۷۷۹ھ میں سلطان شجاع الدین بن مظفر قصر زرد میں مقیم تھا، سید کو دربار شاہی میں رسائی کا خیال پیدا ہوا۔ فوجی لباس پہن کر ایوان شاہی پہنچے ایک مصاحب سے کہا میں مسافر ہوں، تیر اندازی میں صاحب کمال ہوں، بادشاہ کو سلام کرنا چاہتا ہوں مصاحب نے بادشاہ کو اطلاع کی یہ طلب کرلئے گئے جب بادشاہ کے سامنے پہنچے تو حکم ہوا کہ تیر اندازی کا کمال دکھاؤ انہوں نے کچھ مسودات پیش کئے اور کہا یہی میرا ہنر ہے اور یہی میرے تیر ہیں۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور ان کو ہمراہ لاکر شیراز کے مدرسہ دار الشفاء کا صدر مدرس مقرر کردیا۔ جب تیمور نے شیراز پر غلبہ پایا اور شہر کے تاراج کا حکم دیا تو وزیر نے

سید جرجانی کا تذکرہ کیا۔ تیمور نے سید کو امان دی، اور اپنے ساتھ سمرقند لے آیا سید نے شیراز میں ۸۱۶ھ میں وفات پائی، ان کی تصنیف سے تین سو کتابیں ہیں۔ تفسیر کشاف و بیضاوی پر حواشی ہیں، ان کے شاگردوں میں زیادہ مشہور ان کے بیٹے محمد (مصنف شرح کتاب ارشاد تفتازانی) اور فخرالدین عم اور فتح اللہ شیروانی ہیں۔

شیخ شمس الدین فناری

شمس الدین محمد بن حمزہ فناری نام، ۷۵۱ھ میں پیدا ہوئے شیخ جمال الدین اقصرائی وغیرہ سے علم حاصل کیا، اپنے والد شیخ حمزہ کے مرید تھے، حنفی المذہب تھے جامع الکمالات تھے، بروسا کے قاضی تھے، سلطان بایزید خان ان کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا، کثیر التصانیف تھے، رجب ۸۳۴ھ میں وفات پائی۔

شیخ علی مصنفک

علی بن مجد الدین بن محمد بن مسعود بن امام فخرالدین رازی نام، مصنفک لقب ۸۰۳ھ میں پیدا ہوئے حنفی المذہب تھے شیخ جلال الدین یوسف و شیخ عبدالعزیز احمد وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ تصنیف کا شوق کم سنی ہی سے تھا۔ اس لئے مصنفک مشہور ہوئے ۸۷۵ھ میں وفات پائی بزرگ صاحب باطن کثیر التصانیف تھے تفسیر کشاف کی شرح لکھی، فارسی میں ان کی کئی تصانیف ہیں۔

شیخ علاؤ الدین قوشجی

علاؤ الدین علی بن محمد قوشجی نام (قوشجی نگہبان باز کو کہتے ہیں) شیخ کے باپ امیر ماوراء النہر کے یہاں اس کام پر ملازم تھے اس سبب سے یہ بھی قوشجی مشہور ہوئے قاضی زادہ سے علم حاصل کیا حنفی المذہب تھے، ان کی تصانیف میں زیادہ مشہور حاشیہ

تفسیر کشاف حاشیہ تفتازانی، شرح تجرید اور رسالہ محمدیہ، سلطان محمد خان کے نام پر معنون کیا تھا) ہیں۔

الغ بیگ امیر سمرقند نے ان کو مہتمم رسدگاہ کا عہدہ دیا، الغ بیگ کے بعد اس کے لڑکوں نے کچھ قدر نہ کی یہ برداشتہ خاطر ہو کر تبریز آگئے۔ امیر حسن والی تبریز نے ان کی بہت قدر کی، اسی زمانہ میں امیر تبریز سے سلطان محمد خان ناخوش ہو گیا، جنگ کے آثار نمایاں ہوئے، والی تبریز نے قوشجی کو سفیر بنا کر بھیجا انہوں نے اس طرح حق رسالت ادا کیا کہ سلطان ان کا گرویدہ ہو گیا، اور تمام معاملات خوبی سے طے ہو گئے، سلطان نے اصرار کیا کہ یہیں قیام کریں۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ تبریز جا کر بار رسالت سے سبکدوش ہو کر آؤں گا۔ جب یہ تبریز پہنچے پیچھے سے سلطان کا قاصد ان کی طلب میں پہنچا جب یہ روانہ ہوئے، سلطان نے یہ انتظام کیا کہ ہر منزل پر ان کا شاہانہ استقبال ہوتا تھا جب یہ قسطنطنیہ پہنچے، سلطان نے اپنا مصاحب بنایا پھر مدرسہ ایا صوفیہ کا صدر مدرس کر کے دو سو روپیہ ماہانہ وظیفہ کر دیا۔ قوشجی نے ۸۷۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابوطاہر فیروز آبادی

ابوطاہر محمد مجدالدین بن یعقوب فیروز آبادی نام ۷۲۹ھ میں گازرون میں پیدا ہوئے، یمن کے قاضی مقرر ہوئے، لغت و تفسیر و حدیث میں ان کی تصانیف کی تعداد چالیس سے زیادہ ہے قاموس ان کی تصنیف ہے ۸۱۷ھ میں زبید میں وفات پائی۔

شیخ محمد بن عرفہ متوفی ۸۰۳ھ، شیخ برہان الدین ابراہیم ۸۰۵ھ، شیخ ابوبکر محمد ۸۰۶ھ، شیخ ابوزرعہ ۸۲۶ھ، شیخ قطب الدین محمد ۸۲۱ھ، خواجہ محمد پارسا ۸۲۲ھ، شیخ محمد زاہد ۸۲۳ھ، شیخ بدر الدین محمود ۸۲۴ھ، شیخ جلال الدین عبدالرحمٰن ۸۲۴ھ، خواجہ سید گیسو دراز ۸۲۵ھ، شیخ شہاب الدین احمد ۸۲۸ھ، شیخ شہاب الدین سیواسی ۸۳۰ھ، شیخ علی مہائمی ۸۳۵ھ، شیخ سراج الدین عمر ۸۴۰ھ، ملک العلماء شمس الدین ۸۴۹ھ، حافظ ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ، شیخ محمد ابن احمد ۸۵۵ھ، عرب شاہ ۸۵۴ھ، شیخ علاؤ الدین علی ۸۶۰ھ، شیخ جلال الدین

محلی ٨٦٤ھ شیخ علم الدین ٨٦٨ھ شیخ نورالدین بن حمزہ قرامانی ٨٧١ھ شیخ محمد بن بسطامی ٨٧٥ھ شیخ ابی زید ٨٧٦ھ شیخ شمس الدین ٨٧٦ھ سید قاسم بن قطلوبغا ٨٧٩ھ شیخ ناصرالدین محمد ٨٨٢ھ شیخ برہان الدین ابراہیم ٨٨٥ھ شیخ محمد بن فرامرز معروف ملا خسرو ٨٨٥ھ شیخ مصلح الدین مصطفےٰ معروف ابن النجید استاد سلطان محمد فاتح ٨٨٦ھ شیخ علی الشہیر سلیمونی عران طوسی ٨٨٧ھ شیخ ابی الغنائم ٨٨٧ھ شیخ بایزید خلیفہ ٨٨٨ھ سید معین ٨٨٩ھ شیخ برہان الدین کتانی ٨٩٠ھ مولانا جامی ٨٩٢ھ شیخ احمد کورانی ٨٩٣ھ ملا حسین واعظ ٩٠٠ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر گذرے ہیں۔

رجال صدی دہم

شیخ محی الدین نکساری

محی الدین محمد بن ابراہیم بن حسین نام شیخ حسام الدین توقانی کے شاگرد تھے مدرسہ قطلوفی کے صدر مدرس تھے ۔ حنفی المذہب تھے اسی وجہ سے سلطان بایزید خان نے پچاس درہم یومیہ وظیفہ مقرر کیا تھا۔ بیضاوی پر ان کا حاشیہ ہے ٩٠١ھ میں وفات پائی۔

امام سیوطی

عبدالرحمٰن بن ابوبکر کمال بن محمد بن سابق الدین بن عثمان نام ، ابوالفضل کنیت جلال الدین لقب ، موضع اسیوط (علاقہ مصر) کے باشندہ تھے ٨٤٩ھ میں پیدا ہوئے شیخ الاسلام علم الدین بلقینی ، شیخ تقی الدین شمنی محی الدین کافیجی سے علوم حاصل کئے ، ان کے والد ان کو بعمر ۳ سال بخیال حصول برکت ایک مرتبہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے درس میں لے گئے ۔ اس لئے بعض نے ان کو حافظ کا شاگرد لکھ دیا ہے ان کی چند کتابیں تفسیر و علم تفسیر کے متعلق ہیں۔ کل تصانیف کی تعداد پانچسو ہے ٩١١ھ میں وفات پائی۔

شیخ محمد

محمد بن مصطفیٰ بن حاجی حسن نام، ماہر علوم وفنون تھے، حنفی المذہب تھے سلطان محمد خان ان کا قدردان تھا، قسطنطنیہ کے جج تھے، نوے برس کی عمر میں سنہ ۹۱۱ھ میں وفات پائی، تفسیر بیضاوی پر سورۃ انعام تک ان کا حاشیہ ہے۔ میزان الصرف ان کی تصنیف ہے

شیخ اسماعیل

کمال الدین اسمٰعیل قرامانی نام، قرۃ الکمال لقب، شیخ احمد ضیائی اور ملا خسرو کے شاگرد تھے، ماہر علوم تھے، حنفی المذہب تھے، مدرسہ ادرنہ کے صدر مدرس تھے ان کو ساٹھ درہم یومیہ وظیفہ ملتا تھا، تفسیر بیضاوی کے محشی ہیں۔ اور بھی چند تصانیف ہیں سنہ ۹۲۰ھ میں وفات پائی۔

شیخ شمس الدین

شیخ شمس الدین احمد بن سلیمان بن کمال نام، ابن کمال پاشا لقب، حنفی المذہب تھے، سلطان سلیم خان ان کا قدردان تھا، قاضی عسکر تھے، بیضاوی کے محشی تھے سنہ ۹۴۰ھ میں وفات پائی۔

شیخ زادہ

اس لقب سے دو مفسر مشہور ہیں اور دونوں بڑے ماہر علوم و محقق گذرے ہیں ایک محمد بن مصلح الدین رومی حنفی محشی بیضاوی صدر مدرس قسطنطنیہ متوفی سنہ ۹۵۰ھ ان کا بیضاوی کا حاشیہ چھ جلدوں میں ہے۔

دوسرے عبدالرحمٰن بن جمال الدین یہ قصبہ مرزیفون کے باشندہ اور مفتی ابوالسعود مفسر کے شاگرد تھے سنہ ۹۷۱ھ میں وفات پائی۔

شیخ محی الدین

محی الدین محمد بن مصلح الدین قوجوی نام ۔ قسطنطنیہ میں مدرس تھے سلطنت کی طرف سے پندرہ روپیہ یومیہ ذطیفہ تھا۔ یہ تمام غرباء پر صرف کر دیتے تھے آخر تارک الدنیا ہو گئے، تفسیر بیضاوی پر ان کا حاشیہ ہے جو کثیر النفع ہے ۹۵۱ھ میں وفات پائی ۔

مفتی ابوالسعود

ابو سعود بن محی الدین محمد بن مصطفےٰ عمادی نام ، قصبہ اسکلیب (علاقہ روم) کے باشندے تھے ۸۹۶ھ میں پیدا ہوئے ، اپنے باپ اور شیخ موید زادہ سے علم حاصل کیا ، سلطان سلیمان خان اور سلطان سلیم ان کے قدردان تھے ۹۸۲ھ میں وفات پائی ۔

ان کی تفسیر ارشاد العقل السلیم معتبر و مستند جامع تفسیر ہے ، اس کی ایسی شہرت ہوئی کہ سلطان سلیمان خان نے اس کے مطالعہ کا شوق کیا ، مصنف نے غیر مکمل ہی بھیجدی سلطان نے انکے ذطیفہ میں پانچسو درم یومیہ کا اضافہ کیا جب تفسیر مکمل ہو گئی چھ سو درہم یومیہ مستقل ذطیفہ کر دیا ۔ انکا تفسیر کشاف پر بھی حاشیہ ہے یہ خطیبُ المفسرین مشہور ہیں

ملا فتح اللّٰہ

ملا فتح اللّٰہ شیرازی نام ، عادل شاہ بادشاہ بیجاپور دکن نے ان کو شیراز سے دکن بلایا یہاں آکر تفسیر تصنیف کی پھر اکبر بادشاہ نے طلب کیا یہ فتحپور سیکری پہنچے ، بادشاہ کی طرف سے عبدالرحیم خانخاناں و حکیم ابوالفتح نے استقبال کیا ۔ بادشاہ نے ان کو صدر الصدور کے عہدہ پر مقرر کیا ، کشمیر میں ۹۹۷ھ میں وفات پائی ۔ ملا عبدالسلام لاہوری محشی بیضاوی ان کے شاگرد تھے ۔

منشی

محمد بن بدر الدین صاروخانی نام ، منشی لقب انہوں نے تفسیر لکھ کر سلطان مراد خان

ثالث کو بھی، سلطان نے ان کو شیخ الحرم مقرر کیا ۹۰۱ھ میں وفات پائی
شیخ کمال الدین محمد بن ابی شریف قدسی متوفی ۹۰۲ھ شیخ محی الدین بن قاسم مشہور بہ اخوین ۹۰۴ھ شیخ ابی الحسن محمد ۹۰۵ھ سید معین الدین ۹۰۵ھ شیخ جلال محمد ۹۰۹ھ شیخ مصطفٰے ابن شعبان سروری ۹۱۹ھ شیخ عبدالرحمٰن ۹۲۲ھ شیخ محی الدین محمد اسکلبی ۹۴۲ھ شیخ جمال الدین ۹۳۰ھ قاضی زکریا ۹۲۶ھ قاضی القضاۃ شہاب الدین بن حلیل الخولی ۹۳۶ھ شیخ محمد بن محمود ۹۴۰ھ شیخ ابوالفضل قرشی صدیقی خطیب معروف کازرونی ۹۴۰ھ شیخ عصام الدین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ اسفرائینی ۹۴۳ھ شیخ سعد اللہ بن عیسٰی مشہور سعدی آفندی ۹۴۵ھ شیخ علائی بن محی شیرازی ۹۴۵ھ شیخ غیاث الدین ۹۴۹ھ شیخ عبدالاول حسینی معروف ام ولد ۹۵۰ھ شیخ شمس الدین محمد بن علی ۹۵۱ھ شیخ بہاء الدین ۹۴۹ھ شیخ بدر الدین ۹۵۶ھ شیخ محمود بن حسین افضل ۹۶۰ھ شیخ محمد بن کمال تاشکندی شیخ تاج الدین ۹۶۰ھ شیخ احمد بن محمود ۹۷۱ھ شیخ غرس الدین حنفی حلبی ۹۷۱ھ شیخ محمد بن ابراہیم ۹۷۱ھ شیخ نور الدین احمد بن خضر المعروف کازرونی ۹۷۵ھ شیخ محمد بن عبدالوہاب مشہور بہ عبدالکریم زادہ ۹۷۵ھ شیخ مصلح الدین سنان ۹۷۷ھ شیخ مصطفٰے بن محمد معروف بستان ۹۷۷ھ مفتی ابوالسعود ۹۸۲ھ شیخ مصلح الدین ۹۷۹ھ شیخ بدر الدین ۹۸۴ھ شیخ سنان الدین یوسف بن حسام الدین ۹۸۶ھ، شیخ محمد طاہر ۹۸۶ھ، ملا عوض ۹۹۴ھ شیخ وجیہ الدین گجراتی ۹۹۸ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر گذرے ہیں۔

رجال صدی یازدہم

شیخ نور الدین

نور الدین علی بن محمد سلطان القاری الہروی نام، مشہور محدث و مصنف تھے ان کی تصانیف کی تعداد امام سیوطی سے کچھ ہی کم ہے، تفسیر جلالین پر ان کا حاشیہ جمالین نام ہے جس کو انہوں نے ۱۰۱۰ھ میں ختم کیا، تفسیر کے متعلق اور بھی ان کی تصنیف ہے ۱۰۱۴ھ

یں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔

قاضی عبدالشہید

عبدالشہید بن تاج الدین بن عبدالرحمن بن قاضی حسن زنجانی نام، سیوہارہ کے رہنے والے تھے ان کے پر دادا قاضی حسن بابر بادشاہ کے ساتھ آتے تھے، بادشاہ نے سیوہارہ جاگیر میں دیا ان کو بارہ ہزار حدیثیں یاد تھیں۔ ان کا ایک مسند بھی تھا جو ۱۱۸۵ھ تک خاندان میں محفوظ رہا۔ یہ اپنے باپ اور دادا کے شاگرد تھے۔ ان کے باپ حافظ ابن حجر عسقلانی کے شاگرد تھے، ان کا اور امام سعد زنجانی کا سلسلہ نسب ایک ہی تھا، قاضی حسن کے بھتیجے حسن بن نجیب الدین اکبر بادشاہ کی وزارت خارجیہ کے ممبر تھے،

امام سعد کا ترجمہ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔

احمد بن ابوالحسن بن محمد بن احمد بن امام قاسم بن محمد بن حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حسین	ابی بکر
محمد	ابو محمد
علی	عبداللہ

امام سعد زنجانی ابوالمنصور الحکیم (آگے سلسلہ اس طرح ہے)

حسن زنجانی بن محمد عرف شاہ عبدالباری متوکل بن ابو محمد جلال الدین فقہ بن احمد ابن ابوالوفا اکمل الدین بن عبدالقاہر بن العلی بن ابی الفضل عبدالرحیم بن عبدالکریم بن ابی القاسم بن ابویوسف بن ابی المنصور الحکیم

قاضی عبدالشہید اپنے باپ کے شاگرد تھے [illegible]ھ میں اپنے باپ کے بعد قاضی مقرر ہوئے اکبر بادشاہ کا عہد حکومت تھا مذہب کے لیے مسموم ہوا چل رہی تھی، اکثر علماء نے مخالفت کی اور فتوے دیے قاضی عبدالشہید نے بادشاہ کے عقائد کے خلاف بہت کچھ وعظ و تلقین میں کہا۔ بادشاہ نے نصف جاگیر، نشان و منصب ضبط کر لیا مگر انہوں نے وعظ کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہ مشہور محدث اور صاحب باطن بزرگ تھے خواجہ نظام الدین کے

نے بھی ان سے آکر فیض حاصل کیا تھا۔ ان کی تفسیر کا نام بیان القرآن تھا دس جلدیں تھیں ۱۰۰۱ھ میں وفات پائی، راقم السطور کے اجداد میں سے تھے آگے راقم السطور تک سلسلہ یہ ہے

عبدالصمد بن ظہور الحسن بن محی الدین بن علی احمد بن جلال الدین بن امین الدین بن غلام علی ابن محمد حنیف بن ضیاء الدولہ عماد الملک ثابت جنگ قاضی بدر عالم بن کمال الدین بن قاضی عبدالشہید سیوہاروی (منقول از تذکرۃ الحفاظ و آئین اکبری، و تاریخ سیوہارہ و شجرات الاولیاء و تاریخ الحدیث)

شیخ نظام الدین

نظام الدین بن عبدالشکور نام، تھانیسر (ہندوستان) کے رہنے والے تھے اکبر بادشاہ کی مخالفت کی وجہ سے بلخ کو چلے گئے، شیخ جلال الدین تھانیسری کے مرید تھے ان کی تفسیر نظامی ہے ۱۰۲۴ھ میں وفات پائی۔

شیخ شہاب الدین خفاجی

شہاب الدین احمد نام قبیلہ خفاجہ (خفاجہ ایک شاخ کا نام قبیلہ بنی عامر کی) سے تھے، اپنے ماموں شیخ ابوبکر شنوانی و شیخ الاسلام محمد رملی کے شاگرد تھے حنفی المذہب تھے مختلف علوم و فنون پر ان کی تصانیف ہیں، تفسیر بیضاوی پر حاشیہ ہے اسکا نام عنایۃ القاضی ہے نہایت عمدہ حاشیہ ہے ۱۰۶۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ مبارک ۱۰۰۱ھ شیخ اسماعیل ۱۰۰۲ھ شیخ منصور طبلاوی ۱۰۱۴ھ شیخ محمد نسردی ۱۰۱۶ھ شیخ عبدالمحسن ۱۰۳۲ھ شیخ اسماعیل ۱۰۳۸ھ شیخ یوسف ۱۰۵۵ھ شیخ عبدالصمد ۱۰۸۲ھ بھی اس دور کے مشہور مفسر تھے

رجال صدی دوازدہم

شیخ سلیمان جمل

تفسیر جلالین پر ان کا حاشیہ ہے یہ سب حاشیوں سے اچھا ہے بیضاوی کشاف

تفسیر ابو السعود، خازن، سیمین، کرخی، تفتازانی، بغوی، خطیب، ابوحیان وغیرہ سے اخذ کیا گیا ہے ۱۲۰۰ھ میں وفات پائی۔

شیخ غلام نقشبندی متوفی ۱۱۲۱ھ ملا جیون ۱۱۳۰ھ مولوی علی اصغر ۱۱۴۰ھ شیخ مصطفیٰ ۱۱۵۵ھ، شاہ ولی اللہ دہلوی ۱۱۷۶ھ، مولوی رستم علی ۱۱۷۸ھ بھی اس کے عہد کے مشہور مفسر ہیں۔

رجال صدی سیزدہم

قاضی شوکانی

محمد بن علی بن محمد شوکانی یمنی نام۔ ۱۱۷۲ھ میں شوکان میں پیدا ہوئے حافظ علی بن ابراہیم ابن عامر وغیرہ سے علم حاصل کیا، کثیر التصانیف و مشہور مصنف و مفسر ہیں ان کی تفسیر فتح القدیر اچھی تفسیر ہے۔ ابوسعود، بیضاوی، کشاف وغیرہ سے اخذ کیا ہے۔ ۱۲۵۰ھ میں وفات پائی۔ مولوی عزیز اللہ ہمرنگ اورنگ آبادی (ان کی تفسیر بزبان اردو ۱۲۲۱ھ کی تصنیف ہے)

مولوی عبد الباسط متوفی ۱۲۲۳ھ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۱۲۲۵ھ شاہ عبد القادر دہلوی ۱۲۳۰ھ شاہ عبد العزیز دہلوی ۱۲۳۹ھ مولوی ولی اللہ ۱۲۴۹ھ شیخ محمد سعید ۱۲۶۱ھ نواب قطب الدین خاں دہلوی ۱۲۶۵ھ شیخ ابوالبرکات ۱۲۸۰ھ مولوی سلام اللہ ۱۲۸۰ھ ہجری مولوی الحسن ۱۲۸۰ھ مولانا حیدر علی (غالباً ۱۲۹۰ھ) اس عہد کے مشہور مفسر تھے۔

رجال صدی چہاردہم

علامہ رشید رضا

مصر کے مشہور عالم اور اخبار المنار مصر کے ایڈیٹر تھے، لطور سیاحت ہندوستان بھی تشریف لائے تھے کئی کتابیں ان کی تصنیف سے ہیں، اپنی تفسیر کو آیہ سورہ یوسف

توفیٰ مثلہا دُ ا لعتقنی با لصّٰلحین تک لکھنے پائے تھے کہ ۱۳۵۴ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا علامہ محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ نواب صدیق حسن خان ۱۳۰۷ھ نواب وقار نواز جنگ ۱۳۲۹ھ حکیم محمد احسن امروہوی ۱۲۹۹ھ مولانا احمد حسن امروہوی ۱۳۳۰ھ مولانا عبد الحق دہلوی ۱۳۳۵ھ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی ۱۳۳۹ھ اس عہد کے مشہور مفسرین میں تھے۔

مفسرین حال

شیخ عبد الہادی

اصل باشندے بخارا کے ہیں عرصہ دراز سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں، شاہ عبد الغنی مہاجر مدنی کے مرید و شاگرد ہیں، شیخ محمد یعقوب کی خلیفہ شاہ نیاز احمد بریلوی کی طرف سے بھی مجاز بیعت ہیں۔ شیخ عبد الہادی حیدر آباد تشریف لائے تھے والد صاحب سے ان تمام سلاسل میں اجازت حاصل کی جن میں حضرت موصوف کو حضرت موصوف کو حضرت، مولانا احمد حسن محدث امروہی و حضرت حافظ عبد الرحمٰن پنجابی کی طرف سے اجازت ہے والد صاحب کو اپنی طرف سے سلسلہ نیازیہ میں مجاز کیا ۱۳۴۴ھ میں حیدر آباد دکن تشریف لائے تھے شیخ اس وقت تک ۱۹ پاروں کی تفسیر لکھ چکے تھے، طبع نہیں ہوئی، تحقیق البیان نام تجویز کیا تھا، معلوم نہیں تکمیل تفسیر کی یا نہیں (۸۰) برس کا سن ہے مکہ معظمہ میں بقید حیات ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ابو الکلام آزاد، مولوی ثناء اللہ امرتسری خواجہ عبد الحی مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا حسین احمد شیخ الہند ثانی، مولانا احمد علی لاہوری تلمیذ مولانا عبید اللہ سندھی اس عہد کے مشہور مفسر ہیں۔

الباب الرابع فی الشتات

بعض اصطلاحات

صرف ان اصطلاحات کو لکھا جائے گا جن کا ذکر اس کتاب میں آیا ہے

تعوّذ : اعوذ باللہ

تسمیہ : بسم اللہ

فاتحہ : الحمد شریف

فسطاط القرآن : سورۂ بقر

سبع طوال : سات بڑی سورتیں ، بقرہ ، آل عمران ، نساء ، مائدہ ، انعام ، اعراف ، انفال مع توبہ ۔

مئین : وہ سورتیں جن میں کم وبیش سو آیتیں ہیں ، سورۂ یونس سے فاطر تک

مثانی : سورۂ یٰس سے قٓ تک سورتیں مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں قصص کو دہرایا گیا ہے اور بار بار نصیحتیں کی گئی ہیں ، یہ سو سے کم آیت والی سورتیں ہیں

مفصل : سورۂ قٓ سے آخر تک کی سورتیں ۔ مفصل اس لئے کہتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی سورتیں جدا جدا ہیں ۔ مفصل کی تین قسمیں ہیں ۔

طوال ، اوساط ، قصار

طوال : قٓ سے مرسلات تک

اوساط : نبأ سے ضحیٰ تک

قصار : الم نشرح سے ناس تک

مقری : پانچویں صدی ہجری تک علوم قرآن میں فن قرآت ، تفسیر علم ، ناسخ ومنسوخ ، اہم علوم تھے ، درس وتدریس وسلسلہ روایت میں تقریباً

وہی اہتمام تھا جو فن حدیث میں تھا اللہ علوم کے ارباب کمال کو مقری ہی کہتے تھے
مقری کا تمام علوم دینیہ میں صاحب دستگاہ ہونا شرط تھا [۱]

ذہراوین، سورۂ بقرہ و آل عمران۔

قلاقل۔ چاروں قل یعنی ناسؔ، فلقؔ، اخلاص، کافرون

جزو:۔ کتاب کے ایک مکمل حصے کو کہتے ہیں جس کو ہم جلد بولتے ہیں (مراداز جزو جلد است[۲]) اہل عرب کتاب کو مجلد اس وقت کہتے ہیں جب اس کی جلد بن جائے ہم جس کو جزو کہتے ہیں یعنی سولہ صفحات اہل عرب اس کو کراسہ کہتے ہیں۔

سند:۔ راویوں کا سلسلہ یعنی زید اس طرح بیان کرے کہ میں نے عمر سے سنا عمر نے خالد سے۔

عالی:۔ جس سند میں تعداد رجال کم ہو۔

نازل:۔ جس سند میں تعداد رجال زیادہ ہو۔

صحابی:۔ وہ مسلمان جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور اس کا خاتمہ بھی اسلام پر ہوا۔

تابعی:۔ وہ مسلمان جنہوں نے کسی صحابی کو دیکھا اور ان کا خاتمہ بھی اسلام پر ہوا۔

تبع تابعی:۔ وہ مسلمان جنہوں نے کسی تابعی کو دیکھا ہو اور ان کا خاتمہ بھی اسلام پر ہوا ہو۔

مخضرمین:۔ وہ لوگ جنہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے دیکھے مگر رسول کریم کے دیدار سے مشرف نہیں ہوئے اور ان کا خاتمہ اسلام پر ہوا

تخریج:۔ تلاش کرکے کسی حدیث کی سند نکالنا۔ اور کسی حدیث کو مع سند ذکر کرنا۔

روایت:۔ جو حدیث یا اثر بیان کیا جائے۔

راوی:۔ روایت بیان کرنے والا۔

مروی عنہ جس سے روایت بیان کی گئی۔

---

[۱] کتاب الناسخ والمنسوخ لابی جعفر النحاس [۲] کتاب الانساب للسمعانی [۳] اکسیر فی اصول التفسیر

حدیث ۔ قول و فعل و تقریر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کو خبر بھی کہتے ہیں حدیث کی بہت سی قسمیں ہیں۔ بعض اقسام یہ ہیں۔

صحیح وہ حدیث ہے جس کے راوی متدین، متشرع، جید الحفظ ضابطہ عادل ہوں اور اس کی سند مسلسل ہو اور اس میں کوئی علت نہ ہو۔

ضعیف وہ روایت جس میں کوئی راوی کم فہم یا بدحافظہ ہو۔

موضوع بنائی ہوئی حدیث جس کا راوی وضاع مشہور ہو۔

متواتر وہ روایت جس کو اس قدر اشخاص بیان کریں کہ ان کا جھوٹ پر مجمع ہونا محال ہو علماء نے ان کی تعداد مختلف قرار دی ہے کم۔ ۵، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۲۰، ۴۰، ۷۰، ۳۔۔ تواتر کی چار قسمیں ہیں۔ تواتر اسنادی، تواتر طبقہ، تواتر قدر مشترک، تواتر توارث۔

تواتر اسنادی جو صحابہ سے بسند صحیح مذکور ہو

تواتر طبقہ یہ نہ معلوم ہو کہ کس نے کس سے لیا بلکہ یہ معلوم ہو کہ پچھلی نسل نے اگلی نسل سے لیا۔

تواتر قدر مشترک مختلف خبر واحدیں قدر مشترک متفق علیہ حصہ جو تواتر کو پہنچ گیا، مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات جو کہ متواتر ہیں کچھ خبر آحاد ہیں ان اخبار آحاد میں اگر کوئی مضمون قدر مشترک مل جاتا ہے تو وہ قطعی ہو جاتا ہے

بعض احادیث ایسی ہیں جو باعتبار الفاظ اور سند کے متواتر نہیں ہیں وہ باعتبار معنی کے متواتر ہو جاتی ہیں، اگر ان کے معنی اتنے راویوں اور سندوں سے آئے ہوں کہ ان کا جھوٹ پر مجمع ہونا محال ہو۔

تواتر توارث ۔ نسل سے نسل نے لیا ہو یعنی بیٹے نے باپ سے لیا، اس نے اپنے باپ سے لیا۔

متصل جس کی سند میں از اول تا آخر ایک راوی بھی ساقط نہ ہوا ہو۔

آحاد ۔ جو روایت متواتر نہ ہو۔

مرفوع جس حدیث کی سند رسول کریم پر منتہی ہو اور تمام راوی ثقہ ہوں۔

شاذ۔ اگر ثقہ راوی نے کوئی ایسی روایت کی کہ جو اس سے راجح راوی کی روایت کے خلاف ہے تو اس روایت کو شاذ کہیں گے۔

مرسل: "تابعی سے اوپر کا راوی جس حدیث کا ساقط ہو۔

مشہور۔ وہ صحیح روایت جس کے ہر طبقہ میں کم از کم تین راوی ضرور ہوں یا جس کی روایت عہد صحابہ میں کم ہوئی ہو۔ اس میں یہ ضرور نہیں کہ رُواۃ کا سلسلہ ابتدا سے انتہا تک یکساں ہو۔

منقطع جس حدیث کی سند سے ایک یا کئی راوی متفرق مقامات سے ساقط ہوں۔

اثر۔ قول وفعل و تقریر تابعی۔

محدث جو شخص علوم دینیہ کا متبحر فاضل اور ماہر علوم حدیث ہو اور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف علم حدیث میں مشغول ہو۔

مفسر۔ جو شخص درس و تدریس و تالیف علم حدیث میں مشغول ہو اور علوم دینیہ کا متبحر فاضل اور ماہر علوم تفسیر ہو۔ درحقیقت محدث و مفسر کی کوئی تقسیم قدیم سے نہیں ہے بلکہ بعض مصنفین حال نے ایسا کیا ہے۔

طرق۔ سلسلہ روایت۔

سنت قول وفعل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

صحاح ستہ۔ حدیث کی چھ کتابیں، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی سنن ابی داود سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، اسی ترتیب سے ان کتابوں کا مرتبہ ہے۔

ائمہ ستہ۔ حدیث کے چھ امام، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداود، امام نسائی، امام ابن ماجہ۔

ائمہ خمسہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداود، امام نسائی

وحی جو حکم خدا کی طرف سے رسول کریم پر نازل ہوا۔ اس کی دو قسمیں ہیں، وحی خفی، وحی جلی،

وحی جلی جس کے الفاظ من جانب اللہ حضور پر نازل ہوئے اور آپ نے اس

کو پڑھ کر سنایا اس کو وحی متلو بھی کہتے ہیں، یہ قرآن مجید ہے۔
وحی خفی جس کا مطلب حضور کے قلب مبارک پر نازل ہوتا تھا اور اس کو حضور اپنے الفاظ و عبارت میں بیان فرماتے تھے۔ اس کو وحی غیر متلو بھی کہتے ہیں یہ حدیث ہے۔

تعامل۔ عملدرآمد

متن ۔ روایت کی اصل عبارت

شیخین :۔ امام بخاری و مسلم

مکثرین جن اصحاب کی مرویات کی تعداد ہزار یا اس سے زیادہ ہے۔

متوسطین۔ جن اصحاب کی مرویات کی تعداد پانچو یا اس سے زیادہ ہے۔

مقلین جن اصحاب کی مرویات کی تعداد پانسو سے کم ہے۔

اقلین جن اصحاب کی مرویات کی تعداد چالیس سے کم ہے

متفق علیہ وہ حدیث جس کو امام بخاری و امام مسلم دونوں نے روایت کیا ہو۔

افراد بخاری جس کو صرف امام بخاری نے روایت کیا ہو۔

افراد مسلم جس کو صرف امام مسلم نے روایت کیا ہو۔

اصح الاسانید جس روایت کے تمام راوی ہر طرح اعلیٰ درجہ کے ہوں۔
بعض ائمہ نے کہا ہے کہ اصح الاسانید امام زین العابدین ہیں جبکہ وہ اپنے باپ امام حسین اور وہ حضرت علی سے روایت کریں۔
بعض کا قول ہے کہ نافع تابعی ہیں جب کہ وہ حضرت ابن عمر سے روایت کریں۔
بعض کا قول ہے کہ امام زہری ہیں جبکہ وہ سالم سے اور سالم حضرت ابن عمر سے روایت کریں۔

بعض کا قول ہے کہ محمد بن سیرین ہیں جبکہ وہ عبیدہ بن عمر سے اور وہ حضرت علی سے روایت کریں بعض کا قول ہے کہ ابراہیم نخعی ہیں جب کہ وہ علقمہ سے اور وہ حضرت ابن مسعود سے روایت کریں۔

سلسلۃ الذھب :۔ وہ روایت جس کو امام مالک نافع تابعی سے بواسطہ

حضرت ابن عمر روایت کریں۔

مسند۔ حدیث کی وہ کتاب جس میں احادیث کو بترتیب صحابہ جمع کیا گیا ہو خواہ باعتبار حروف ہجی، خواہ باعتبار سبقت اسلام خواہ باعتبار شرافت نسبی۔

شرائط شیخین۔ امام بخاری و امام مسلم نے جو شرطیں قبول حدیث کے لئے مقرر کی ہیں۔

نقل۔ آیت قرآن

جرح۔ مذمائم بیان کرنا۔

تعدیل۔ اوصاف بیان کرنا۔

ضعیف وہ راوی جس میں کوئی عیب ہو یعنی بد حافظہ ہو، وہمی ہو، غلطیاں کرتا ہو وغیرہ وغیرہ۔

مجھول جس راوی کا حال مفصل معلوم نہ ہو۔ اس کا پتہ نشان مذکور نہ ہو۔

طبقات رواۃ محدثین نے راویوں کے چار درجے مقرر کئے ہیں جو باعتبار ان کے علم و فضل، زہد و تقوی، صحت فراست، عقائد و اعمال کے مقرر کئے گئے ہیں جس درجہ کا راوی ہوگا۔ اسی حد تک اس کی روایت پر بھروسہ کیا جائے گا۔ سب سے زیادہ غیر معتبر راوی درجہ چار کے ہیں۔

طبقات کتب حدیث۔ کتب حدیث کے بھی طبقات ہیں جس طبقہ کی کتاب ہوگی اسی درجہ پر اس کی روایت پر اعتماد ہوگا، کتب صحاح ستہ میں صحیح بخاری و صحیح مسلم اول طبقہ میں، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد و سنن نسائی طبقہ دوم میں اور سنن ابن ماجہ طبقہ سوم میں ہیں۔

روایۃ بالمعنی۔ راوی نے حدیث میں اس طرح اختصار کر لیا کہ مطلب میں فرق نہ آیا یا الفاظ حدیث کو یاد نہ رکھا اور مطلب محفوظ رکھا اور اس کو اپنی عبارت میں بیان کیا۔

روایۃ باللفظ۔ راوی نے حدیث کے اصل الفاظ کو محفوظ رکھا ہو۔

مستملی۔ محدثین کے درس میں ہزاروں طالب علم ہوتے تھے اور شیخ کی آواز ہر

شخص تک نہ پہنچ سکتی تھی، اس لئے شیوخ درمیان میں کسی ہوشیار طالب علم کو کھڑا کر دیتے تھے جو شیخ کے الفاظ کو بلند آواز سے دہراتا تھا۔

طبقات المفسرین

علماء کرام نے مفسرین کے طبقات قائم کئے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے اپنے عہد تک غالباً آٹھ طبقے قرار دیئے ہیں۔

نواب صدیق حسن خان نے اکسیر فی اصول التفسیر میں اپنے عہد تک تیرہ طبقے قرار دیئے ہیں نوابصاحب نے طبقہ نہم کے بعد جو تقسیم کی ہے وہ سوائے طوالت کے کچھ نہیں اور بارہویں طبقہ میں بڑے بڑے مفسرین کو چھوڑ کر اپنے والد سعید اولاد حسن مفسر آیہ ذیل للمطففین کو شامل کر دیا ہے۔

مولانا عبدالحق دہلوی مفسر تفسیر حقانی نے اپنے عہد تک نو طبقے قائم کئے ہیں اور طبقہ نہم کو نویں صدی سے لے کر چودھویں صدی تک وسعت دی ہے ایسی وسعت کسی طبقہ کو حاصل نہیں یہ اختصار بھی مناسب نہیں۔ خاکسار نے طبقہ نہم تک مولانا کی تقسیم کو نقل کیا ہے اور طبقات دہم و یازدہم و دوازدہم خود قائم کئے ہیں۔

طبقات قائم کرنے سے یہ مقصد نہیں ہے کہ جس قدر اسماء طبقات میں آئے ہیں بس وہی مفسر ہیں۔ یا وہ ایسے مستند ہیں کہ ان کی ہر بات قابل تسلیم ہے بلکہ ہر عہد کے دو دو چار چار مفسرین کے نام لکھ دیئے ہیں۔ باقی ان کے معاصرین اسی طبقہ میں شمار کئے جائینگے تمام مفسرین کی مکمل فہرست مرتب کرنا ممکن ہی نہیں۔

طبقہ اول

اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب مفسر قرآن تھے، لیکن ان میں زیادہ مشہور یہ دس حضرات تھے ان میں بھی حضرت علی و حضرت عبداللہ عباس کو تفسیر میں زیادہ ملکہ تھا

ابو بکر صدیق متوفی ۱۳ھ، عمر فاروق ۲۳ھ عثمان غنی ۳۵ھ، علی مرتضیٰ ۴۰ھ
عبداللہ ابن مسعود ۳۲ھ عبداللہ بن عباس ۶۸ھ عبداللہ بن زبیر ۷۳ھ ابی بن کعب
۳۵ھ زید بن ثابت ۴۵ھ ابو موسیٰ اشعری ۴۴ھ

طبقہ دوم

مرہ ہمدانی ۷۶ھ، ابو العالیہ ۹۰ھ سعید بن جبیر ۹۵ھ عکرمہ ۱۰۵ھ ضحاک بن مزاحم ۱۰۵ھ طاؤس بن کیسان ۱۰۶ھ حسن بصری ۱۱۰ھ۔ عطیہ عوفی ۱۱۱ھ عطار بن ابی رباح ۱۱۴ھ قتادہ بن دعامہ ۱۱۷ھ، محمد بن کعب قرظی ۱۲۰ھ مجاہد ۱۲۲ھ عطار بن ابی مسلم خراسانی ۱۳۵ھ زید بن اسلم ۱۳۶ھ ربیع بن انس ۱۴۰ھ عبدالرحمٰن بن اسلم ۱۸۲ھ ابو مالک۔

طبقہ سوم

سفیان بن عیینہ ۱۹۸ھ، وکیع بن الجراح ۱۹۷ھ شعبۃ بن الحجاج ۱۶۰ھ یزید بن ہارون، عبدالرزاق بن ہمام ۲۱۱ھ، آدم بن ابی ایاس ۲۲۰ھ اسحاق بن راہویہ ۲۳۸ھ روح بن عبادہ ۲۰۵ھ، عبد بن حمید ۲۴۹ھ، سنید بن داؤد ۲۲۰ھ ابو بکر بن ابی شیبہ ۲۳۵ھ، ابن جریج ۱۵۰ھ اسمٰعیل سدی بن عبدالرحمٰن ۱۲۷ھ۔ مقاتل بن سلیمان ۱۵۰ھ محمد بن سائب کلبی کوفی ۱۴۶ھ ابن قتیبۃ ابو محمد بن عبداللہ بن مسلم دینوری ۲۷۶ھ

طبقہ چہارم

ابن جریر طبری ۳۱۰ھ، ابو القاسم ابراہیم انماطی ۳۰۳ھ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم ۳۰۵ھ ابن ماجہ ۲۷۳ھ، ابو عبداللہ الحاکم ۴۰۵ھ ابن حبان ابو عبداللہ محمد بن محمد ۲۵۴ھ ابن مردویہ ۴۱۰ھ ابو الشیخ عبداللہ محمد بن محمد ۳۶۹ھ، ابن المنذر ۳۱۸ھ ابو حنیفہ دینوری ۲۹۰ھ

طبقہ پنجم

ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نیشاپوری ۴۱۲ھ، ابو اسحاق احمد ثعلبی ۴۲۷ھ

ابو محمد عبداللہ جوینی ۴۳۸ھ، ابو القاسم عبدالکریم قشیری ۴۶۵ھ، ابو الحسن احمد واحدی نیشاپوری ۴۶۸ھ

طبقہ ششم

ابو القاسم اسمٰعیل بن محمد اصفہانی ۵۳۵ھ، ابو القاسم حسین راغب اصفہانی ۵۰۳ھ امام غزالی ۵۰۵ھ ابو محمد حسین بن محمود بغوی ۵۱۶ھ، ابن برجان ابو الحکم عبدالسلام بن عبدالرحمٰن ۵۳۶ھ ابو الحسن علی بن عراق خوارزمی ۵۲۹ھ۔ ابو القاسم محمد بن عمر زمخشری ۵۳۸ھ

طبقہ ہفتم

امام فخرالدین رازی ۶۰۶ھ، محمد بن ابی بکر رازی ۶۰۶ھ نجم الدین زاہدی ۶۵۸ھ ابو محمد روزبہان ۶۰۶ھ امام ابو عبداللہ بن احمد الانصاری ۶۷۱ھ۔ موفق الدین احمد بن یوسف موصلی ۶۸۱ھ قاضی بیضاوی ۶۸۵ھ

طبقہ ہشتم

ابو البرکات عبداللہ بن احمد نسفی ۷۱۰ھ۔ ہبۃ اللہ شرف الدین عبدالرحیم ۷۳۸ھ ہجری ابو الفداء عماد بن اسماعیل بن عمر بن کثیر ۷۷۴ھ، شرف الدین عبدالواحد ابن المنیر ۷۴۳ھ، قطب الدین محمود بن مسعود شیرازی ۷۱۰ھ شرف الدین طیبی ۷۴۳ھ

طبقہ نہم

جلال الدین محلی ۸۶۴ھ، علی بن احمد مہائمی ۸۳۵ھ ملک العلماء شہاب الدین ۸۳۵ھ، سعد الدین تفتازانی ۷۹۳ھ ملا حسین واعظ کاشفی ۹۰۰ھ، ابو زرعہ ولی الدین عراقی ۸۲۱ھ عبدالرحمٰن بن عمر بلقینی ۸۰۸ھ مفتی ابو السعود ۹۸۲ھ، عصام الدین اسفرائینی ۹۴۳ھ، ابو الفیض ۱۰۰۴ھ، جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ

طبقہ دہم

قاضی شوکانی ۱۲۵۵ھ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۱۲۲۵ھ شاہ ولی اللہ دہلوی ۱۱۷۶ھ شاہ عبدالقادر دہلوی ۱۲۳۰ھ، شاہ عبدالعزیز ۱۲۳۹ھ۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی ۱۲۷۰ھ

نواب صدیق حسین خان ۱۳۰۷ھ، سلیمان جمل ۱۲۰۴ھ، نواب قطب الدین خان ۱۲۶۵ھ مولوی فیض الحسن ۱۲۶۵ھ

طبقہ یازدہم

مولانا احمد حسن امروہی ۱۳۳۰ھ، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی ۱۳۳۹ھ، نواب وقار نواز جنگ، مولانا عبدالحق دہلوی ۱۳۳۹ھ علامہ رشید رضا مصری ۱۳۵۴ھ، مفتی محمد عبدہ۔

طبقہ دوازدہم

مفسرین حال

مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ابوالکلام، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا حسین احمد مدنی، مولوی ثناء اللہ امرتسری، شیخ عبدالہادی مکی، مولانا احمد علی لاہوری طنطاوی جوہری۔

علوم التفسیر

علم تفسیر کا موضوع قرآن مجید ہے اس لئے جس قدر علوم کا تعلق قرآن مجید سے ہے ان کا تعلق تفسیر سے بھی ہے، علوم قرآنی کی تعداد تین سو سے زیادہ ہے امام سیوطی نے ان کو اسی انواع میں محدود کیا ہے۔ ہم یہاں خاص خاص علوم کو لکھتے ہیں اور جہاں تک تحقیق ہو سکا ہے کہ کس کس علم پر پہلا مصنف کون ہے اس کو بھی ظاہر کر دیا ہے۔

علم مکی و مدنی یعنی یہ معلوم کرنا کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی یا مدینہ میں اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے۔ کہ متاخر آیتوں کا علم حاصل ہوتا ہے جو بعد میں نازل ہونے کی وجہ سے کسی حکم سابق کی ناسخ ہونگی یا اس حکم کے مجموعہ کی تخصیص کریں گی۔ اس پر پہلی تصنیف ابو محمد مکی بن طالب قیسی مقری متوفی ۴۳۷ھ کی ہے۔

علم حضری و سفری، یہ معلوم کرنا کہ یہ آیت حالت اقامت میں نازل ہوئی ہے یا سفر میں۔

علم صیفی و شتائی۔ یہ معلوم کرنا کہ یہ آیت موسم سرما میں نازل ہوئی ہے یا گرما میں۔
علم فراشی و نومی۔ یہ معلوم کرنا کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کہ حضور بستر پر آرام فرما رہے تھے مگر بیدار تھے یا حالت خواب میں تھے۔ یا استراحت یا پلک جھپکنے کے وقت۔
علم ارضی و سماوی۔ بعض ایسی آیتیں ہیں کہ ان کا نزول نہ زمین پر ہوا نہ آسمان پر بلکہ فضا میں کسی مقام پر جیسے سورۃ بقر کی آخری آیتیں کہ ان کا نزول جب ہوا کہ حضور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تھے[1]
علم ابتدائی۔ یعنی سب سے پہلے کونسی آیتیں نازل ہوئیں، اسی میں اوائل مخصوصہ شامل ہیں یعنی وہ آیتیں جو سب سے پہلے خاص خاص معاملات کے متعلق نازل ہوئیں۔
علم انتہائی یعنی سب سے آخر میں کون کون آیات نازل ہوئیں۔
علم سبب نزول یعنی آیت کس موقعہ پر کس ضرورت سے کس سوال پر نازل ہوئی اس میں سب سے پہلی تصنیف شیخ علی بن مدینی متوفی ۲۳۴ھ کی ہے۔
علم موافقات صحابہ یعنی کسی صحابی نے کسی معاملہ کے متعلق کچھ کہا اور اس ہی کی رائے کی موافق آیت نازل ہوئی۔
علم تکرار نزول یعنی ان آیتوں اور سورتوں کا علم جو مکرر نازل ہوئی ہیں اس پر شیخ ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری متوفی ۴۷۸ھ نے پہلے تصنیف کی۔
علم مقدم و موخر۔ ان آیات کا علم جن کا حکم ان کے نزول سے ان کا نزول ان کے حکم سے موخر ہوا۔
علم تفریق یعنی اس کا علم کہ قرآن کے کون کون سے حصے متفرق نازل ہوئے ہیں ہیں۔ کیونکہ بعض سورتیں مکمل نازل ہوئی ہیں جیسے فاتحہ، اخلاص، کوثر وغیرہ
علم مشیع بعض آیتیں اور سورتیں ایسی ہیں کہ ان کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوا یعنی فرشتے ان کی مشایعت کیلئے آئے جیسے سورۂ انعام جس وقت اس کا نزول ہوا، ستر ہزار فرشتے

---

[1] صحیح مسلم

ساتھ آئے۔

علم سابق و خاص بعض آیتیں ایسی ہیں کہ ان کا نزول انبیاء سابقین پر بھی ہوا تھا بعض ایسی ہیں کہ جن کا نزول خاص حضور پر ہوا۔

علم کیفیت تانزیل۔ قرآن کے نازل ہونے کی کیفیت۔

علم اسمار قرآن و سور۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب درعی معروف بہ ابن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ ہے

علم تعداد یعنی سورتوں، آیتوں، کلمات، حروف کی تعداد کا علم اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری متوفی ۴۷۸ھ نے کی۔

علم جمع و ترتیب قرآن۔ قرآن کی جمع و ترتیب کیسے ہوئی۔

علم حفاظ و رواۃ یعنی حفاظ و رواۃ کے حالات کا علم

علم اسناد۔ یعنی عالی و نازل اسناد کا علم

علم وقف و ابتدا یعنی جہاں سے قرأت شروع کرنا چاہیئے اور جہاں ٹھہرنا چاہیئے اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن سری نحوی متوفی ۳۱۱ھ کی ہے۔

علم موصول و مفصول یعنی جو باعتبار الفاظ کے بالترتیب ہیں اور باعتبار معنی کے علیحدہ معلوم ہوں۔

علم امالہ و فتح۔ امالہ اور فتح ان فصحاء عرب کی زبان کی دو مشہور لغتیں ہیں جن کی زبان کے مطابق قرآن نازل ہوا۔ اہل حجاز کی زبان فتح کے لئے مخصوص ہے اہل نجد امالہ کر کے بولتے ہیں۔

علم ادغام اظہار اخفاء اقلاب

علم مد و قصر۔

علم تخفیف ھمزہ

علم تحمل قرآن

علم آداب تلاوۃ اس پر پہلی تصنیف امام محی الدین ابو زکریا یحیی نووی (نوی دمشق کے پاس ایک موضع ہے) متوفی ۶۷۶ھ کی ہے۔

علم غریب۔ یعنی کم استعمال ہونے والے الفاظ۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابوفند

مورخ متوفی ۲۷۸ھ کی ہے

علم الفاظ مختلف یعنی حجاز کی زبان کے سوا دیگر حصص عرب کی کون زبانوں کے الفاظ قرآن میں آتے ہیں۔

علم الفاظ معرب یعنی ممالک غیر کی زبانوں کے کون سے الفاظ کو معرب کر کے قرآن میں لایا گیا۔ لیکن امام شافعی، امام ابن جریر، شیخ ابو عبیدہ، قاضی ابوبکر، شیخ ابن فارس جیسے مقتدر ائمہ اس کے قائل نہیں۔

علم وجوہ نظائر۔ اس پر عکرمہ مولی ابن عباس متوفی ۱۰۵ھ و مقاتل بن سلیمان وعلی بن ابی طلحہ ۱۴۳ھ کی تصانیف تھیں، یہ تینوں ہمعصر تھے، نہیں کہا جا سکتا کہ شرف اولیت کس طرف ہے

علم ادوات یعنی حروف اور ان کے ہم شکل افعال اسماء ظرف کا علم

علم ضمائر۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی علی احمد بن جعفر دینوری متوفی ۲۸۹ھ کی ہے۔

علم تذکیر و تانیث

علم تعریف و تنکیر

علم افراد و جمع۔ اس پر سب سے پہلی تصنیف شیخ ابو الحسن سعید بن معدہ الاخفش الاوسط ۲۱۱ھ کی ہے

علم الفاظ مترادفہ

علم محکم و متشابہ۔ متشابہ وہ آیات جو مختلف المعانی ہیں محکم اس کا عکس اس پر پہلی تصنیف شیخ برہان الدین ابو القاسم محمود بن حمزہ نصر کرمانی معروف بہ تاج القراء ۵۰۰ھ کی ہے۔

علم مقدم و مؤخر۔ ان آیتوں کا علم جن میں کلام کی تقدیم و تاخیر ہے

علم خاص و عام وہ لفظ جو بغیر کسی حصر اور شمار کے اپنے مناسب معانی کا استغراق کرے، خاص اس کے خلاف ہے۔

علم کنایات و تعریض۔ جو کنایہ و تعریض سے متعلق ہو

علم حصر و اختصاص۔ مخصوص طریق سے کسی امر کو کسی امر کے ساتھ خاص

کرنا یا کسی امر کے لئے کوئی حکم ثابت کرنا۔ اس کے ماسوا سے اس حکم کی نفی کرنا حصر کہلاتا ہے حصر کو قصر بھی کہتے ہیں۔

علم ایجاز و اطناب۔ اس پر پہلی تصنیف امام سیوطی ۹۱۱ھ کی ہے۔

علم خبر و انشاء۔

علم بدائع۔ یعنی مجاز، ارداف، تمثیل وغیرہ اس پر سب سے پہلی تصنیف شیخ ابو محمد قاسم ابن اصبغ قرطبی ۳۴۰ھ کی ہے۔

علم فواصل آیات جس طرح شعر کے آخری لفظ کو قافیہ اور سجع کے آخری لفظ کو قرینہ کہتے ہیں اسی طرح آیت قرآن کا آخری کلمہ فاصلہ کہلاتا ہے، اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو محمد قاسم بن یزید واسطی ۳۰۶ھ کی ہے۔

علم فواتح یعنی سورتوں کا افتتاح کس نوع سے ہوا۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو محمد قاسم بن اصبغ قرطبی ۳۴۰ھ کی ہے۔

علم خواتم یعنی سورتوں کا اختتام کس نوع سے ہوا۔

علم مناسبۃ یعنی آیتوں اور سورتوں میں باہم کیا مناسبت ہے اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی الفرج محمد بن علی ہمدانی متوفی ۳۴۰ھ کی ہے

علم آیات متشابہات اس پر پہلی تصنیف امام کسائی ۱۸۹ھ کی ہے۔

علم اعجاز قرآن اس پر پہلی تصنیف شیخ محمد بن یزید واسطی ۳۰۶ھ کی ہے

علم استنباط علوم۔ اس پر پہلی تصنیف قاضی ابو بکر محمد بن عبداللہ المعروف بہ ابن العربی متوفی ۵۴۳ھ کی ہے۔ انھوں نے بیان کیا ہے کہ قرآن مجید میں ستر ہزار علوم ہیں۔

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے
آنکھوں والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے

ڈاکٹر مورلس فرانسیسی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب (قرآن) تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے

جو کتابیں تیار کی ہیں۔ ان میں سب سے بہترین کتاب ہے اس کے نغمے انسان کی خیر وفلاح کے لئے فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں، خدا کی عظمت سے اس کا حرف حرف لبریز ہے۔ قرآن علماء کے لئے ایک علمی کتاب، شائقین علم لغت کے لئے ذخیرہ لغات، شعراء کے لئے عروض کا مجموعہ، اور شرائع و قوانین کا عام انسائیکلو پیڈیا ہے مسلمانوں کو اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں، اس کی فصاحت و بلاغت انہیں سارے جہان کی فصاحت و بلاغت سے بے نیاز کئے ہوئے ہے یہ واقعی بات ہے۔ اور اس کی واقعیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشا پردازوں اور شاعروں کے سر اس کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں، اس کے عجائب ہیں کہ روز بروز نئے نئے نکلتے رہتے ہیں اور اس کے اسرار ہیں۔ جو کبھی ختم نہیں ہوتے ہیں

مسلمان جب قرآن و حدیث میں غور کریں گے تو اپنی ہر دینی و دنیوی ضرورت کا علاج اس میں پائیں گے

میرا کیا منہ ہے کہ علوم قرآن کے متعلق کچھ لکھ سکوں یہ کام ایک متبحر فاضل محدث و مفسر کا ہے اس قسم کی کتابیں شائع ہو چکی ہیں کہ قرآن مجید سے کس کس طرح کن کن علوم کا استنباط کیا جاتا ہے اور کون کون علوم موجود ہیں میری تحقیقات و معلومات اس معاملہ میں بمنزلہ صفر کے ہیں، بطور نمونہ اشارۃً چند علوم کا ذکر کرتا ہوں۔

علم حساب۔ اس علم کے اصول میں دو چیزیں ہیں عدد صحیح، عدد مکسر۔ جو عدد صحیح ہیں وہ حساب میں یا جمع کی صورت میں ہیں۔ یا تفریق کی یا تقسیم یا تنصیف یا تضعیف کی صورت میں باقی قواعد انہیں کی فروع ہیں۔

تفریق۔ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا ان میں زندہ رہا پچاس کم ایک ہزار برس

$$\frac{1000 - 50}{950}$$

ضرب۔ مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ الخ

تقسیم۔ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ الخ

ھہ لاہا روول سنگ اخبار وطن مصر، منقول از تاریخ الحدیث صلاۃ

علم تعبیر رؤیا۔ یَا اَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا الخ
لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْیَا۔ الخ
علم بدیع صنعت مراعاۃ النظیر اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ الخ
صنعت عکس۔ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ
علم عروض۔ بحر رمل۔ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ر فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
بحر متقارب۔ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ. ر فعلن فعلن فعولن
فعول۔
علم الامثال۔ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ،
علم القیافہ۔ فَاِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ الخ
علم صرف۔ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا
علم الرجال۔ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَائِهِمْ
علم اخلاق۔ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ۔ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ
اِلَّا الْاِحْسَانُ۔

باقی علوم سیاست مدن، تدبیر منزل، جغرافیہ، تاریخ، نجوم وغیرہ سب موجود ہیں اخلاق و تاریخ بہت زیادہ ہے اور اخلاق کی ہر طرح مکمل تعلیم ہے۔

اخلاقی احکام جو قرآن میں ہیں اپنی جگہ پر کامل ہیں [1]

قرآن کی عبارت نہایت فصیح و بلیغ اور مضامین عالی و لطیف ہیں، یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امین ناصح نصیحت کر رہا ہے۔ اور کوئی حکیم فلسفی حکمت بیان کر رہا ہے [2]

اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایسا درجہ موجود ہے جو کسی مذہب میں نہیں پایا جاتا [3]

قرآن دنیاوی ملکی، مذہبی اور تمدنی ہدایتوں کے لئے کافی، ہم حیران ہیں کہ ایسا عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام کس طرح قائم کیا گیا [4]

---

[1] پریچنگ آف اسلام ڈاکٹر آرنلڈ [2] ڈاکٹر فرک مورخ جرمنی [3] لائف آف محمد سر ولیم میور۔
[4] موسیو اوجین کلوفل

پروردگار عالم نے ان کو (مسلمانوں کو) قانون مکمل صورت میں مرحمت فرمایا ہے
(شرح دہرم شاستر مصنفہ لالہ بیجناتھ)

علم مجمل و مبین۔ مجمل وہ جس کی دلالت واضح نہ ہو، مبین اس کے خلاف۔

علم ناسخ و منسوخ۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابوعبیدہ قاسم بن سلام ۲۲۴ھ کی ہے۔

علم آیات محتملہ یعنی اختلاف و تناقض کا وہم پیدا کرنے والی آیات۔ اس پر پہلی تصنیف محمد بن مستنیر قطرب بصری کی ہے،
(۲۱۵ھ کے بعد وفات پائی)

علم قرآن مطلق و قرآن مقید۔ مطلق وہ جو بغیر کسی قید کے ماہیت پر دلالت کرے، مقید اس کے خلاف۔

علم قرآن منطوق و قرآن مفہوم

علم وجوہ مخاطبات۔ یعنی قرآن میں کس وجہ سے خطاب کیا گیا۔ اس پر پہلی تصنیف کتاب النفیس امام ابن جوزی ۵۹۷ھ کی ہے، ابن جوزی نے پندرہ وجوہ بیان کیے ہیں اور بعض نے بیس سے زائد۔

علم حقیقت و مجاز۔ حقیقت یہ کہ الفاظ اپنے موضوع معنوں پر باقی ہوں مجاز اس کے خلاف۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ عزالدین بن عبدالسلام متوفی ۶۶۰ھ کی ہے

علم تشبیہ و استعارات، شیخ ابوالقاسم بن عبداللہ عبدالباقی بن محمد بن حسین معروف ابن باقیا ۴۸۵ھ نے اس پر کتاب لکھی۔ اس کتاب کا نام الجمان ہے۔

علم امثال القرآن۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابوعبدالرحمن محمد بن حسین نیشاپوری ۴۰۶ھ کی ہے۔

علم استفہام القرآن۔ اس پر پہلی تصنیف ابوالحسن علی بن الحسن باقولی ۵۳۰ھ نے کی۔

علم طرز مجادلہ۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ نجم الدین طرفی کی ہے
علم اسماء وکنیت یعنی قرآن میں کون کون سے اسماء وکنیت والقاب آئے ہیں۔ قرآن میں پچیس انبیاء ومرسلین کے نام آئے ہیں اس پر پہلی تصنیف شیخ اسماعیل ضریر کی ہے۔
علم مبہمات قرآن۔ ان لوگوں کے نام کا علم جن کے بارہ میں قرآن نازل ہوا اس پر پہلی تصنیف شیخ اسماعیل ضریر کی ہے۔
علم من نزل فیہم القرآن۔ اس پر پہلی تصنیف سہیلی ابی عبداللہ محمد بن احمد زہری ۶۱۱ھ کی ہے۔
علم فضائل قرآن اس پر سب سے پہلے امام شافعی ۲۰۴ھ نے کتاب لکھی
علم فاضل وافضل یعنی کون سی آیات کن آیات سے افضل ہیں۔
علم مفردات قرآن اس پر پہلی تصنیف شیخ محی الدین محمد بن علی معروف مرزان حنفی کی ہے۔
علم خواص قرآن اس پر شیخ ابوسعید عبدالقاہر بن طاہر التیمی ۴۲۹ھ حکیم ابی عبداللہ التیمی کی کتابیں ہیں۔
علم رسم المصحف اس پر شیخ ابی عمر عثمان بن کید الدالی ۴۴۴ھ کی کتاب ہے اس کتاب کا نام الاقتصاد ہے
علم معرفتہ تفسیر وتاویل
علم آداب وشرط مفسرین اس پر پہلی تصنیف علامہ ابن جوزی ۵۹۷ھ کی ہے۔
علم اسرار الحروف اس پر پہلی تصنیف شیخ محی الدین محمد بن علی بن عربی ۶۳۸ھ کی ہے اس کتاب کا نام المبادی والغایات فی اسرار الحروف المکنونات ہے۔
علم اعراب القرآن۔ شیخ ابوالاسود دیلی تابعی ۶۹ھ نے اس پر پہلے تصنیف کی۔
علم علوم القرآن اس پر پہلی تصنیف شیخ بدر الدین محمد بن بہادر بن عبداللہ

زرکشی ۷۹۴ھ کی ہے۔

علوم قرآن کی انواع تین سو سے زیادہ ہیں۔ امام سیوطی نے ان کو اسی میں محدود کیا ہے

اول نزول کی جگہوں اور اس کے اوقات و وقائع کا بیان اس میں بارہ نوع ہیں۔

مکی، مدنی، سفری، حضری، فراشی، لیلی، نہاری، صیفی، شتائی، اسباب نزول، جو پہلے نازل ہوئیں جو آخر میں نازل ہوئیں۔

دوم سند کا بیان اس کی چھ قسمیں ہیں، متواتر، آحاد، شاذ، نبی کی قرائیں رواۃ، حفاظ،

سوم ادا کا بیان، اسکی چھ نوع ہیں، وقف، ابتدا، امالہ، مد، تخفیف ہمزہ، ادغام۔

چہارم الفاظ کا بیان، اس کی سات نوع ہیں غریب، معرب، مجاز، مشترک مترادف، تشبیہ، استعارہ۔

پنجم احکام سے تعلق رکھنے والے معانی کا بیان۔ اس کی چودہ انواع ہیں، عام جو عمومیت پر باقی رہتا ہے، عام مخصوص وہ عام جس سے کوئی خصوص مراد ہو۔

وہ امر جس میں کتاب نے سنت کو خصوصیت دی ہو۔

وہ امر جس میں سنت نے کتاب کی تخصیص کی ہو۔

مجمل، مبین، مفہوم، مطلق، مقید، ناسخ منسوخ، مودل۔

ناسخ و منسوخ میں ایسے احکام بھی شامل ہیں جن پر ایک مدت معین تک عمل کیا گیا ہو اور ان پر عمل کرنے والا کوئی مکلف شخص رہا ہو

ششم ان معانی کا بیان جو الفاظ سے متعلق ہیں۔ اس کی پانچ نوع ہیں فصل وصل، ایجاز، اطناب، قصر یہ سب مل کر پچاس ہوئے۔

اسماء، کنیتیں، القاب، مبہمات۔ یہ ان کے علاوہ ہیں۔

علم قراءۃ - ابو عبید قاسم بن سلام اور قراءت سبعہ میں کتاب السبعہ

تصنیف ابن مجاہد احمد ابن موسیٰ مقری بغدادوی متوفی ۳۲۴ھ کی ہے
علم طبقات المفسرین۔ اس پر پہلی تصنیف امام سیوطی ۹۱۱ھ کی ہے۔
علم احکام القرآن۔ اس میں پہلی تصنیف امام شافعی ۲۰۴ھ کی ہے۔
علم آداب کتابۃ مصحف
علم قواعد تفسیر۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی اسحاق ابراہیم نجم الدین بن محمد النسفی حنبلی متوفی ۵۲۰ھ کی ہے۔
علم سجود القرآن۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد الحربی ۲۸۵ھ کی ہے
علم شواذ فی القراءت اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی العباس احمد بن یحیی معروف ثعلب ۲۹۱ھ کی ہے
علم ترتیب سور۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابوالفرج احمد بن علی المقری الھمدانی ۳۹۹ھ کی ہے۔
علم المتواتر والمشہور
علم مشکل القرآن۔ اس پر شیخ ابی محمد مکی بن ابی طالب ۴۳۷ھ نے پہلے تصنیف کی۔
علم مصادر القرآن اس پر پہلی تصنیف شیخ ابراہیم بن یزیدی ۲۲۵ھ کی ہے۔
علم سابق ولاحق اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی امام بن النقاش محمد بن علی بن عبدالواحد الدکانی ۷۶۳ھ کی ہے
علم فضل القرآن۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی العباس احمد بن مسعد اقلیشی ۵۴۹ھ کی ہے
علم وقوف النبی اس پر پہلی تصنیف شیخ ابوعبداللہ محمد بن عیسی مغربی کی ہے
علم الفصول والغایات فی معارضۃ السور والآیات اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی العلاء احمد بن عبداللہ المعری ۴۴۹ھ کی ہے۔

علم التراجم اس پر پہلی تصنیف امام شاہپور ۳۱۸ھ کی ہے
علم التاویل اس پر پہلی تصنیف شیخ محمد بن بحر اصفہانی ۳۲۲ھ کی ہے
علم التلاوۃ ۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ عبداللہ بن اسعد یافعی ۷۶۸ھ کی ہے
علم اختلاف المصاحف ۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو حاتم سہل بن محمد سجستانی ۲۴۸ھ کی ہے ۔

تاویل

الفاظ کے چند محتملہ معنوں میں سے بقرائن قویہ ایک کی طرف رجوع کرنے کو تاویل کہتے ہیں، تاویل کی دو قسمیں ہیں، ایک صحیح، دوسری باطل۔
صحیح وہ جس کا تعلق الفاظ سے ہو اور الفاظ ان معانی کے محتمل ہوں اور وہ اصول اسلام اور سلف صالحین کے اقوال کے موافق ہوں، یہ ایک خاص ملکہ ہے جو ممارست علوم اور تقوی و طہارت کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔
باطل وہ ہے جو ظاہر الفاظ قرآن سے نہ سمجھی جائے یا حدیث و اقوال سلف صالحین کے مخالف ہو۔ اس کو تحریف بھی کہتے ہیں ۔

چار گروہ

حضور علیہ السلام آیات قرآنی کی خود تفسیر فرماتے تھے اور آپ کے عہد میں جو صحابہ تعلیم پر مامور تھے ۔ وہ تفسیر و تشریح کرتے تھے، حضور نے جو ارشادات فرمائے ۔ ان کا کثیر حصہ حضور کے عہد میں ضبط تحریر میں آگیا تھا صحابہ و تابعین کے اقوال بھی لکھے گئے تھے
قرن اول سے تفسیر کے نام سے علیحدہ تالیف کا سلسلہ شروع ہوا، اور اس دور تک حسب ضرورت و موقع علماء تفسیریں مرتب کرتے رہے لیکن مدت دراز تک

حدیث و تفسیر و فقہ حفظ قرآن یہ تمام خدمات اجتماعی طور پر انجام دیتے رہے پھر یہ اسلامی خدمات انجام دینے والے چار گروہ پر منقسم ہو گئے۔ اگرچہ ان تمام خدمات کے لئے تمام علوم پر حاوی ہونا ضروری تھا مگر جس فن میں جس کو زیادہ انہماک اور ملکہ تھا اسی سلسلہ میں شمار کیا گیا۔

ایک گروہ نے صرف الفاظ و عبارت قرآن کی خدمت و حفاظت کی یہ حافظ، قاری، صاحب تجوید مشہور ہوئے۔

ایک گروہ نے اپنی ہمت خدمت حدیث پر صرف کی یہ محدث کہلائے۔

ایک گروہ نے آیات و احادیث سے مسائل کا استنباط کیا یہ فقیہ مشہور ہوئے۔

ایک گروہ نے قرآن کا ترجمہ و تشریح بالترتیب کی یہ مفسر کہلائے۔

ختم شد

اشاریہ

اوپر صفحہ کا اور نیچے سطر کا نمبر ہے

خلفائے راشدین

ائمہ

حسن بصری ۲۷/۱۴ ۳۳/۱۴ ۵۲/۲ ۹۴/۳ ۹۴/۴
۹۴/۲۰ ۹۶/۸ ۱۲۷/۶

حسین ۲۶/۲۲ ۳۲/۱۳ ۳۳/۱۶ ۹۳/۱ ۱۲۴/۱۶

حسین اصفہانی ۵۹/۶

حمزہ کوفی ۹۶/۱۹

دارقطنی ۴۸/۸

دارمی ۴۸/۴

ذہبی ۴۸/۸ ۱۱۶/۹ ۱۱۶/۱۹

راغب ۱۰۰/۲۱ ۱۰۴/۲۱ ۱۲۸/۵

زفر ۴۸/۳

زہری ۹۵/۶ ۱۲۴/۱۸

زین العابدین ۳۳/۶ ۵۲/۳ ۹۰/۲۱ ۹۵/۴
۱۲۴/۱۵

سعد زنجانی ۱۱۶/۷ ۱۱۶/۹ ۱۱۶/۱۴

سفیان ثوری ۲۷/۱ ۲۷/۱۶ ۳۲/۲۳ ۴۸/۳
۵۳/۲ ۹۴/۲۳ ۹۵/۶ ۹۶/۲ ۹۶/۱۳

سیوطی ۴۶/۱۵ ۵۶/۱۶ ۶۹/۳ ۷۳/۱۱ ۷۵/۱۰
۱۰۴/۱۴ ۱۰۸/۱۶ ۱۱۲/۱۳ ۱۱۲/۱۴ ۱۱۵/۲۰
۱۲۶/۴ ۱۲۸/۲۰ ۱۲۹/۱۵ ۱۳۳/۳
۱۳۸/۲ ۱۳۹/۲

شافعی ۳۰/۹ ۳/۱۳ ۵۳/۱۳ ۹۷/۱۳ ۱۳۲/۵
۱۳۷/۹

شاپور ۵۸/۱۵ ۱۴۰/۱

شعبی ۹۳/۲۱ ۹۴/۲ ۹۴/۳ ۹۴/۸ ۱۳۹/۳

شعبہ ۵۳/۱ ۹۳/۶

شوکانی ۳۸/۷ ۳۸/۹ ۳۸/۱۹ ۳۸/۲۱ ۳۸/۲۳
۳۹/۷ ۱۱۸/۷ ۱۱۸/۸ ۱۲۸/۲۰

عبداللہ بن سعید ۵۹/۲۲

علم الدین ۶۰/۱۳

غزالی ۵۹/۱۷ ۱۰۰/۲۱ ۱۰۰/۲۲ ۱۰۱/۳ ۱۰۱/۲۱
۱۰۲/۲۲ ۱۲۸/۵

فخر الدین ۳۰/۴ ۳۰/۸ ۶۳/۲۲ ۶۴/۵

۶۴/۷ ۶۴/۱۹ ۶۵/۵ ۶۵/۱۱ ۶۵/۲۰
۱۰۲/۱۹ ۱۰۲/۲۰ ۱۰۲/۲۲ ۱۰۳/۱ ۱۰۳/۶
۱۰۳/۶ ۱۰۳/۹ ۱۰۳/۱۱

قاسم ۱۱۶/۱۰

کسائی ۲۸/۱۲ ۵۳/۷ ۹۶/۱۷ ۹۶/۱۸
۱۳۳/۱۵

لیث ۵۲/۱۳

مالک ۳۲/۲۳ ۳۴/۱ ۴۸/۳ ۵۳/۵
۹۵/۶ ۹۷/۱ ۱۲۴/۲۳

محمد ۴۸/۲

مسلم ۲۷/۵ ۲۷/۶ ۳۱/۲۳ ۴۸/۵ ۹۷/۱۹
۱۲۳/۱۸ ۱۲۳/۲۰ ۱۲۴/۶ ۱۲۴/۱۱
۱۲۴/۱۳ ۱۲۵/۴

ناصرالدین ۴۰/۱۰

نسائی ۴۸/۶ ۱۲۳/۱۹
۱۲۳/۲۰

نسفی ۱۰۸/۱۸ ۱۲۸/۱۳ ۱۳۹/۶

نووی ۱۳۱/۲۳

سلاطین و نواب و بیگمات

اوپر صفحہ کا نمبر ہے اور نیچے سطر کا

ابراہیم شرقی ۴۵/۱

اکبر ۳۵/۴ ۴۵/۲ ۱۱۶/۱۹ ۱۱۷/۱۹

الپ ارسلان ۵۸/۶

الغ بیگ ۱۱۱/۱

بابر ۱۱۶/۴

بایزید ۶۲/۲ ۷۴/۱۴ ۷۵/۶ ۱۱۰/۹ ۱۱۲/۱۲

شعراء

اجمیر ٤١/٤ ٨٠/٨

اسکندریہ ٤١/٨

اسیوط ١١٢/١٦

افریقیہ ٩٠/١٠

امروہہ ٤١/٤ ٤١/١١

امیٹھی ٣٥/٢٢

انبار ٢٥/٢١

اندلس ٣٤/١ ٥٢/١٥ ١٠٣/١٤ ١٠٣/١٥

بابرتا ١٠٨/٢

بانکی پور ٥٨/٨

بخارا ١١٩/٧

بدایوں ٤٣/١١ ٨٢/٦

برلن ٧٤/١٣

بریلی ٨٢/٦

بصرہ ٩٠/١٢ ٩١/٢٣ ٩٢/١٨ ٩٣/٧ ٩٤/٤ ٩٤/٢٠

١٠٧/١٧

بغداد ٢٦/١٩ ١٠٨/٢

بھوپال ٣٨/٦ ٤١/٢١ ٨٣/٤ ٨٣/٦

بھکر ٨٤/٣

تبریز ١١١/٣ ١١١/٤ ١١١/٥ ١١١/٦ ١١١/٨ ١١١/٩

تفتازان ١٠٥/٤

تلینہ ٣٤/٢١

تھانہ بھون ٤٢/٢

تھانیسر ١١٧/٩

جرجان ١٠٩/٢٣

حجاز ٩١/٢٣ ٩٤/٢

حیدرآباد ١١٩/٩ ١١٩/١١

خراسان ٩٥/١٩ ١٠٥/١٤

خوارزم ١٠١/١٠

دکن ٣٤/١٩ ٣٤/٢٠ ٤٤/١ ٤٤/٢ ٤٤/٤

٤٤/٧ ٤٤/١١ ٤٤/١٩ ٤٥/٢ ٤٥/٤

٧١/٨ ٧٤/١٣ ٨٣/٨ ٨٣/١٠ ١١٩/١٢

دمشق ۳۰/۲۲ ۱۰۶/۱۹ ۱۰۷/۱۷

دولت آباد ۴۴/۱۵ ۷۱/۸

دیوبند ۴۱/۱۹ ۴۲/۱۲ ۴۳/۲ ۸۲/۶

دہلی ۴۲/۸ ۴۳/۱۱ ۴۱/۴

ڈابھیل ۴۲/۱۲

سام پور ۵۳/۲

رے ۱۰۲/۲۰ ۱۰۶/۱۹

زبید ۱۱۱/۱۶

زمخشر ۱۰۱/۱۰

سرخس ۱۰۶/۲

سکندر آباد ۸۳/۱۰

ساونہ ۷۱/۲۱

سمرقند ۱۰۷/۱ ۱۰۶/۲ ۱۱۰/۱

سندھ ۳۴/۳ ۳۴/۵ ۸۴/۱۰ ۸۴/۶

سیالکوٹ ۳۵/۱۲

شام ۳۴/۱ ۹۱/۲۳ ۹۴/۴ ۹۸/۲۰ ۱۰۳/۲۰

شوکان ۱۱۸/۸

شیراز ۱۰۴/۷ ۱۰۹/۲۰ ۱۰۹/۲۱ ۱۱۰/۲

طائف ۹۰/۱۴

عجم ۴۴/۷

عراق ۹۳/۱۲ ۹۳/۱۹ ۱۰۳/۲۰

عرب ۴۴/۷ ۱۲۱/۶ ۱۲۱/۷ ۱۳۲/۲

فتح پور سیکری ۴۵/۳

قاہرہ ۳۹/۸

قسطنطنیہ ۷۴/۱۲ ۱۱۱/۱۱

قنوج ۳۸/۴

قونیہ ۱۰۳/۲۴

کانپور ۷۸/۲۳

کشمیر ۴۵/۳ ۸۴/۲

کلکتہ ۴۲/۱۰

کولم ۳۳/۲۶

گازرون ۱۱۱/۱۴

لاہور ۴۲/۹ ۴۳/۱۱ ۸۲/۹

لکھنؤ ۳۵/۲۲ ۴۳/۱۱ ۸۲/۹

ماوراء النہر ۱۱۰/۱۹

مدراس ۳۳/۱۲

مدینہ ۲۶/۷ ۴۸/۷ ۹۲/۱۳

مقامات

قبائل

مصنف

تقسیم ملک کے بعد میرے خاندان والے منتشر ہو گئے اور نئی نسل کو شجرۂ نسب وحالاتِ خاندان کے جاننے سے کوئی دلچسپی نہیں رہی اس لئے میں نے آنے والی نسلوں کے لئے اپنے عظیم خاندان کے حالات اپنی مختلف تصانیف کے آخر میں جستہ جستہ دیدیئے ہیں یہ حالات کچھ تو نئی پود کے لئے اور کچھ اپنے شاگردوں اور دوستوں کے لئے لکھ دیئے ہیں شاید کسی دوست یا شاگرد کو میرے حالات کی ضرورت پڑے۔ کچھ حالات اس لئے بھی لکھ دیئے ہیں کہ میرے ساتھ عظیم شخصیتیں وابستہ ہیں۔ کچھ واقعات اپنے شاگردوں اور دوستوں کی موعظت وعبرت کے خیال سے لکھے ہیں۔

ہمارے خاندان سے بڑی بڑی عظیم شخصیتیں پیدا ہوئی ہیں کچھ ایسا ہے کہ ہمارے خاندان کا فرد جس راہ پر بھی پڑا اس نے بڑا نام پیدا کیا علمی کاموں کے لئے ہمارا گھرانا ہمیشہ موزوں رہا ہے لہذا آنے والی پود کو یہی لائن اختیار کرنی چاہیئے، رہا دولت ورزق کا معاملہ سو یہ مقدر ہے نہ کم نہ زیادہ۔

میں نے جو کچھ بھی اور جیسا کچھ بھی کام کیا ہے بعض لوگ اس پر تعجب کرتے ہیں مگر بخدا مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا دل میں کام کرنے کی تڑپ جوں کی توں باقی ہے کیونکہ جیسا کام میں کرنا چاہتا تھا نہ کر سکا میں اپنے آپ سے شرمسار ہوں کہ کچھ بھی نہ کر سکا، میں کہا کرتا ہوں کہ اگر دن اڑتالیس گھنٹے کا ہوتا تو وہ بھی میرے لئے کافی نہ ہوتا کیا کروں واقعات وحالات وماحول نے کچھ کرنے نہ دیا۔

میں نے جو کچھ بھی کیا ہے خدا جانتا ہے نہ کسی لالچ سے نہ شہرت کی خواہش سے نہ عزت کے خیال سے نہ کسی تحسین وتقبیح کی مجھے کبھی پرواہ کرتا تو اتنا بھی نہ کر سکتا، نہ کسی سے کبھی دوستی نہ دشمنی، نہ سیر نہ تفریح، نہ میں کبھی کسی پارٹی میں شامل ہوا نہ کسی کی چاپلوسی کے درپے ہوا۔ یہ باتیں ایک مصنف کے لئے کچھ ضروری سی ہیں۔

میرے بعض ہونہار شاگرد یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہم کام کرنا چاہتے ہیں مگر ہماری قدر

ہنیں، کوئی اپنے پرنسپل کی شکایت کرتا ہے کوئی افسر کی اور کوئی ماحول کی۔ میں ان سے یہی کہا کرتا ہوں، بھائی کام اس طرح نہیں ہوتا۔ زمانے نے کس کی قدر کی ہے، کرنے والے کام کر گئے اور نہ کرنے والے مال و دولت اور ماحول ہی کو روتے رہے آپ قدر و بے قدری سے بے نیاز ہو کر کام کرتے رہیں۔ انشاء اللہ قدر ضرور ہوگی۔ اگر اب نہیں تو کل آپ کے مرنے کے بعد ہی سہی۔

یہ خیال غلط ہے کہ مجھے کوئی سازگار ماحول مل گیا تھا لہذا میں کچھ لکھ سکا۔ بات یہ نہیں ہے بلکہ اس کے اسباب وہ ہیں جو میں نے اوپر بیان کئے ورنہ میرا ماحول تو بڑا ہی حوصلہ شکن تھا مگر میں نے ہمت نہیں ہاری۔ آپ سے زیادہ میں شاکی ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا ہے اپنے ضمیر سے مجبور ہو کر کیا ہے سو اسی طرح میرے دوستو آپ بھی کچھ کر جائیں۔ نیکی رہے گی ذرا

یہ خیال بھی بالکل غلط ہے کہ مجھے پبلشروں اور بک سیلروں کا اچھا سہارا مل گیا میں اس پر ایک مستقل مضمون لکھ چکا ہوں۔ مختصر یہ کہ مجھے کچھ بھی نہیں ملا میرے اس مضمون کو دیکھ کر بعض ایمان دار پبلشروں نے شکایت کی کہ ہمیں آپ نے مستثنیٰ کیوں نہیں کیا بھائی جو ایمان دار ہیں انہیں سب جانتے ہیں، بہر حال مجھے پبلشروں اور بک سیلروں کے ساتھ اچھا خاصا جہاد کرنا پڑا، تب کہیں کچھ معمولی سا تعاون نیک لوگوں کا حاصل ہوا مگر ان کے تعاون سے میرا کام نہیں چلا۔ بس میں بغیر کسی لالچ کے قلم چلاتا گیا۔ لوگ کہتے ہیں تمہارے پاس بہت روپیہ ہوگا، میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، ہمت، توکل اور جدوجہد ہے

آج کل کے لوگ مصنفین کی عادات و اطوار اور ان کی دلچسپیاں معلوم کرنے کے بڑے شوقین ہیں بچپن سے مجھے کتابوں اور سیر و سیاحت سے دلچسپی رہی ہے جب چھوٹا سا تھا اور کوئی پیسہ ملتا تو ناریل لا کر کھا لیتا زیادہ پیسے ملتے تو کتاب خرید لیتا، مجھے ناریل، انڈا، ارہر کی دال اور آلو سے بڑی رغبت رہی ہے دال اور سبزیاں میری مرغوب غذا ہیں، مچھلی اور گوشت سے مجھے سخت نفرت رہی ہے البتہ کوفتہ یا کباب کھا لیتا ہوں بوٹی بہت صاف اور خوب گلی ہوئی ہو تو کھا لیتا ہوں، تیتر، بٹیر اور مرغ کا گوشت بلا نفرت و رغبت کے کھا لیتا ہوں۔ مچھلی اب زبردستی کھانے لگا ہوں۔

لوگ تعجب کرتے ہیں کہ اتنا کام کرنے کے بعد بھی میں جوان ہوں اور چونکہ میں حکیم ہوں لہذا یہ سمجھتے ہیں کہ میں دوائیں استعمال کرتا ہوں، میں کبھی دوا نہیں کھاتا، جوانی صرف قوت خیال سے قائم ہے جس کسی سے اللہ کو کوئی کام لینا ہوتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی سبب پیدا کر دیتے ہیں، میں کتنا ہی پیٹ بھر کر کھا لوں ایک گھنٹے کے بعد مجھے بھوک لگ جاتی ہے کھاتے کھاتے تھک جاتا ہوں اور کام کرتے کرتے نہیں تھکتا۔

تصنیف و تالیف اور مضمون نگاری کے کام کے لئے یہ ضروری ہے کہ منہ چلتا رہے لہذا طبیعت اکتاتی نہیں دماغ تازہ رہتا ہے اور تحریر میں شگفتگی برقرار رہتی ہے ورنہ تھکن اور تحریر میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے اس سلسلہ میں پان نے میری بڑی مدد کی، چائے بھی اچھی چیز ہے مگر اس سے پیشاب کی کثرت اور شکر آنے کا بڑا خطرہ ہے لہذا اس کی کثرت ٹھیک نہیں نہ یہ ہر وقت پی جا سکتی ہے۔ پان میں بڑی سہولت ہے بشرطیکہ چونا بہت کم استعمال کیا جائے اور تمباکو سے پرہیز کیا جائے۔ چیونگ گم بھی ٹھیک ہے اکثر اہل قلم کا کام حقہ یا سگرٹ کا مرہون منت ہے اگر آپ اچھے مصنف بننا چاہتے ہیں اور بہت زیادہ کام کرنا چاہتے ہیں تو ان میں سے کسی ایک چیز کا ہونا کچھ ضروری سا ہے ورنہ تھکن کا احساس زیادہ ہوگا اور تحریر خشک ہو جائے گی۔

بیک وقت ایک تصنیف یا مضمون کو نہ لگنا چاہیئے، مختلف قسم کے کام سے نہ تھکن ہوتی ہے نہ تحریر میں خشکی پیدا ہوتی ہے۔

بچپن سے طبیعت کچھ مشکل پسند واقع ہوئی ہے یعنی محنت طلب اور مشکل کاموں کے کرنے میں مجھے مزا آتا ہے اور جس قدر جتنا کام مشکل ہوتا ہے اسی قدر لطف آتا ہے جی یہ چاہتا ہے کہ ایسے کام کروں جو دوسروں سے نہ ہو سکیں۔

میرا جتنا بھی ٹھوس کام ہے وہ سب کا سب فراخ دستی کے دور سے تعلق نہیں رکھتا بعض کتابیں چھپنے چھاپ کر رکھی ہیں۔

عبدالصمد صارم ۶۶ء

فہرست تصانیف

پروفیسر عبد الصمد صارم الازہری

عربی تصانیف

البشائر :۔ مطبوعہ مصر اس میں وہ بشارتیں جمع کی گئی ہیں جو ہندو مذاہب وغیرہ کی کتابوں میں آئی ہیں۔ قیمت پچاس پیسے

اللآلی :۔ اردو اشعار کا عربی اشعار میں صارم صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ اردو کے مشہور اساتذہ کے اخلاقی اشعار لئے ہیں قیمت پچاس پیسے

المقامات الخمس للحریری :۔ حریری کے پانچ مقامات کا اردو ترجمہ اور عربی حاشیہ بقدر نصاب فاضل عربی قیمت تین روپے

الکامل للمبرد :۔ داخل نصاب فاضل عربی لاہور، مع اصل و ترجمہ باب الخوارج قیمت چھ روپیہ مجلد، گرد پوش

اُستاذ العربیہ :۔ یہ کتاب چار حصوں میں ہے با تصویر ہے آخری حصہ گرامر سے متعلق ہے۔ قیمت چار روپیہ / نئی بول چال سکھاتی ہے

اساس العربیہ :۔ تین حصے با تصویر، بغیر استاد کے عربی سکھاتی ہے قیمت ہر حصہ دو روپیہ۔ فاضل عربی اور ایم اے عربی کے طلبہ کے لئے مفید ہے۔

عربی کی پہلی کتاب :۔ صارم صاحب اور دوسرے مصنفین نے مل کر لکھی ہے بہت آسان فہم ہے۔ قیمت ۸۵ پیسے

المنتخب :۔ داخل کورس ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی، مشتمل بر نظم و نثر و مقدمہ ابن خلدون داخل نصاب فاضل عربی قیمت چھ روپیہ

فارسی تصانیف

فارسی آموز :- با تصویر، تین حصے، قیمت ہر سہ حصہ چھ روپیہ، جدید طرز پر فارسی سکھانے والی کتاب ہے۔

محمود و فردوسی :- علمائے ایران و افغانستان نے اس کتاب کو پسند کیا ہے قیمت دو روپیہ - اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب نہیں لکھی گئی۔

انتخاب فارسی :- قیمت دس روپیہ

قواعد فارسی :- قیمت یک روپیہ

انگریزی تصانیف

ترجمہ لٹریچر اینڈ کرسٹینزم مصنفہ ایچ کومبر داخل نصاب ایم، اے اردو پنجاب یونیورسٹی، قیمت دو روپیہ

ترجمہ دی اپر یسیشن آف پوئٹری قیمت دو روپیہ
داخل نصاب ایم اے اردو

اردو تصانیف

ترجمہ المنجد	قیمت ۳۰ روپیہ
ترجمہ دعاء الکروان	قیمت آٹھ روپیہ
ترجمہ العبرات	قیمت آٹھ روپیہ
ترجمہ التاج المرصع جواہر القرآن	قیمت چار روپیہ
ترجمہ مقدمہ ابن خلدون	قیمت دس روپیہ
ترجمہ بیضاوی	قیمت دس روپیہ (آل عمران)
ترجمہ نزھۃ الخواطر	بیس روپیہ
ترجمہ تنقیدات طٰہٰ حسین	چار روپیہ آٹھ آنے
تاریخ القرآن	قیمت چھ روپیہ منظور شدہ گورنمنٹ
تاریخ الحدیث	قیمت چار روپیہ ٫٫
تاریخ الفقہ	قیمت چار روپیہ ٫
انتخاب تاریخ	پانچ روپیہ
سفرنامۂ صارم	دو روپیہ
اربعین اعظم	پچاس پیسے
سفرنامہ حج و زیارت	تین روپیہ
مقالاتِ صارم	تین روپیہ
مضامین صارم	دو روپیہ
نامور بیٹیاں	ایک روپیہ منظور شدہ گورنمنٹ
اسلام کھنڈر	دس روپیہ
علمائے ہند	دو روپیہ
مجموعۂ خطبات	پانچ روپیہ

مواعظ	پانچ روپیہ
الدر المکنون	آٹھ آنے
رسول کی تعلیم	ایک روپیہ منظورہ شدہ گورنمنٹ
تاریخ کشمیر	پانچ روپیہ
اردو کا سب سے بڑا شاعر	دو روپیہ
تاریخ تصوف	دس روپیہ
قرآنی اخلاق	ایک روپیہ ۴؍ چوتھا ایڈیشن
حدیقۂ اخلاق	پانچ روپیہ
خلق مسلم	پانچ روپیہ
مخزن اخلاق	پانچ روپیہ
زر خالص	چار روپیہ
رابعہ بصری	ایک روپیہ پچاس پیسے
امیر معاویہ	دو روپیہ
عمر بن عبدالعزیز	دو ٫٫
امام زین العابدین ترجمہ	دو روپیہ
ابوذر غفاری	دو روپیہ
عثمانِ غنی	تین روپیہ
اللہ	ہدیہ آٹھ روپیہ آٹھ آنے
خدائی نشانیاں	ایک روپیہ
اردو قواعد و انشا	پانچ روپیہ
زبان و قلم	دو روپیہ

نگارستان اشعار — پچاس پیسے
شعر العرب — دس روپیہ مجلد منظور شدہ گورنمنٹ
ایمان و عمل — پچاس پیسے
عقائد الاصناف — ۲۵ "
الہا اوردل — پانچ روپیہ

بچوں کی کتابیں

اسلامی کتاب چار حصے چار روپیہ
اخلاقی کہانیاں ۵۰ ر منظور شدہ گورنمنٹ
ہماری زبان ۸۱ پیسے "
قاعدہ لیسرنا القرآن ۶/ "
عظیم شخصیتیں دو روپیہ "
اسلامی تاریخی کہانیاں ایک روپیہ پچیس پیسے "
اچھی کہانیاں ایک روپیہ منظور شدہ گورنمنٹ
سیرت رسول کریم ایک روپیہ "
حضرت آدم علیہ السلام بارہ آنے "
حضرت ہود " " "
حضرت ذوالقرنین " " "
حضرت ابراہیم " " "
" نوح " " "
" صالح " " "
" اسماعیل " " "
" یوسف " " "
" زلیخا " " "

حضرت عزیز علیہ السلام بارہ آنے منظور شدہ گورنمنٹ
حضرت موسیٰ و خضر " " "
" طالوت " " "
" داؤد " " "
" ایوب " " "
قابیل ہابیل " "
مومن آل فرعون " "
اصحاب کہف " "
بنی اسرائیل " "
سدرۃ المنتہیٰ " "
ملکۂ سبا " "
زمزم " "
عام الفیل " "
جریج عابد " "
اصحاب الاخدود " "
قاضی عزالدین " "
اصحابہ القریہ " "

قارون	بارہ آنے	منظور شدہ گورنمنٹ
اصحاب الفیل	"	"
بنی اسرائیل کی گائے	"	"
شکریۂ نعمت	"	"
معراج شریف	"	"
حضرت علی	"	"
" عائشہ	"	"
" خدیجہ	"	"
" فاطمہ	"	"
" زینب	"	"
" حسن	"	"
" ابن قیم	"	"
" رازی	"	"
" ابن تیمیہ	"	"
" مولانا روم	"	"
" عطار	"	"
" حافظ	"	"
" سعدی	"	"
شاہ ولی اللہ	"	"
مولانا محمد الیاس	"	"
محمد عبدہ	"	"
جمال الدین افغانی	"	"
سید احمد شہید	"	"
عبید اللہ سندھی	بارہ آنے	منظور شدہ گورنمنٹ
جمال عبد الناصر	"	"
ضروری کہانیاں	"	"
سودیشی کہانیاں	"	"
خلق عظیم	"	"
عجیب قاعدہ	"	"

بچوں کی زیر طبع کتب

عمدہ کہانیاں	۷۵ پیسے
میٹھی کہانیاں	"
سفری کہانیاں	"
پاکیزہ کہانیاں	"
علمی کھیل	"
دنیا بھر کی کہانیاں	"
اسلام کے اصول	"
اسلامی اخلاق	"
شعر بازی	"

زیر طبع بڑی کتابیں

اردو عروض	دو روپیہ
مقام غالب	پانچ روپیہ
سیرت عائشہ (ترجمہ)	چار روپیہ
سیرت علی (ترجمہ)	تین روپیہ

سیرت عثمان	تین روپیہ	
سیرت ابوبکر	تین	”
روح کیا ہے	دس	”
فریادرس	دس	”
جمالی	دو	”
قصص القرآن (ترجمہ)	دس روپیہ	
فضیلت (ناول)	پانچ روپیہ	
قتل پر قتل (ناول)	چار روپیہ	
موتیوں کا جزیرہ (ناول)	”	

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر..02060.......

ایم اے عربی کی زیر تصنیف کتابیں

ترجمہ البلاغۃ الواضحہ

ترجمہ جواہر البخاری

الکاملہ برائے جواب مضمون

امید ہے کہ یہ کتابیں ۱۹۶۱ء میں چھپ جائینگی

قبل از وقت آرڈر نہ دیں۔

فاضل عربی کی زیر تصنیف کتابیں

ترجمہ سورۂ بقرہ بیضاوی

ترجمہ المطول

ترجمہ نخبۃ الفکر

ترجمہ شمس بازغہ

امید ہے کہ یہ کتابیں ۱۹۶۱ء میں چھپ جائیں گی۔

خواہ مخواہ خط و کتابت نہ فرمائیں

1732

علاوہ ازیں ہر قسم کی کتابیں ہمارے ہاں سے طلب کیجئے

ملنے کا پتہ

ادارہ علمیہ ۵ دھنی رام روڈ نئی انارکلی

لاہور

التجاء

اجرِ تصنیفِ این کتاب خدا
برساناد والدین مرا

خواہم از قاریانِ این تصنیف
فاتحہ بہرِ این دو روحِ شریف

رحمتِ حق بہ ہر دو یاد قرین
رحم اللہ من یقول آمین

یاد داشت

